عمران سیریز
اناڑی مجرم
مظہر کلیم

چند باتیں

محترم قارئین!

سلام مسنون! نیا ناول اناڑی مجرم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میری شروع سے ہی یہی کوشش رہی ہے کہ آپ کو ہر بار انوکھے اور منفرد انداز کے ناول پڑھنے کو ملیں۔ عمران ایک ایسا کردار ہے جو ہمہ صفت موصوف ہے اس کے ساتھ ایسے عجیب اور دلچسپ واقعات پیش آتے ہیں کہ بے اختیار قہقہے لگانے کو جی چاہتا ہے اور یہی رنگارنگی ہی عمران کی بنیادی خصوصیت ہے۔

اس ناول میں بھی آپ عمران کی فطرت کے ایک نئے پہلو سے روشناس ہوں گے۔ اناڑی مجرموں کی ایک تنظیم عمران کو اپنا گائیڈ بنا لیتی ہے۔ جی ہاں! گائیڈ۔ اور یہ تنظیم ہوتی ہے ——— اٹُفن ——— جی ہاں! آپ اس نام پر حیرت کا اظہار نہ کریں جس تنظیم کا گائیڈ عمران ہو اس کا نام ایسا ہی ہو سکتا ہے اور پھر عمران جب اٹفن کے ذمے ایک مشن لگاتا ہے تو ایسی دلچسپ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ آپ کے قہقہے تھمنے کا نام ہی نہ لیں گے ——— جی ہاں! انوکھا اور انتہائی دلچسپ مشن ——— اس ناول کے آغاز سے لیکر آخری حرف تک آپ مسلسل قہقہے ہی لگاتے رہیں گے۔

جی ہاں! اس انتہائی دلچسپ کہانی نے آپ کے سینے میں چھپے ہوئے

تمام قہقہے باہر نکال دیتے ہیں۔
لیکن قہقہوں کے درمیان آپ کو یہ احساس ضرور رہے گا کہ اس میں بھرپور ایکشن اور سسپنس بھی موجود ہے اور یہی اس دلچسپ اور حیرت انگیز کہانی کا خاصہ ہے۔
مجھے یقین ہے کہ یہ دلچسپ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

والسلام
مظہر کلیم ایم اے

عمران ناشتے سے فارغ ہو کر اب بڑے اطمینان سے بیٹھا اخبارات میں ضرورت رشتہ کے اشتہار پڑھ رہا تھا۔ وہ ہر اشتہار کو اس اشتیاق سے پڑھ رہا تھا جیسے اس اشتہار میں ہی اس کی زندگی چھپی ہوئی ہے لیکن اشتہار کے اختتام پر اس کا منہ ایسے بن جاتا جیسے کونین کی گولی اس کے دانتوں کے درمیان آگئی ہو۔

"غضب ہو گیا۔ دنیا میں نیک سیرت۔ خوبصورت اور سگھڑ لڑکیوں کا کال پڑ گیا ہے" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں جناب کال نہیں پڑا بلکہ وہ خود تشریف لے آئی ہیں"۔ سلیمان نے آواز لگائی اور عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کون تشریف لائی ہیں ــــــ تمہاری والدہ محترمہ۔ ارے انہیں عزت سے بٹھاؤ ــــــ ان کی خدمت کرو اور میری طرف سے بھی سلام عرض کر دینا" عمران نے بڑے پُرجوش لہجے میں کہا اور ایک بار پھر

اخبار میں غرق ہو گیا۔

" میری والدہ بے چاری تو کبھی کی جنت میں تشریف لے جا چکی ہیں"۔ سلیمان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں ——— وہیں سے ایک حور درآمد کر لو گفٹ سکیم پر۔ ڈیوٹی بھی بچ جائے گی اور ..... کم از کم مجھے جنت کے کھانے تو پکا کر کھلایا کرے گی ——— تم نے تو مونگ کی دال کھلا کھلا کر میرا ہیشرہ ہی کر دیا ہے "عمران نے اخبار سے سر اٹھائے بغیر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا جناب ——— آپ کس چکر میں پھنس گئے ہیں۔ چار حوریں آپ کے انتظار میں ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہیں" سلیمان نے اخبار اس کے ہاتھ سے کھینچ کر قدرے بلند آواز میں کہا۔

" کیا کہا ——— چار حوریں ——— اکٹھی چار ——— ارے بھائی خدا کا خوف کرو ——— اتنی زیادہ ڈیوٹی میں کہاں سے ادا کروں گا۔ میرا تو بنک ہی صاف ہو چکا ہے۔ صرف بلینس ہی بلینس رہ گیا ہے" عمران نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

" آپ کی مرضی ——— میں انہیں واپس بھیج دیتا ہوں۔ سلیمان نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" ارے ——— ارے ——— رکو تو سہی۔ کیا واقعی چار حوریں ہیں۔ کاغذات تو مکمل ہیں نا ان کے۔ کوئی پرابلم تو نہیں۔ کہیں انٹی سمگلنگ سٹاف آیا کھڑا ہو چھاپہ مارنے ——— اور سنو ——— کہیں لاکھوں برس کی تو نہیں

ہیں "۔ عمران نے تیزی سے صوفے سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ آپ دیکھیں گے تو بس"۔ سلیمان نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔

اور عمران تیر کی طرح ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ ڈرائنگ روم تک نہیں پہنچا تھا کہ اسے تیز میوزک کی آواز سنائی دی۔ اور عمران چونک پڑا۔ اس کے ڈرائنگ روم میں تو کوئی ایسی چیز نہ تھی۔ جس سے میوزک بج سکتا۔ پھر یہ میوزک کی آواز کہاں سے آنے لگی۔ اور میوزک بھی اتنی جدید کہ یوں لگتا تھا جیسے ہزاروں بدروحیں مل کر چیخ رہی ہوں۔

عمران دبے قدموں آگے بڑھا اور پھر اس نے چوروں کی طرح جھانک کر ڈرائنگ روم میں دیکھا۔

دوسرے ہی لمحے وہ بُری طرح اچھلا اور واپس بھاگتا آیا۔

" ارے ارے سلیمان ——— ارے بھائی کس مصیبت میں پھنسا دیا۔" عمران نے ہانپتے ہوئے انداز میں کچن میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" کیا ہوا ——— کیا کاٹ کھایا انہوں نے"۔ سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

" ارے وہ ناچ رہی ہیں"۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا

" تو ناچنے دیجئے۔ آپ کا کیا بگڑتا ہے"۔ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اچھا ——— میرا کچھ نہیں بگڑتا۔ چلو پھر ٹھیک ہے، ناچنے

دیتا ہوں" عمران نے کہا اور پھر تیر کی طرح واپس ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا حوران کرام بالالتزام اہلاً و سہلاً مرحبا" عمران نے سینہ تان کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ زبان کو گھما گھما کر بول رہا ہو۔

اور دوسرے لمحے ڈرائنگ روم میں ناچنے والی لڑکیاں یوں رک گئیں جیسے چابی ختم ہونے پر کھلونے رک جاتے ہیں۔ البتہ میوزک اسی طرح زور و شور سے بج رہا تھا۔

"تم علی عمران ہو" ان چاروں نے بیک آواز ہو کر پوچھا۔ ان کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے۔ جیسے انہوں نے کوئی عجوبہ دیکھ لیا ہو۔

"اگر حوران کرام ان چیختی روحوں کو چپ کرا دیں تو بندہ عرض فدوی شکرانے کی نفلیں بجالائے گا۔ ورنہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" عمران نے اسی طرح زبان گھما گھما کر باتیں کرتے ہوئے کہا

اور ان میں سے ایک نے میز پر رکھا ہوا چھوٹا سا کیسٹ ریکارڈر بند کر دیا اور کمرے میں یکلخت ایسی خاموشی طاری ہو گئی۔ جیسے سرے سے انسان ہی نہ بستے ہوں۔

"آپ نے ہمارے سوال کا جواب نہیں دیا" ایک لڑکی نے بڑے ناز سے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"ہائے ——— یہ سوال۔ اس سوال کا تو جواب بندہ بشر کیا

دے سکتا ہے۔ آخر اللہ میاں نے آپ کو جب دنیا کے لئے بک کیا ہو گا تو نام و پتہ تو بتا ہی دیا ہو گا۔ ویسے معاف کیجئے کیا جنت میں مہنگائی یہاں سے بھی زیادہ ہے" عمران نے آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے کہا۔

"مہنگائی ——— کیسی مہنگائی ——— اور یہ جنت وغیرہ کی آپ نے کیا رٹ لگا رکھی ہے" ایک لڑکی نے قدرے غصیلے انداز میں کہا۔

"ارے ہاں ——— جنت میں رہتے رہتے واقعی آپ جنت کے نام سے بھی الرجک ہو چکی ہوں گی۔ مہنگائی کا اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ یوں لگتا ہے جیسے آپ نے پچھلی چار صدیوں سے کچھ نہ کھایا ہو ویسے یہ مجھ پر اللہ کا کرم ہے کہ اس نے فاقہ زدہ حوریں بھیج دی ہیں میرا بجٹ ویسے بھی اپ سیٹ ہے"

عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے مودبانہ انداز میں کہا۔

"گڈ ....." ایک لڑکی نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"علی عمران عفی اللہ عنہ۔ عنداللہ ماجور" معاف کیجئے اس سے زیادہ عربی مجھے نہیں آتی" عمران نے بڑے بے بس لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— ! تو آپ ہیں علی عمران ——— مگر آپ تو شکل صورت سے احمق لگتے ہیں۔ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ آپ بڑے خطرناک خوفناک، ذہین، عقلمند، عیار اور چالاک ہیں۔ بڑے بڑے مجرموں کی گردنیں آپ نے توڑ دی ہیں۔ حالانکہ گردنیں تو ایک طرف، آپ سے تو پاپڑ ٹوٹتا بھی نظر نہیں آتا" ایک لڑکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے

کہا اور باقی تین نے قہقہے لگا دیئے۔

"پاپڑ ـــــ ارے واہ ـــــ تو جنت میں پاپڑ بھی ملتے ہیں۔ میرے خیال میں وہاں سیمنٹ، سریا اور بجری کے بنتے ہوں گے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آخر آپ یہ بار بار جنت کی رٹ کیوں لگا رہے ہیں۔" ان چاروں نے بیک وقت آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"سلیمان نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کو براہ راست جنت سے درآمد کیا گیا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"جنت ـــــ! ارے کوئی بلنڈر ہو گیا ہے آپ کے حضرت سلیمان سے۔ ہم تو یہیں دارالحکومت میں رہتی ہیں۔" ایک لڑکی نے کہا۔

"اوہ ـــــ! آپ یہیں رہتی ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حوریں بھلا یہاں اس شہر گناہگار میں کیسے رہ سکتی ہیں۔" عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حماقت کا آبشار بہہ رہا تھا۔

"حوریں ـــــ آپ کو کس نے کہہ دیا کہ ہم حوریں ہیں۔ اچھا۔ اسی لئے آپ زبان گھما گھما کر عربی بولنے کی کوشش کر رہے تھے۔" ان چاروں نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"تو آپ حوریں نہیں ہیں۔" عمران نے یوں طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ جیسے غبارے سے ہوا نکل گئی ہو۔

"نہیں جناب ـــــ ہم حوریں نہیں سمجھے آپ۔ ہم مجرم

[...]ں مجرم" ان میں سے ایک نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔

"مجرم ـــــ آپ مجرم ہیں۔" عمران نے یوں ہنستے ہوئے [...]ہا۔ جیسے ان کا مذاق اڑا رہا ہو۔

"ہینڈز اپ ـــــ خبردار اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گی۔" [...]یک لڑکی نے توپ نما ریوالور نکال کر اس کا رخ عمران کے سینے [...]ں طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ آپ تو واقعی سچ مچ کی مجرم ہیں۔" عمران نے [...]ری سے ہاتھ اونچے کرتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر خوف کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ہینڈز ڈاؤن۔" اسی توپ نما ریوالور بردار لڑکی نے کہا [...]ر دوسرے لمحے ریوالور واپس سائیڈ میں لٹکے ہوئے بڑے سے [...]یگ میں غائب ہو گیا۔

اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ نیچے کر لئے۔ [...]ب وہ دلچسپی سے ان چاروں کو دیکھ رہا تھا۔

یہ لڑکیاں خاصی الٹرا ماڈرن لگ رہی تھیں۔ ان چاروں نے [...]رخ رنگ پھولوں والی بوشرٹیں اور تنگ پتلونیں پہنی ہوئی تھیں [...]ن بوائے کٹ بالوں کے ساتھ وہ ایک نظر میں تو لڑکے ہی لگتے [...]لے لیکن تھیں لڑکیاں۔ سنیک سلائی قسم کی۔ ان چاروں کے [...]ں بڑے بڑے بیگ نما پرس تھے۔ جو انہوں نے صوفوں پر رکھے [...]ئے تھے۔

"مجرمات صاحبات ـــــ! اب آپ فرمایئے کہ بندہ آپ

کی کیا خدمت کر سکتا ہے۔" عمران نے بڑے شائستہ اور مہذب
لہجے میں کہا۔

"دیکھئے ـــــ ہم نئی نئی مجرم بنی ہیں۔ اس لئے ہمیں اس
میدان میں گائیڈ کی ضرورت ہے۔ ہمیں پتہ چلا تھا کہ آپ بڑے
تجربہ کار ہیں۔ آپ سے بہتر گائیڈ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اس
پلیز آپ ہمارے گائیڈ بن جائیے۔ جو معاوضہ آپ کہیں گے ہم
کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بس آپ ہمیں دھاکڑ قسم کے مجرم بنا دیں"
ایک لڑکی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دھاکڑ ـــــ یہ کیا ہوتا ہے۔ یہ کوئی کنڈکٹروں کی طرح
کام ہے"۔ عمران نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ارے دھاکڑ کا مطلب ہے زبردست، مشہور۔ ایسے
جن سے بڑے بڑے غنڈوں کا پتّا پانی ہو جائے۔" دوسری لڑکی
نے مطلب بیان کرتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے ـــــ میں نے حکمت پڑھنی تو شروع کی تھی
پھر میں کل حکمت کے چکر میں ایسا پڑا کہ سب کچھ بھول گیا۔ میرے
پاس ایسا نسخہ نہیں ہے جس سے پتے جیسی سخت چیز کو پانی
دیا جائے۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو میں سلیمان سے پوچھ لیتا
اس کے پاس ایسا نسخہ ہے کہ پلاسٹک نما گوشت کو بھی پانی
دیتا ہے۔" عمران نے بڑے پُرخلوص انداز میں سر ہلاتے ہوئے

"اوہ ـــــ! آپ تو نرے جاہل سے آدمی ہیں۔ میں نے
محاورہ بولا تھا۔ محاورہ۔ پہلی لڑکی نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا

"اچھا۔ اچھا تو یہ محاورہ تھا۔ یعنی آپ محاورتاً بُنا مجرم بننا چاہتی ہیں"
ن نے یوں جواب دیا جیسے ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

"جی نہیں ـــــ ہم سچ مچ کی مجرم بننا چاہتی ہیں۔ ہم نے جوڈو
اٹے سیکھ لیا ہے۔ ہم نے اس میں بلیک بیلٹ حاصل کی ہوئی
ہے۔ نشانہ بازی میں بھی ہمارے پاس ڈپلومہ ہے۔ میک اپ کا
ہم سے زیادہ اور کس کو آتا ہے۔ بس آپ ہمیں مجرم بننے کا باقی
عیت سمجھا دیں" ایک لڑکی نے بڑے نخرے بھرے لہجے میں
کہا۔

"مگر مجرموں کی تو بہت سی قسمیں ہوتی ہیں۔ ان کی تنظیمیں ہوتی
ہیں۔ مثلاً ایسے مجرم ہوتے ہیں جو اندھوں سے لاٹھیاں چھین لیتے ہیں
ریاں کرتے ہیں، جیبیں کاٹتے ہیں، بچیوں کے کانوں سے بالیاں
چھین لیتے ہیں۔
اور ایسے بھی مجرم ہوتے ہیں جو بنک لوٹتے ہیں۔ عمارتیں تباہ
کرتے ہیں۔ ملکی راز چراتے ہیں۔ سمگلنگ کرتے ہیں، پیشہ ورانہ انداز
قتل کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ ـــــ آپ کس قسم کی مجرم بننا چاہتی
ہیں"۔ عمران اب پوری طرح سنجیدہ تھا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ آپ نے کیسے گھٹیا مجرموں کا ذکر کرنا شروع
کر دیا ہے۔ ہم ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہتیں۔ جہاں تک تنظیم کا
تعلق ہے۔ ہم نے ایک تنظیم بنالی ہے۔ اس کا نام رکھا ہے ـــ
فور کوینز ـــــ یعنی چار ملکائیں۔ سمجھے آپ۔ اور ہم ایسی مجرم
بننا چاہتی ہیں کہ پوری دنیا فور کوینز کے نام سے کانپ اُٹھے"۔ ایک

لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ ایسا کریں کہ اخبار میں اشتہار دے دیں کہ برائے مہربانی
سے پوری دنیا کانپ اُٹھے۔ جو کانپے گا اسے فی منٹ ایک ہزار
معاوضہ ادا کیا جائے گا ——— بس آپ یقین کیجئے پوری دنیا
شروع ہو جائے گی۔ بشرطیکہ آپ میں معاوضہ ادا کرنے کی ہمت
عمران نے انہیں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

" دیکھئے مسٹر علی عمران ——— ! ہم یہاں وقت ضائع کرنے
آئیں۔ اگر تم نے ہمارا گائیڈ بننے سے انکار کیا تو پہلا قتل
ہوگا سمجھے ——— ! بس تم ہمیں ایسا مشن بتا دو کہ پہلا مشن مکمل
ہوتے ہی ہماری شہرت ہو جائے۔ ہم نے بڑا غور کیا ہے بڑا
مارا ہے مگر ہمیں کوئی مشن سمجھ میں نہیں آیا جس سے ہماری شہرت
پوری دنیا میں ہو جائے " ان میں سے ایک نے جو ان کی لیڈر دکھائی
دے رہی تھی۔ بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں آپ کو ایسا مشن بتا سکتا ہوں جس کو پورا کرتے ہی آپکی
کا ستارہ ساتویں آسمان پر پرواز کر جائے گا مع آپ کے اپنے
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن کیا ..... ؟ " ان چاروں نے چونک کر کہا۔

" ایک تو یہ بات آپ بتائیں کہ میرا پتہ آپ کو کس نے دیا اور دو
کہ آپ کو اس کا مجھے باقاعدہ معاوضہ ادا کرنا پڑے گا " عمران نے کہا۔

" معاوضہ جو آپ کہیں گے ہم ادا کر دیں گے اور جہاں تک آپ
پتے کا تعلق ہے۔ ہمیں سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کی بیٹی نے بتا

کہ آپ ہی بس ہماری مدد کر سکتے ہیں " اسی لیڈر نے کہا۔

" اوہ۔ سمجھ گیا۔ اچھا پہلے معاوضہ ادا کیجئے " عمران نے کہا۔

" کتنا معاوضہ ؟ " اسی لیڈر نے پوچھا۔

" دس لاکھ روپے " عمران نے جواب دیا۔

" دس لاکھ ——— ارے یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ——— اتنا زیادہ
معاوضہ " چاروں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو آپ کتنی فیس کا مشن چاہتی ہیں " عمران نے یوں پوچھا جیسے
اس نے مشنوں کی باقاعدہ ریٹ لسٹ تیار کر رکھی ہے۔

" ارے یہی پانچ دس ہزار روپے " لیڈر نے کہا۔

" او کے۔ پھر میں آپ کو دس ہزار والا مشن ہی بتا سکتا ہوں۔
اس سے آپ کی شہرت آسمان پر تو کجا مشکل سے بادلوں تک پہنچے
گی۔ " عمران نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ بادلوں تک تو پہنچ جائے گی۔ وہاں سے جب
برسے گی تو مزہ آ جائے گی " ان چاروں نے خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے
کہا۔

اور عمران بے اختیار اپنے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔ یہ گروپ تو اس
سے بھی دو جوتے آگے نظر آ رہا تھا۔

" اچھا تو دیجئے دس ہزار روپے " عمران نے کہا۔

اور اسی لیڈر نے جلدی سے بیگ کھولا اور اس میں سے نوٹوں
کی ایک گڈی نکال کر عمران کی طرف اچھال دی
عمران نے بڑی پھرتی سے اسے کیچ کیا اور پھر زور سے ہانک لگائی

"سلیمان ـــــ ارے بھائی سلیمان صاحب۔" عمران کا لہجہ خاصا پُرجوش تھا۔

"معاف کیجئے ـــــ پتی ختم ہے چائے نہیں مل سکتی۔" دو... سے سلیمان کا روکھا سا جواب سنائی دیا۔

"ارے دس ہزار روپے آئے ہیں ـــــ جلدی آؤ۔" عمران نے جواب دیا اور سلیمان دوسرے ہی لمحے یوں ڈرائنگ روم کے دروازے پر موجود تھا جیسے دس ہزار روپے نہ ہوئے الہ دین کا چراغ ہو۔

"یہ لو پہلی مشورہ فیس ـــــ میں آج سے فور کو ٹینز کا گائیڈ بن گیا ہوں۔" عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔ اور گڈی سلیمان کی طرف اچھال دی۔

"واہ واہ ـــــ اللہ دے تو ایسے ہی چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ کئی دنوں سے ہوٹل ہلٹن میں زبردست پروگرام چل رہا ہے۔ آج مزہ آئے گا۔ ڈٹ کر پروگرام دیکھوں گا۔ امید ہے دس ہزار میں گزارہ ہو ہی جائے گا۔" سلیمان نے واضح انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"یہ آپ کا کیشیر ہے۔" اسی لیڈر نے جواب دیا۔

"جی نہیں۔ یہ بھی آپ کی طرح مجرم ہے۔ رقم لوٹنے والا۔ دیکھئے کس طرح دس ہزار لوٹ کر لے گیا ہے۔" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا وہ مشن بتائیے۔ جلدی کیجئے۔ پہلے ہی بڑا وقت ضائع ہو گیا ہے۔" اسی لیڈر نے کہا۔

"پہلے آپ اپنا تفصیلی تعارف کرائیے تاکہ میں اندازہ کر سکوں کہ آپ اس مشن کو مکمل بھی کر سکیں گی یا نہیں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں تعارف ـــــ میرا نام عاصمہ رشید ہے۔" لیڈر نے پہلے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بیچارے رشید ـــــ یقیناً اللہ میاں کی گائے ہی ہوں گے آپ جیسی بیوی بھگت رہے ہیں۔" عمران نے یوں افسوس بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے رشید پر بڑی طرح رحم آ رہا ہو۔

"شوہر نہیں ـــــ رشید میرے ڈیڈی کا نام ہے۔ رشید ٹیکسٹائل کے مالک۔" عاصمہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا اچھا ـــــ اب سمجھا۔ تبھی میں سوچ رہا تھا رشید ٹیکسٹائل والے کیوں خوفناک قسم کے پرنٹ چھاپ رہے ہیں۔ ٹھیک ٹھیک۔ سمجھ گیا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ میری فرینڈ ہیں طاہرہ ـــــ ان کے ڈیڈی کی دس آئس فیکٹریاں ہیں۔" عاصمہ نے ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تبھی اس نے یہ کلفی پیدا کر دی ہے۔" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ مگر شاید وہ لوگ کلفی کا معنیٰ نہ جانتے تھے اس لئے انہوں نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔

"اور یہ ہیں فرخندہ آصف ـــــ ان کے ڈیڈی کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے۔" تیسری کا تعارف ہوا۔

"اوہ اچھا ـــــ مگر انہیں شاید افریقہ سے درآمد کیا گیا ہے۔" عمران نے اس کے سانولے رنگ پر پھبتی کستے ہوئے کہا۔

"اور یہ ہیں ناہیدہ بجنوری۔ ان کے والد کا قالینوں کا کار[وبار]
ہے" عاصمہ نے کہا۔

"پھر تو یہ یقیناً قالین کی بلی ہوں گی۔ معاف کیجئے شیر مذکر ہو[تا ہے]
اس لئے مجھے محاورے میں تبدیلی کرنی پڑی" عمران نے بڑے مع[ذرت]
خواہانہ انداز میں کہا۔

"تو یہ ہے ہمارا تعارف ——— یہ بات تو ہم پہلے ہی بتا [چکے ہیں]
کر جوڈو کر لیٹ..... عاصمہ نے کہنا چاہا۔

"وہ میں سن چکا ہوں۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے نام تو بڑ[ے]
سیدھے سادے ہیں۔ مجرموں کے ایسے نام نہیں ہوتے۔ آپ [کے]
ناموں کا تو کسی پر رعب ہی نہیں پڑے گا البتہ مجھ جیسے کنوارے [شا]
کی درخواست بھجوا دیں گے" عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر [پکڑتے]
ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے اصلی نام ہیں لیکن ہم نے اپنے لئے دوسرے نام [رکھے]
ہیں۔ میں آئی، طاہرہ ڈی۔ فرخندہ الیف اور ناہید این۔ یعنی آئی [ڈی]
این الیف" عاصمہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"بس تھوڑا سا ترتیب کا فرق ہے ورنہ آپ کی تنظیم کا نام بہتر[ین]
بن جاتا۔" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیسی ترتیب" ——— ان چاروں نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آئی۔ ڈی کی بجائے اگر آپ ٹی۔ آئی۔ الیف۔ این کر لیں تو آ[پ]
کی تنظیم کا نام بن جاتا ہے ٹفن۔ واہ۔ واہ کیا خوبصورت اور ذو[معنی]
نام ہے۔ عورتوں کا بنیادی تعلق ٹفن سے ہی ہوتا ہے اور آ[پ]

غیر ملکی راز ٹفن میں ڈال کر بڑے مزے سے سرحد پار کر جائیں گی"
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بیحد سنجیدہ تھا۔

"نہیں ہماری تنظیم کا نام تو فور کوئینز ہے" عاصمہ نے خشک لہجے
میں کہا۔

"محترمہ! یہ جدید دور ہے۔ اس دور میں ملکہ ولکہ کا رعب کوئی
نہیں مانتا۔ الٹا لوگ بغاوت پر اتر آتے ہیں۔ جمہوریت لے آنے
کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے یہ متروک قسم کا نام چھوڑیں اور
جدید اور بارعب سا نام رکھ لیں" عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں
مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی آپ کی بات درست ہے۔ مگر ٹفن والا مشورہ غلط
ہے۔ اب بھلا آپ خود سوچیئے ٹفن بھی بھلا تنظیم کا نام ہو سکتا ہے۔
عاصمہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تو اٹفن رکھ لیجئے۔ جدید نام ہے اور پھر آپ کا نام پہلے رہے
گا۔ آپ ویسے بھی لیڈر قسم کی مجرمہ ہیں" عمران نے مشورہ دیتے
ہوئے کہا۔

"گڈ ——— ویری گڈ ——— کیوں فرینڈز" عاصمہ نے خوش
ہوتے ہوئے کہا۔

"ایز یو لائک" باقی تینوں نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔
اور عمران سمجھ گیا کہ اس عاصمہ کے دماغ میں ہی یہ کیڑا کلبلایا ہے
باقی تو بس ساتھ دے رہی ہیں"

"چلو ایک مسئلہ تو طے ہو گیا۔ آپ کی تنظیم کا نام ہو گیا اٹفن —

ویری گڈ" عمران نے طویل سانس لیا جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ سر سے اتر گیا ہو۔

"مگر وہ مشن" عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کونسا مشن" عمران جواب میں اس سے بھی زیادہ زور سے چ

"وہ جس کے لئے دس ہزار روپے آپ نے لئے ہیں" عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ تو میں نے تنظیم کا نام رکھنے کا لیا ہے۔ مشن کے لئے تو مزید معاوضہ ہوگا۔" عمران نے سوکھا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم ہمیں بلیک میل کر رہے ہو۔ آکٹن کو۔ تمہاری یہ جرات" عاصمہ نے جلدی سے بیگ کھولنا شروع کر دیا۔ وہ شاید اس میں سے وہ توپ نما ریوالور نکالنا چاہتی تھی۔

"ارے ارے ـــــ وہ توپ نہ نکالئے۔ ویسے ایک بات ہے آپ کے پاس اس کا لائسنس ہے" عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہے۔ ڈیڈی نے بنوا کر دیا ہے" عاصمہ نے جواب دیا۔

"اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ اچھا تو پھر آکٹن صاحبات۔ اب وہ مشن سن لیجئے۔ لیکن پہلے وعدہ کیجئے کہ اسے سرانجام دیا جائے گا۔" عمران نے بڑے پراسرار لہجے میں کہا۔

"ضرور کریں گے۔ آخر ہم نے دس ہزار روپے خرچ کئے ہیں" عاصمہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو سنئے۔ سنٹرل انٹیلیجنس کے ایک سپرنٹنڈنٹ ہیں سوپر فیاض

س اسے اغوا کر لیجئے" عمران نے مشن بتاتے ہوئے کہا۔

"اغوا کر لیں ـــــ ایک آدمی کو ـــــ یہ کیا مشن ہے فضول سا۔ اس سے بھلا کیا ہوگا" عاصمہ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہو۔ آپ نے اس پر شاید غور نہیں کیا۔ سنئے۔ انٹیلیجنس کے سپرنٹنڈنٹ کا اغوا ہوتے ہی پوری سنٹرل انٹیلیجنس میں زلزلہ آ جائے گا۔ حکومت چیخ پڑے گی۔ پریس چلا اٹھے گا۔ صدر مملکت میٹنگ بلا لیں گے۔ سنٹرل انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل سر پیٹنا شروع کر دیں گے۔ سیکرٹ سروس بوکھلا جائے گی اور آکٹن کی شہرت دیکھتے ہی دیکھتے بادلوں تک پہنچ جائے گی۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ ویری گڈ ـــــ واقعی بڑا اچھا مشن ہے۔ ویری گڈ مزہ آ جائے گا۔" عاصمہ نے بے اختیار اچھل اچھل کر تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ اس کا چہرہ جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔

"مگر ہم اس سوپر فیاض کا کریں گی کیا" طاہرہ نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا

"بڑا تیز ہے وہ اچار ڈالنے کے کام آئے گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"نہیں مسٹر ـــــ اب تم اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ ہمیں بتاؤ کہ اسے اغوا کرنے کے بعد کیا کریں۔" عاصمہ نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

"یہ بھی دس ہزار میں بتانا پڑے گا۔ یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ ظلم

ہے" عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ ـــــ یا نکالوں ریوالور" عاصمہ نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا ـــــ اب یہ دھونس مجھی پر چلنے لگی۔ چلو آپ بھی کیا یاد کریں گی ـــــ کس حاتم طائی سے پالا پڑا ہے مگر ایک بات بتا دوں ـــــ آئندہ اس کا معاوضہ علیحدہ ہوگا۔" عمران نے کہا۔

"اچھا اچھا ـــــ اب بتاؤ بھی سہی۔ نخرے بند کرو" عاصمہ نے کہا۔

"سنو ـــــ غور سے سنو بلکہ کان کھول کر سنو ـــــ سوپر فیاض بڑے کام کا آدمی ہے۔ اس کے پاس بڑے بڑے قیمتی راز ہیں۔ تم لوگ اسے ہیڈ کوارٹر میں لے جانا ـــــ ہیڈ کوارٹر بنایا ہے کہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"بنا لیں گی۔ ڈیڈی کی ایک کوٹھی خالی پڑی ہے۔ اسی میں بنا لیں گے" عاصمہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی مسئلہ ہی نہ ہو۔

"کیا نمبر ہے اس کوٹھی کا" عمران نے پوچھا۔

"کیوں ـــــ تم نمبر کیوں پوچھ رہے ہو ـــــ ایسا نہ ہو کہ تم حکومت کو ہمارے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دو" عاصمہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے توبہ کرو ـــــ میں نے اپنی بندھی بندھائی روزی پر لات مارنی ہے۔ میں تو اس لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ اس کے نمبر سے معلوم کروں کہ علم الاعداد کی رو سے وہ نمبر لکی ہے یا نہیں۔ مجرموں
علم الاعداد بہت چلتا ہے" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ یہ بات ہے۔ اس کا نمبر ہے گیارہ، سلطان کالونی" عاصمہ نے کہا۔

"گڈ ـــــ واقعی لکی نمبر ہے ـــــ بس اسی ہیڈ کوارٹر میں فیاض کو لے جانا اور پھر اسے چھت سے الٹا لٹکا دینا۔ پھر اسے باری باری سات جوتے مارنا۔ پھر لپ اسٹک سے اس کے چہرے پر ... لکھ دینا۔ اس کے بعد اس سے کہنا کہ وہ تمہیں وہ فائل دے جس میں پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرموں کی عریاں تصویریں ہیں۔ اس فائل کا نام نیکڈ فائل ہے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجرموں کی نیکڈ تصویریں۔" چاروں لڑکیوں نے کھلکھلا کر کہا۔ ذرہ برابر بھی نہ شرمائی تھیں۔

"جی ہاں ـــــ وہ بڑا تیز آدمی ہے۔ اس نے زبردست کوشش کر کے پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرموں کی ننگی تصویریں اکٹھی کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرم اس کے نام سے کانپتے ہیں۔ جو مجرم بھی اس پر رعب ڈالنے کی کوشش کرتا ہے وہ جواب میں کہتا ہے کہ وہ اس کی تصویر کے ـــــ لاکھوں پرنٹ چھاپ کر پوری دنیا میں ہوائی جہازوں کے ذریعے گرا دے گا اور یقین کیجئے۔ یہ بات سنتے ہی بڑے بڑے مجرم بھیگی بلی بن کر رہ جاتے ہیں۔ آپ کے پاس فائل آگئی تو پھر ساری دنیا کے مجرم الغن کے

نام سے کانپنا شروع ہو جائیں گے اور آپ دنیا کی سب سے بڑی بن جائیں گی۔" عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ـــــ ویری گڈ آئیڈیا۔ واقعی یہ فائل ہمیں مل جائے تو بس پھر مزہ ہی آجائے۔" عاصمہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض ہمیں فائل دے دے گا۔ اس کی پوری کی محنت ہے۔ کیسے دے گا۔" طاہرہ نے کہا۔

"ارے وہ کیسے نہیں دے گا۔ اس کا باپ بھی دے گا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ انکار کر دے تب ہم کیا کریں۔ کیا اسے قتل کر دیں۔" عا... نے کہا۔

"ارے ارے قتل نہ کرنا۔ اس ملک میں قتل کی سزا موت ہے۔ آپ کی ساری تنظیم دھری کی دھری رہ جائے گی۔ اور آپ چاروں کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا ـــــ اس لئے بس قتل نہ کریں باقی جو چاہیں کرتے رہیں کوئی پرواہ نہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہم اسے کوڑے ماریں گے ـــــ بجلی کے شاک لگائیں گے۔ اس کی ہڈیاں توڑ دیں گے ـــــ وہ کیسے نہیں بتائے گا۔" فرخندہ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ فرخندہ اذیت پسند قسم کی لڑکی ہے۔

"ارے ارے۔ اتنا ظلم اچھا نہیں ہوتا۔ کہیں وہ مر ہی نہ جائے اور پھر پھانسی۔ یہ سب کچھ ضرور کریں مگر ہلکے پیمانے پر۔ اور سنیئے

اگر وہ نہ مانے تو آپ کو میں ایک راز کی بات بتاتا ہوں، وہ اپنی بیوی سے بہت ڈرتا ہے۔ بس آخر میں اسے کہہ دیں کہ اگر وہ فائل نہیں دیتا تو اسے بھی وہیں بلو لیتے ہیں۔ بیوی کا نام سنتے ہی وہ فوراً فائل دینے پر آمادہ ہو جائے گا۔" عمران نے کہا۔

"ویری گڈ ـــــ آپ واقعی بہت اچھے گائیڈ ہیں۔ مگر حکومت کو اور پریس کو کیسے علم ہو گا کہ فیاض کو الفن نے اغوا کیا ہے۔ ہماری شہرت کیسے ہو گی۔" عاصمہ نے کہا۔

"اس کا بھی ایک طریقہ ہے۔ آپ اخبار میں خفیہ اشتہار دے دیں کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو تلاش کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ وہ ہمارے پاس ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"گڈ ـــــ سب ٹھیک ہے ـــــ آؤ فرینڈز اب چلیں۔" عاصمہ نے بڑا سا بیگ نما پرس سنبھالتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ فیاض کو اغوا کیسے کریں۔" ناہید نے پوچھا۔

"ارے ـــــ اصل بات تو تم نے بتائی ہی نہیں۔" عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کونسا مشکل کام ہے ـــــ بس آپ مسکرا کر فیاض کی طرف دیکھیں۔ وہ فوراً ریشہ خطمی ہو جائے گا۔" عمران نے کہا۔

"ریشہ خطمی ـــــ یہ کیا ہوتا ہے۔" ان چاروں نے حیرت بھرے لہجے میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بھی ہوتا ہے ـــــ جیسے پتا پانی ہوتا ہے اسی طرح جسم بھی

ریشوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا ہوگا ـــــ ریشہ خطی ہونے کے بعد کیا ہوگا" عاصمہ نے لاپرواہی سے کہا۔

"بس پھر آپ اسے اپنی کوٹھی چلنے کی دعوت دیں۔ اور وہ اسطرح آپ کے ساتھ چل پڑے گا۔ جیسے وہ ساری عمر اسی بات کا انتظار کرتا رہا ہو۔ آپ اسے اپنی ہیڈ کوارٹر لے جائیں اور پھر جیسے میں نے کہا ہے ویسے ہی کریں" عمران نے کہا۔

"گڈ ـــــ یہ تو واقعی آسان سا کام ہے۔ او کے۔ تھینک یو اس مشن کے بعد ہم پھر حاضر ہوں گی ـــــ تب تک ٹا۔ ٹا" عاصمہ نے کہا۔

اور پھر بیگ اٹھائے وہ چاروں باری باری ہاتھ ہلاتی فلیٹ سے باہر چلی گئیں۔ اور عمران بے اختیار سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

اسے معلوم تھا کہ اب فیاض کی صحیح معنوں میں شامت آ جائے گی ـــــ خوب لطف رہے گا۔ اس کا پروگرام یہی تھا۔ کہ جیسے ہی فیاض ان کے ساتھ ان کے ہیڈ کوارٹر جائے گا۔ وہ فیاض کی بیوی کو فون پر مطلع کر دے گا اور اس کے بعد جو اصل مشن شروع ہوگا وہ واقعی فیاض کے لئے سب سے مشکل مشن ہوگا۔

اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اٹھایا اور تیزی سے نمبر گھمانے لگا۔

"صفدر سپیکنگ" دوسری طرف سے صفدر کی باوقار آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ صفدر کا لہجہ یکدم مؤدبانہ سا ہو گیا۔

"صفدر ـــــ! تم نے انٹیلیجنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی نگرانی کرنی ہے۔ صرف نگرانی ـــــ کسی کام میں مداخلت نہیں کرنی" عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ـــــ! کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے" صفدر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی شروع تو نہیں ہوا ـــــ صرف پلاننگ بنی ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

اس نے صفدر کو اس کام کے لئے اس لئے منتخب کیا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ صفدر اب سائے کی طرح فیاض کے پیچھے لگ جائے گا۔ اور پھر جیسے ہی یہ لڑکیاں اسے اغوا کریں گی، اسے اطلاع مل جائے گی اور ظاہر ہے اس کے بعد وہ ڈرامہ شروع ہوگا جو شاید فیاض کی زندگی کی سب سے بڑی ٹریجڈی ثابت ہو گی۔

صفدر کو فون کرنے کے بعد عمران اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ لباس بدلنے کے بعد وہ دانش منزل جا کر بلیک زیرو کو بھی انکی سرگرمیوں سے آگاہ کر سکے۔ ورنہ ایسا ہو سکتا ہے کہ عمران کی عدم موجودگی میں صفدر بلیک زیرو کو فون کرے اور وہ الجھ کر نہ رہ جائے۔

ہوٹل عالیشان کے خوبصورت اور بہترین انداز میں سجے ہوئے
بڑے سے کمرے میں اس وقت چار افراد بڑے سنجیدہ چہرے لئے
بیٹھے تھے۔ ان کے درمیان رکھی ہوئی میز پر شراب کی بوتلیں اور جام پڑے
ہوئے تھے۔ وہ چاروں خاصے لمبے تڑنگے تھے اور ان کے چہروں پر
موجود سخت گیری اور آنکھوں سے جھلکتی ہوئی سرد مہری اور سفاکی صاف
طور پر اس بات کی چغلی کھا رہی تھی کہ ان کا تعلق جرائم کی دنیا سے ہے
"ایک مشن پر رہو دوستو ——— ایسا نہ ہو کہ بہت سے
مشن بیک وقت شروع کر کے ہم پھنس نہ جائیں۔" ان میں سے ایک
نے گمبھیر لہجے میں کہا۔
"دیکھو ٹونی ——— بات ایک مشن کی نہیں ہے۔ مسئلہ ہے بڑی
رقم کا۔ ہمیں وہ مشن سوچنا چاہیئے جس سے اتنی موٹی رقم مل جائے کہ
ہم چاروں میں بٹنے کے بعد بھی وہ موٹی ہی رہے۔ دُبلی پتلی نہ ہو جائے"

دوسرے نے کہا۔
"اگر ایسی بات ہے فرینڈز تو پھر رشید ٹیکسٹائل والا کام سب
سے بہتر رہے گا۔" تیسرے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"وہ کتنی رقم دے گا ——— تمہارا کیا اندازہ ہے" چوتھے
نے پوچھا۔
"میں نے اس سلسلہ میں پوری معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ بے حد
امیر آدمی ہے۔ پچاس لاکھ روپے اس کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے
ہمارے لئے پچاس روپے۔" رشید ٹیکسٹائل والا مشورہ دینے والے
نے کہا۔
"پچاس لاکھ ——— اوہ۔ یہ تو خاصی بڑی رقم ہے لیکن کیا
وہ اتنی رقم دے دے گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ رقم دینے کی بجائے انٹیلیجنس
کا سہارا ڈھونڈ لے اور ہم پھنس جائیں۔" ٹونی نے کہا۔
"میری معلومات کے مطابق عاصمہ اس کی اکلوتی بیٹی اور اولاد ہے
اور وہ اسے اتنا چاہتا ہے کہ وہ عاصمہ کی آواز سنتے ہی پچاس
لاکھ روپے اٹھا کر بھاگتا چلا آئے گا۔ اور پھر عاصمہ کو اغوا کرنا بھی کوئی
مسئلہ نہیں ہے۔ وہ انتہائی آزاد خیال اور الٹرا ماڈرن لڑکی ہے"
مشورہ دینے والے نے کہا۔
"اوہ ——— پھر تو یہ مشن ٹھیک رہے گا۔ اس پر خرچہ بھی کوئی نہ
آئے گا۔ اور ہم آسانی سے پچاس ساٹھ لاکھ روپے کما لیں گے۔" باقی
دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور پھر اسی کے بعد ان کے درمیان یہ بات طے ہو گئی کہ ان کا

نیا مشن عاصمہ کو اغوا کرنا ہے۔
"ایک بات اور بھی ذہن میں رکھیئے کہ اگر بفرض محال وہ رقم دینے
کی بجائے پولیس یا انٹیلیجنس کو اطلاع دے دیتا ہے۔ پھر ہمارا رد عمل
کیا ہوگا۔" ٹونی نے کہا۔
"ردعمل کیا ——— بس عاصمہ کو گولی مار کر سڑک پر پھینک دیں
گے اور کوئی نیا مشن سوچیں گے۔" ایک نے کندھے اچکاتے ہوئے
جواب دیا۔ اور باقیوں نے بھی سر ہلا دیا۔
"اوکے ——— پھر عاصمہ کو اغواء کرنے کا پروگرام ترتیب دے
لیا جائے۔ میرا خیال ہے اسے ہم ساؤتھ زون کے بنگلے میں رکھیں
گے۔ وہ الگ تھلگ بھی ہے اور وہاں سے عاصمہ کے نکل جانے
بھی کوئی خدشہ نہیں ہوگا۔" ایک نے کہا۔
"ارے ——— ہم لوگ سب کچھ آپس میں ہی طے کر رہے ہیں
باس کو بھی تو اطلاع دینی چاہیئے۔" ایک نے کسی خیال کے تحت کہا
"اس مشن کا باس سے کیا تعلق ——— یہ تو ہمارا پرائیویٹ مشن
ہے۔" دوسرے نے کہا۔
"پھر بھی باس کے نوٹس میں تو ہونا چاہیئے۔ وہ ہمیں منع تو نہیں
کرتا لیکن اچھا ہے کہ اسے معلوم ہو کہ ہماری کیا مصروفیات ہیں
دوسرے نے کہا۔
"چلو کر لو فون ——— یہ بھی ٹھیک ہے ——— اسے بہرحال
اطلاع ہونی چاہیئے۔" تیسرے نے کہا۔
اور پھر ان میں سے ایک نے اٹھ کر دوسری میز پر پڑا ہوا فون

اٹھایا اور اسے شراب والی میز پر رکھا اور پھر ریسیور اٹھا کر نمبر
گھمانے لگا۔
"یس ——— ایگل سپیکنگ۔" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے
ایک بھاری مگر کرخت سی آواز سنائی دی۔
"باس ———! میں کراؤن بول رہا ہوں۔" فون کرنے والے نے
کہا۔
"اوہ ——— کراؤن ———! کیا بات ہے۔" باس نے چونکتے
ہوئے پوچھا۔
"باس ———! ٹونی، مارٹن، رچرڈ اور میں نے فارغ وقت
گزارنے کے لئے ایک مشن ترتیب دیا ہے ——— ہمارا نیا پرائیویٹ
مشن ——— لیکن ہم نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دی جائے۔" کراؤن
نے کہا۔
"اوہ ——— کیسا مشن ——— میں سمجھا نہیں۔" باس کے لہجے
میں حیرت تھی۔
"دیکھئے باس ———! آپ جانتے ہیں فارغ بیٹھنا ہمارے لئے
مشکل ہے اور تنظیم کے پاس کوئی کام بھی نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے
ایک امیر آدمی کی لڑکی کے اغوار کا منصوبہ بنایا ہے تاکہ اس سے موٹی
رقم حاصل کی جا سکے۔" کراؤن نے جواب دیا۔
"اوہ ——— اچھا اچھا ——— یعنی پرانا دھندہ ——— کس کی لڑکی
اغوا ہو رہی ہے اس بار۔" باس نے اس بار نرم لہجے میں پوچھا۔
"یہاں ایک شخص ہے رشید احمد ——— رشید ٹیکسٹائل مل کا

مالک ——— اور بھی اس کے بے شمار دھندے ہیں ۔ اس کی لڑکی ہے عاصمہ ——— اس کی اکلوتی اولاد ہے ۔ ہم نے پروگرام بنایا ہے کہ عاصمہ کو اغوا کر کے اس کی قتل کی دھمکی دے کر رشید سے پچاس ، ساٹھ لاکھ روپے وصول کئے جائیں ۔" کراؤن نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ——— رشید کی لڑکی عاصمہ ——— ارے میں اسے جانتا ہوں ——— وہ تو بے حد خطرناک لڑکی ہے ۔ اس نے جوڈو کراٹے میں بلیک بیلٹ حاصل کی ہوئی ہے ——— نشانہ بازی میں بھی ماہر ہے اور اس کے پاس ایک توپ نما خطرناک قسم کا ریوالور بھی ہے ۔ اس کا خیال ترک کر دو ۔ ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں " باس نے چونکتے ہوئے جواب دیا ۔

" اچھا ——— مگر باس آپ اسے کیسے جانتے ہیں کہ آپ کو اس کے متعلق اتنی معلومات حاصل ہیں " کراؤن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" میں اس ملک میں ایک خفیہ تنظیم کا باس ہوں مسٹر کراؤن ! اس لئے میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ——— اور سنو ——— میرا ایک مشورہ ہے کہ اس ملک میں اس قسم کا دھندہ اگر چھوڑ دو تو بہتر ہے ۔ یہاں حالات اگر بگڑ جائیں تو پھر سنبھل نہیں سکتے ۔ رشید کے تعلقات اعلیٰ حکام سے ہیں ——— ایسا نہ ہو کہ عاصمہ کے اغوا ہوتے ہی انٹیلیجنس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آجائے ۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہ رہے گی ۔ سمجھے جہاں تک رقم کا

تعلق ہے اگر تمہیں رقم کی ضرورت ہے تو میں تمہیں ایڈوانس کر سکتا ہوں ۔" باس نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" باس آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی تنظیم میں شامل ہونے سے پہلے ہمارا دھندہ یہی تھا ۔ اس لئے ہم اس دھندے کی تمام باریکیوں اور نزاکتوں سے اچھی طرح واقف ہیں ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ پوری حکومت بھی اگر حرکت میں آجائے تب بھی وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔ اور ہم چونکہ فیصلہ کر چکے ہیں ۔ اس لئے ہم اس مشن پر ضرور عمل کریں گے " کراؤن نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

" او کے ——— اگر تم فیصلہ کر چکے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ——— تم جانو اور تمہارا کام ——— بہرحال محتاط رہنا " باس نے جواب دیا ۔

" تھینک یو باس ——— ہم محتاط رہیں گے ۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں " کراؤن نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنتے ہی اس نے بھی رسیور رکھ دیا ۔

" باس تو ہمیں ایسے ڈرا رہا تھا جیسے ہم زندگی میں پہلی بار یہ کام کر رہے ہوں ——— ہم نے ان ملکوں میں یہ کام کیا ہے جہاں کی سیکرٹ سروسز اور پولیس بے پناہ وسائل کی حامل ہوتی ہے ۔ یہاں ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے ۔ یہ تو ویسے بھی احمقوں کا ملک ہے " کراؤن نے کہا ۔

" او ۔ کے ——— اب اغوا کا منصوبہ کیا ہوگا " مارٹن نے

پوچھا۔

" ایسا ہے کہ ہم عاصمہ کی نگرانی شروع کر دیتے ہیں ۔۔۔ بس جیسے ہی موقع ملے گا ۔ لے اڑیں گے "

کراؤن نے کہا۔

" اوکے ۔۔۔ تب ٹھیک ہے ۔۔۔ آؤ چلیں "

مارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سب اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

یہ کمرہ کراؤن کے نام بک تھا۔ اس لئے تالا بھی اسی نے لگایا اور پھر چابی کا رنگ انگلی میں گھماتا ہوا وہ لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فیاض نے ٹائی کی ناٹ باندھنے کے بعد پرفیوم کی بوتل اٹھائی اور پھر اپنے سوٹ پر یوں سپرے کرنے لگا جیسے وہ پرفیوم میں نہا رہا ہو

" آخر یہ زبردست تیاری کس کے لئے ہو رہی ہے " اچانک فیاض کی بیوی سلمیٰ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سختی تھی۔

" سلمیٰ ۔۔۔ ! آج ایک ہوٹل میں پارٹی ہے بڑے بڑے لوگ وہاں آ رہے ہیں ۔۔۔ اس لئے تیاری تو کرنا ہی پڑتی ہے "

فیاض نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" کس ہوٹل میں پارٹی ہے یہ " ۔۔۔ سلمیٰ نے پوچھا۔

" کیوں ۔۔۔ ؟ تم کیوں پوچھ رہی ہو " ۔۔۔ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کیا میں نے پوچھ کر کوئی جرم کیا ہے ـــــ کیا میرا اتنا بھی حق نہیں کہ میں یہ پوچھ سکوں کہ آخر پارٹی کہاں ہو رہی ہے۔" سلمیٰ نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"سنو سلمیٰ ـــــ میں اپنے کاموں میں کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتا۔ سمجھیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ آئندہ مجھ سے اس قسم کے سوال نہ کرنا۔ میں چاہے جہنم میں جاؤں یا جنت میں ـــــ تمہارا مطلب" فیاض کا لہجہ بھی تلخ ہوتا چلا گیا۔

"اوکے ـــــ ٹھیک ہے تم بھی اسی وعدے پر قائم رہنا۔ میں ابھی سر رحمان سے بات کرتی ہوں ـــــ وہ اکثر مجھ سے پوچھتے رہتے ہیں کہ فیاض کے متعلق کوئی شکایت ہو تو انہیں بتایا جائے۔ وہ مجھے اپنی بیٹی سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں ـــــ میں ان سے پوچھ لوں گی کہ آج کس ہوٹل میں پارٹی ہو رہی ہے۔" سلمیٰ نے کہا۔

"ارے ارے ـــــ سلمیٰ پلیز ـــــ خدا کے لئے سر رحمان کو کچھ نہ کہنا ورنہ تو مجھے کچا چبا جائیں گے۔ وہ بڑے سخت قسم کے آدمی ہیں" فیاض کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھتا چلا گیا۔

"تو پھر سچ سچ بتائیے ـــــ کہاں جا رہے ہیں آپ۔" سلمیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو سلمیٰ ـــــ میرے ایک دوست کی بیٹی کی سالگرہ ہے۔ اس سالگرہ پر جا رہا ہوں اور بس۔" فیاض نے کہا۔

"کسی لڑکی وغیرہ کا چکر تو نہیں ہے۔" سلمیٰ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ـــــ کیا کہہ رہی ہو ـــــ میں اور لڑکی کا چکر توبہ توبہ ـــــ میں نے تو کبھی غلط بات کا تصور تک نہیں کیا۔ آخر میں ایک ذمہ دار پوسٹ پر ہوں۔ اگر میں غلط حرکتیں کرنا شروع کر دوں تو سر رحمان مجھے ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہ رہنے دیں۔" فیاض نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔ اس لئے تو میں پرواہ نہیں کرتی ـــــ لیکن اب بچے بڑے ہوتے جا رہے ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ اب یہ چونچلے بھی بند کر دیں ورنہ بچوں کی تربیت پر بُرا اثر پڑے گا۔" سلمیٰ نے کہا۔

"ارے ـــــ تم خواہ مخواہ مجھ پر شک کرتی رہتی ہو ـــــ میں تو انتہائی شریف آدمی ہوں ـــــ لوگ تو شرافت میں میری مثالیں دیا کرتے ہیں۔" فیاض نے ایک رومال تہہ کرتے ہوئے کوٹ کی اوپر والی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے آپ کی سب شرافت ـــــ بس رہنے دیجئے۔ اور ہاں ـــــ یہ بھی نہ سمجھئے کہ جو حرکتیں آپ کرتے رہتے ہیں، میں ان سے لاعلم ہوں ـــــ مجھے ایک ایک منٹ کی رپورٹ ملتی رہتی ہے۔" سلمیٰ نے کہا۔

"وہ احمق تمہارے کان بھرتا رہتا ہوگا۔ میں نے اسے ہزار بار سمجھایا ہے کہ میری بیوی شکی المزاج ہے، تم جھوٹ نہ بولا کرو مگر وہ باز ہی نہیں آتا۔ اچھا ـــــ اس بار ملا تو ایسے کان کھینچوں گا کہ یاد کرے گا۔" فیاض نے کہا۔

"کس کی بات کر رہے ہو" سلمیٰ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا
"اس احمق عمران کی اور کس کی ——— وہی تو ایک تمہارا مخبر ہے" فیاض نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"آپ خواہ مخواہ عمران بھائی پر شک کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے تو عرصہ ہوا ٹیلیفون ہی نہیں کیا" سلمیٰ نے کہا۔
"اچھا کیا ——— اگر نہیں کیا خواہ مخواہ کا فساد ڈال دیتا ہے۔ میں چلتا ہوں ——— مجھے دیر ہو رہی ہے" فیاض نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا تیزی سے کوٹھی سے نکلا اور مین روڈ پر کار دوڑاتا چلا گیا۔

وہ خاصے خوشگوار موڈ میں تھا کیونکہ آج صبح رشید ٹیکسٹائل ملز کے مالک کی الٹرا ماڈرن لڑکی عاصمہ اس سے اچانک ٹکرا گئی تھی اور پھر اس نے فیاض کو دعوت بھی دے ڈالی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اسکی تین سہیلیاں بھی دعوت میں شریک ہوں گی۔
اب ظاہر ہے جہاں چار امیر اور الٹرا ماڈرن لڑکیاں اکٹھی ہوں اور مہمان فیاض ہو تو پھر ظاہر ہے کیا کیا نہ رنگ بکھریں گے۔
فیاض عورتوں کے سلسلے میں خاصا گھاگ بن گیا تھا۔ اور اب اسے معلوم تھا کہ ان امیر اور الٹرا ماڈرن لڑکیوں کو کس طرح پھنسایا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے عاصمہ کی سہیلیاں بھی طبقہ امراء سے تعلق رکھتی ہوں گی اور فیاض کے لئے یہ سنہری موقع تھا وہ عیش بھی کھل کر کر سکتا تھا۔ اور اچھی بھاری رقمیں بھی مختلف حیلوں بہانوں سے وصول کر سکتا تھا۔

چنانچہ وہ گنگناتا ہوا اور سیٹیاں بجاتا ہوا کار دوڑاتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کیفے شائی لاک پہنچ گیا۔
یہ کیفے ابھی حال ہی میں کھلا تھا اور انتہائی ماڈرن انداز میں بنایا گیا تھا۔ شہر کا اعلیٰ طبقہ چند لمحے گزارنے کے لئے یہاں ضرور آتا تھا۔
فیاض نے کار کیفے کے سامنے روکی اور پھر اتر کر اندر داخل ہو گیا۔ کیفے کا ہال خاصا بڑا تھا اور انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا اندر میزیں تقریباً خالی پڑی تھیں۔ صرف چند میزوں پر ہی الٹرا ماڈرن جوڑے بیٹھے ہوئے تھے۔
فیاض نے اندر داخل ہوتے ہی عاصمہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن عاصمہ اسے کہیں نظر نہ آئی۔
اس کا موڈ آف ہو گیا اور وہ بُرا سا منہ بناتا ہوا ایک میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
لیکن ابھی وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھا ہی تھا کہ خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ عاصمہ تین اور لڑکیوں کے ساتھ کیفے میں داخل ہوتی دکھائی دی اور فیاض نے اسے دیکھتے ہی ہاتھ ہلا دیا۔
عاصمہ اپنی سہیلیوں سمیت ادھر ہی بڑھتی چلی آئی۔ فیاض ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔
"ہیلو ——— ! آپ آ گئے ——— ویری گڈ ——— ارے کتنے وجیہہ اور خوبصورت لگ رہے ہیں ——— ایکدم گریس فل" عاصمہ نے چہکتے ہوئے کہا اور فیاض فخر سے پھولتا چلا گیا۔
تعارف کے بعد وہ چاروں اس کے اردگرد بیٹھ گئیں اور فیاض

کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ اندر سبھا کا مہاراجہ ہو۔ اسی لمحے ویٹر ان کے سرپر پہنچ گیا۔

فیاض نے بڑی فراخدلی سے اسے شراب لانے کے لئے کہا، چونکہ اس ہوٹل کے مالکوں نے شراب فروخت کرنے کے لئے چونکہ حکومت سے باقاعدہ لائسنس لے رکھا تھا۔ اس لئے یہاں کھلے عام شراب فروخت ہوتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد شراب میز پر سرو کر دی گئی۔ اور وہ پانچوں ہنستے ہوئے شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔

" فیاض صاحب ——— ! میں نے آج اپنے لئے ایک علیحدہ کوٹھی ڈیڈی سے لے لی ہے، بالکل علیحدہ ——— کوئی مداخلت نہیں۔ کیوں نہ وہاں چلا جائے ——— خوب عیش ہوں گے " عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بالکل۔ بالکل ——— ضرور چلوں گا ——— میں بھی دیکھوں مس عاصمہ کی کوٹھی کتنی خوبصورت ہے " فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مس عاصمہ سے زیادہ خوبصورت نہیں ہو سکتی " طاہرہ نے کہا۔

" ارے تم کسی سے کم ہو ——— کیوں فیاض صاحب " عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ——— آپ سب خوبصورتی کے اعلیٰ معیار پر ہیں۔ بس کیا بتاؤں ——— میں نے آپ جیسی خوبصورت لڑکیاں آج تک دیکھی ہی نہیں۔ "

فیاض نے کہا اور چاروں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

پھر عاصمہ نے ویٹر کو بلا کر ایک بڑا سا نوٹ دیا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی باقی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ سب ہوٹل سے باہر آ گئے۔

ان میں سے چونکہ ہر ایک کی اپنی اپنی کار تھی۔ اس لئے وہ سب اپنی اپنی کاروں میں بیٹھ گئیں۔ فیاض نے اپنی کار سنبھالی اور پھر یہ کارواں عاصمہ کی سربراہی میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ سلطان کالونی میں داخل ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب سلطان کالونی کی ایک عظیم الشان کوٹھی میں پہنچ گئے۔ کوٹھی واقعی بیحد خوبصورت تھی۔

" یہاں تو کوئی نوکر بھی نظر نہیں آ رہا ——— واقعی خوبصورت تنہائی ہے " فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کا دل خوشی سے بری طرح اچھل رہا تھا۔ آج تو واقعی اسکی خوش قسمتی عروج پر تھی۔

ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی فیاض چونک پڑا۔ اس نے کمرے میں ہر طرف ایسے ایسے خوفناک ہتھیار لٹکے ہوئے دیکھے جیسے کسی قدیم زمانے کے تشدد خانے میں آ گیا ہو۔

" یہ اتنے خوفناک ہتھیار یہاں کیسے آ گئے " فیاض نے کہا۔

" ارے ——— یہ تو بس میرا شوق ہے فیاض صاحب۔ آپ بیٹھیں " عاصمہ نے اُسے کرسی پر دھکیلتے ہوئے کہا۔

اور فیاض جیسے ہی کرسی پر بیٹھا ——— اچانک سرر کی تیز آوازوں سے کرسی کے ایک بازو سے لوہے کی مضبوط سلاخیں نکل کر

دوسرے بازو میں گھستی چلی گئیں۔ اور فیاض اس کرسی پر بیٹھ کر لوہے کی مضبوط بندھنوں میں جکڑتا چلا گیا۔

"یہ کیا ——— یہ کیا مذاق ہے" فیاض نے بری طرح کسمساتے ہوئے کہا۔

اور عاصمہ سمیت باقی تینوں لڑکیوں نے قہقہے لگانے شروع کر دیئے ان کے چہرے خوشیوں سے گلرنگ ہو رہے تھے۔

"آخر یہ کیا مذاق ہے ——— چھوڑو مجھے" فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

بات اس کی عقل میں نہ آ رہی تھی کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

"مسٹر فیاض ———! تم الٹفن کو جانتے ہو" ——— عاصمہ نے دیوار پر لٹکا ہوا ایک خوفناک قسم کا کوڑا اتارتے ہوئے کہا۔

"الٹفن ——— یہ کیا ہوتا ہے" فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"الٹفن نام ہے ——— ایک مجرم تنظیم کا جو دنیا کی سب سے خوفناک تنظیم ہے۔ اور تم اس وقت الٹفن کے قیدی ہو" عاصمہ نے کوڑے کو بڑے مہارت بھرے انداز میں ہوا میں چٹخاتے ہوئے کہا۔

اور کوڑے کی چیخ اور سرسراہٹ کی آواز سنتے ہی فیاض کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"تت ——— تت ——— تم الٹفن کی ایجنٹ ہو" فیاض نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ایجنٹ ——— ہوں۔ ہم خود الٹفن ہیں مسٹر فیاض ——— سمجھے

میرے ہاتھ میں کوڑا دیکھ رہے ہو ——— اس کی ایک ہی ضرب تمہاری کھال اکھاڑ دے گی ——— اس لئے اگر شرافت سے تم فائل ہمارے حوالے کر دو تو ہم سوچیں گے کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے" عاصمہ نے لہجے کو بیحد سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"فائل ——— کون سی فائل ——— ؟" فیاض نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"نیکڈ فائل ——— وہ فائل جس میں دنیا بھر کے مجرموں کو بلیک میل کرنے کے سیکرٹ راز موجود ہیں" عاصمہ نے جواب دیا۔

چونکہ وہ بہرحال ایک لڑکی تھی اس لئے وہ مردوں کی ننگی تصویروں کے ذکر سے کترا گئی۔

"نیکڈ فائل ——— میرے پاس ایسی کوئی فائل نہیں ہے" فیاض نے جواب دیا۔

"سوچ لو ——— ہمارے گائیڈ نے ہمیں بتایا ہے کہ تمہارے پاس وہ فائل موجود ہے۔ اور الٹفن کو وہ فائل چاہیئے۔ میں صرف پانچ تک گنتی گنوں گی۔ اس کے بعد تم پر تشدد کا آغاز کر دیا جائے گا۔ اور اس کمرے میں موجود تشدد کے جتنے بھی ہتھیار ہیں وہ تم پر استعمال کئے جائیں گے" عاصمہ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم یقین کرو ——— میرے پاس ایسی کوئی فائل نہیں ہے" فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس کا سارا رومانی موڈ چوپٹ ہو کر رہ گیا تھا۔

"اب تم زندہ تو یہاں سے نکل نہیں سکتے۔ اس لئے سوچ لو ،

بہر حال میں گنتی گنتی ہوں ۔"

عاصمہ نے کہا اور پھر اس نے باقاعدہ گنتی گننی شروع کر دی ۔
مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا ، عاصمہ کا ہاتھ حرکت میں آیا ، کوڑے کی سرسراتی تیز آواز کے ساتھ ہی نیاض کی دردناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا ۔

عاصمہ نے پوری قوت سے کوڑا نیاض کے جسم پر مارا تھا اور نیاض کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں کسی نے انگارے بھر دیئے ہوں ۔
مگر عاصمہ کا ہاتھ نہیں رکا اور کوڑا بار بار اس کے جسم پر پڑتا رہا اور نیاض کے سارے کپڑے پھٹ گئے ۔ چیختے چیختے اس کا گلا بیٹھ گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کی گردن ڈھلک گئی ۔

" بس ـــــ بودا ۔ کمزور ۔ بزدل ـــ چند ضربوں سے ہی ختم ہو گیا ۔"

" عاصمہ نے ہانپتے ہوئے کہا ۔

مگر اس سے پہلے کہ دوسری لڑکیاں اس کی بات کا جواب دیتیں ـــــ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے ہی لمحے کمرے میں دو نقاب پوش داخل ہوئے ۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بم تھا ۔

" خبردار ـــــ اگر حرکت کی تو بھون ڈالوں گا " مشین گن بردار نے کہا اور وہ چاروں لڑکیاں حیرت سے بت بنیں انہیں دیکھنے لگیں ۔
" یہ کوڑا نیچے پھینک دو " اسی مشین گن بردار نے کہا ۔

مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر اڑتی ہوئی سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائی
عاصمہ نے بڑی پھرتی سے کوڑے کا وار اس کے اس ہاتھ پر کیا تھا اور مشین گن اس نقاب پوش کے ہاتھ سے نکلتے ہی باقی تینوں لڑکیاں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئیں اور دوسرے لمحے نقاب پوش چیختا ہوا ان کے درمیان اچھل رہا تھا ۔
ان تینوں نے مارشل آرٹ کی مدد سے اسے بچھا کر رکھ دیا تھا ۔
" ٹھہرو ـــــ دوسرے نقاب پوش نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بم فرش پر دے مارا ۔
ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے کمرے میں سفید رنگ کا تیز دھواں بھرتا چلا گیا ۔ اور پھر عاصمہ اور اس کی تینوں دوست لڑکھڑاتی ہوئی فرش پر یوں گرتی چلی گئیں جیسے وہ ریت کی بھری ہوئی بوریاں ہوں ۔
جس نقاب پوش کے ہاتھ سے مشین گن نکلی تھی وہ تیزی سے سیدھا ہوا اور کرسی پر جکڑے ہوئے نیاض کی طرف بھاگتا چلا گیا ۔ اس نے بڑی تیزی سے کرسی کے پائے کے اندرونی جانب ٹھوکر ماری تو فولادی کڑیاں ہٹ گئیں اور پھر نیاض کو اس نے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے دروازے کی طرف لپکا ۔
دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ راہداری میں دوڑتے چلے گئے ۔ آگے جا کر وہ دائیں طرف مڑے ۔ اور پھر ایک بغلی راستے سے ہوتے ہوئے وہ کوٹھی کی جنوبی دیوار تک پہنچ گئے ۔ دونوں متصل کوٹھیوں کے درمیان دیوار کی بجائے مہندی کی باڑ تھی ۔ وہ آسانی سے مہندی کی باڑ

سے کود کر دوسری کوٹھی میں داخل ہوئے ۔

یہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی ۔ اس کوٹھی کے عقبی دروازہ سے نکل کر وہ ایک گلی میں سے ہوتے ہوئے سڑک کے قریب پہنچے جہاں ایک بڑی سی کار موجود تھی جس میں دو افراد پہلے سے موجود تھے ۔ فیاض کو بڑی پھرتی سے پچھلی سیٹوں کے درمیان ڈال گیا ۔ اور ان دونوں کے سوار ہوتے ہی کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھ گئی ۔ اور پھر سڑک پر دوڑتی چلی گئی ۔

دونوں نقاب پوشوں نے کار میں بیٹھتے ہی اپنے نقاب اتار دیئے تھے ۔

" تم تو لڑکی کو لینے گئے تھے پھر یہ مرد کہاں سے اٹھا لائے " ڈرائیور نے سڑک پر کافی آگے نکل آنے کے بعد قدرے سخت لہجے میں پوچھا ۔

" لعنت بھیجو لڑکی پر ——— وہ تو خود مجرم ہیں ۔ میں باس کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ لے آیا ہوں ۔ " فیاض کو اٹھا کر لانے والے نے

" کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں " ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" میں سمجھاتا ہوں ٹونی ——— کراؤن اور میں عاصمہ کو اٹھانے کے لئے جیسے ہی کوٹھی میں داخل ہوئے ۔ ہم نے پہلے ان کی باتیں سنیں عاصمہ فیاض کو بتا رہی تھی کہ وہ بین الاقوامی مجرم تنظیم الفن کی کارندہ ہے اور انہوں نے فیاض کو اس لئے اغوا کیا ہے کہ اس سے نیکڈ فائل حاصل کر سکیں ۔ دوسرے آدمی نے کہا ۔

" نیکڈ فائل " ——— ٹونی نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ـــ نیکڈ فائل ——— ایسی فائل جس میں دنیا بھر کے بڑے بڑے مجرموں کو بلیک میل کرنے کے راز بند ہیں ۔ اب تم خود سوچو ۔ اگر یہ فائل ہمارے پاس آجائے تو ہماری تنظیم تمام دنیا پر چھا جائے گی ۔ سب ہم سے ڈریں گے ——— الفن بھی یہی فائل چاہتی تھی ۔ چنانچہ عاصمہ نے فیاض پر کوڑے برسانے شروع کر دیئے ۔ اور فیاض بے ہوش ہو گیا ۔

اس وقت ہم نے مداخلت کی ۔ مگر وہ لڑکیاں تو آفت کی پرکالہ تھیں انہوں نے ایک لمحے میں کراؤن کے ہاتھ سے مشین گن نکال دی اور پھر باقی تین لڑکیوں نے حیرت انگیز پھرتی سے کراؤن کا حلیہ بگاڑنا شروع کر دیا ۔ جس پر میں نے بیہوشی کی گیس پھیلانے والا بم استعمال کیا اور پھر ان لڑکیوں کے بے ہوش ہوتے ہی ہم فیاض کو لے اڑے "

دوسرے نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ——— یہ واقعی عجیب و غریب اطلاع ہے ۔ آج تک تو مجرم لوگوں کو بھی بلیک میل کرنے کے لئے مواد اکٹھا کرتے رہتے تھے ۔ لیکن مجرموں کو بلیک میل کرنے کا آئیڈیا بالکل نیا ہے اور فائدہ مند بھی " ۔

ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" اسی لئے تو میں اس فیاض کو اٹھا لایا ہوں تاکہ اسے باس کے حوالے کیا جا سکے " کراؤن نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا ۔

" مگر وہ ہمارے پرائیویٹ مشن کا کیا ہو گا " اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا ۔

" اسے فی الحال بھول جاؤ ۔ ہم تو عاصمہ کو عام لڑکی سمجھ کر اغوا کر

رہے تھے۔ اور پھر ہم نے اس کا تین سہیلیوں کو دیکھ کر یہ منصوبہ
تھا کہ چلو چار شکار اکٹھے ہی ہو جائیں۔ ظاہر ہے باقی تین کا تعلق بھی
امیر گھرانوں سے ہوگا۔ اس لئے خاصی بڑی رقمیں مل جائیں گی مگر
چاروں تو خود بین الاقوامی مجرم ثابت ہوئیں۔ ان کو اغوا کرتے
ہم سب بے موت مارے جاتے "۔

کراؤن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ اچھا ہوا کہ ہمیں پہلے پتہ چل گیا۔ بہرحال یہ نیکڈ فائل
کام اچھا ملا۔ اب تو باس بھی ہمیں انعام کے طور پر بھاری رقم
دینے پر تیار ہو جائے گا۔" ڈرائیور نے کہا۔

"بالکل ——— بالکل ——— آخر باس کو نیکڈ فائل کام تو
دے گی "۔

کراؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور سب اس کی بات پر
بے اختیار ہنس پڑے۔

ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بج رہی تھی۔ اور بیگم سلمیٰ فیاض
چند لمحے تو اسے ٹالتی رہی کیونکہ وہ کچن میں مصروف تھی۔ لیکن جب گھنٹی
مسلسل بجتی ہی چلی گئی تو اس نے بڑبڑاتے ہوئے آگ کو ہلکا کیا اور پھر
لاؤنج کی طرف بڑھتی چلی گئی جہاں ٹیلیفون پڑا ہوا تھا۔

"یس ——— کون بول رہا ہے "۔ بیگم سلمیٰ فیاض نے تلخ اور
سخت لہجے میں کہا۔

"ارے بھابی ——— کیا کونین چبا رہی ہو ——— تمہارے منہ
سے تو پھول جھڑنے چاہئیں ——— اگر چھوٹے پھول پسند نہیں تو پھر
گوبھی کے پھول ہی سہی "۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"ارے عمران بھائی آپ ——— ابھی ابھی آپ کا ذکر ہی ہو رہا
تھا "۔ سلمیٰ نے انتہائی خوشگوار موڈ میں کہا۔

"اچھا ——— واہ ——— پھر تو میرا ذکر مجھ سے نصف بہتر ہے۔

ارے وہ کیا مصرعہ ہے ——— ایک تو یہ شاعری مجھے نہیں آتی۔ نجانے لوگ کیسے دیوان رٹ کر دیوانے ہو جاتے ہیں۔" عمران نے بڑے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ بس شاعری پر کرم کیجئے ——— آج کیسے یاد کر لیا۔ بیگم سلمیٰ فیاض نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

" وہ آپ کے نصف بدتر اور ہمارے لینڈ لارڈ بلکہ فلیٹ لارڈ کہاں ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

" فیاض صاحب ——— وہ تو ایک پارٹی میں گئے ہیں۔ ان کے کسی دوست کی بیٹی کی سالگرہ ہے۔" بیگم سلمیٰ فیاض نے جواب دیا۔

" اچھا ——— لیکن اس پارٹی میں آپ کی شمولیت بیحد ضروری ہے کیونکہ یہ پارٹی ایک الگ تھلگ کوٹھی میں صرف فیاض اور چار نوجوان لڑکیوں کے درمیان منائی جا رہی ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہیں آپ ——— عمران بھائی ——— مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی۔ کہ آپ اس طرح غلط باتیں کر کے میرا گھر بگاڑنے کی کوشش کریں گے ——— مجھے فیاض پر پورا اعتماد ہے۔ وہ کبھی غلط حرکت نہیں کر سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ کسی ایسی پارٹی میں شامل ہو جائے جہاں لڑکیاں ہوں ——— مگر اکیلی کوٹھی اور چار نوجوان لڑکیاں ایسا ہونا ناممکن ہے۔" بیگم سلمیٰ فیاض نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگ گیا تھا۔

" اللہ رے تابعداری ——— کاش میں بھی فیاض جیسا خوش قسمت

ہوتا ——— بھابی میں درست کہتا ہوں۔ اور آپ تیار ہو جائیے۔ میں آپ کے پاس ابھی پہنچ رہا ہوں۔ آنکھوں سے دیکھئے اور سر دھنیئے ——— اپنا نہیں فیاض کا ——— اور ہاں جوتی ذرا مضبوط قسم کی پہننا ——— ایسا نہ ہو کہ پہلی ضرب سے ہی جوتی ٹوٹ جائے اور فیاض کا سر ویسے کا ویسے ہی سلامت رہے۔" عمران نے کہا۔

"کیا آپ واقعی سنجیدہ ہیں؟" بیگم سلمیٰ فیاض نے کہا۔

" بالکل سنجیدہ بلکہ سخت رنجیدہ ہوں کیونکہ معاملہ بیحد پیچیدہ ہے۔ رکئے ——— میں آرہا ہوں۔" دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بیگم سلمیٰ فیاض نے بڑے ڈھیلے انداز میں رسیور رکھا۔ اس کے ذہن میں جیسے زلزلہ آرہا تھا۔

اسے فیاض پر بری طرح غصہ آرہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ فیاض کو گولی مار دے۔ عمران کا لہجہ سنتے ہی سمجھ گئی تھی کہ عمران سچ بول رہا ہے۔

اور پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ اگر واقعی عمران کی بات سچ نکلی تو وہ فیاض کو موقع پر قتل کر کے خود پھانسی پر چڑھ جائے گی۔ یا اگر قتل نہ کر سکی تو پھر ہمیشہ کے لئے فیاض کو چھوڑ دے گی۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے ملازم کو آواز دی اور اسے بچوں اور کچن کے متعلق ہدایات دے کر وہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی تاکہ عمران کے آنے سے پہلے لباس بدل لے۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلی تو ملازم نے اسے عمران کی آمد کی اطلاع دی۔ اور بیگم سلمیٰ فیاض پرس اٹھائے تیزی سے

پورچ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جہاں عمران کار کے ساتھ ٹیک لگائے سنجیدہ انداز میں کھڑا تھا۔

"آؤ بھابھی ـــــ جلدی کرو ـــــ ایسا نہ ہو کہ وہ چاروں ہمارے فلیٹ لارڈ کو بالکل ہی قلاش نہ کر دیں۔" عمران نے کہا اور کار کا دروازہ کھول دیا۔ سلمیٰ فیاض خاموشی سے سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"یا اللہ خیر ـــــ آج ہمارے فیاض کی خیر نہیں۔ بھابی کوئی فیصلہ کئے بیٹھی ہے۔" عمران نے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر ہوئے کہا۔

"عمران بھائی ـــــ آپ پلیز خاموش رہیں۔" سلمیٰ فیاض سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری خاموشی سے آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو میں چپ ہوا ہوں۔ ویسے ایک بات ہے ـــــ آپ کو میں یہ بیگ اس کوٹھی نہیں لے جانے دوں گا۔" عمران نے کار کو سڑک پر دوڑاتے ہو کہا۔

"بیگ ـــــ کونسا بیگ۔" سلمیٰ فیاض نے چونکتے ہوئے کہا

"یہ بیگ جسے عورتیں بڑے اطمینان سے پرس کہہ دیتی ہیں۔ ایک ذبح بچھڑا دو تو کہیں گی۔ اوئی اللہ ـــــ اتنا وزن ہم سے اٹھتا۔ کوئی مزدور بلواؤ۔ ـــــ اور پرس کے نام پر اتنا بڑا تھیلا پھریں گی۔ جیسے یہ تو کاغذ کا بنا ہوا ہو۔"

عمران نے کہا اور بیگم سلمیٰ فیاض پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گئی۔

"مجھے اس بیگ میں ہمارے فیاض کے قتل کا پورا سامان نظر آ رہا

عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ ایسی کوئی بات نہیں۔" بیگم سلمیٰ فیاض نے سامنے رکھے ہوئے پرس کو گھبرا کر سمیٹتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

ویسے بیگم فیاض کی سنجیدگی دیکھ کر اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس سے بڑی غلطی ہوئی ہے ـــــ اس نے تو صرف اسے بطور شغل استعمال کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن سلمیٰ بہرحال بیوی تھی۔ وہ اسے بے حد سنجیدہ سمجھ گئی۔

لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ چنانچہ عمران نے یہی فیصلہ کیا کہ بہرحال موقع پر جس طرح بھی صورت حال سنبھلی وہ اسے سنبھال لے گا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار سلطان کالونی میں داخل ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ ایک درخت کے سائے میں اس نے کار روک دی۔ دوسرے لمحے دور سے صفدر ایک درخت کی آڑ سے نکل کر تیزی سے عمران کی کار کی طرف بڑھتا نظر آیا۔

"کیا پوزیشن ہے صفدر؟" عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اوہ ـــــ! بھابی سلمیٰ بھی ساتھ ہیں ـــــ سلام بھابی۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور سلمیٰ نے صرف سر ہلا کر جواب دینے پر ہی اکتفا کیا۔

"میں کیا پوچھ رہا ہوں ـــــ سلمیٰ کے بھائی صفدر صاحب۔" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ اندر ہیں" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــ آؤ بھابی" ــــ عمران نے سلمیٰ سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر سلمیٰ کے ساتھ ہی کار سے نیچے اتر آیا۔

"صفدر ــــ تم بھی ہمارے ساتھ آؤ ــــ اور سنو، بھابی بڑے جارحانہ موڈ میں ہیں۔ ذرا خیال رکھنا" ــــ عمران نے کو آنکھ دبا کر بیگم سلمیٰ کے پرس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ عمران کی شرارت سمجھ گیا تھا۔ اور آج اسے فیاض کی خیر نظر نہ آ رہی تھی۔

وہ تینوں چلتے ہوئے ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچے گیٹ بند تھا۔ لیکن کوٹھی الٹرا ماڈرن طرز کی تھی۔ اس لئے اس کی چھوٹی تھی۔

صفدر نے سائیڈ کی دیوار پھلانگی اور پھر اس نے پھاٹک کھول پھاٹک کھلتے ہی جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے۔ بیگم سلمیٰ فیاض نے ہونٹ بھینچ لیے۔

کیونکہ سامنے بڑے سے پورچ میں اور کاروں کے ساتھ فیاض کار بھی کھڑی نظر آ رہی تھی۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پورچ سے ہو کر عمارت کے اند داخل ہو گئے۔

صفدر نے صرف احتیاطاً جیب سے ریوالور نکال لیا تھا حالانکہ کو بالکل سنسان نظر آ رہی تھی۔

"یہ کیسی پارٹی ہے صفدر ــــ کوئی شور شرابا ہی نہیں" عمرا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش پارٹیاں ایسی ہی ہوتی ہیں" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سلمیٰ کی آنکھیں بھر آئیں۔

وہ عمران اور صفدر کا طنز اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔

ایک راہداری سے گزر کر جب وہ ایک بڑے کمرے کے دروازے پر پہنچے تو بری طرح اچھل پڑے کیونکہ کمرے میں عاصمہ اور اس کی سہیلیاں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھیں جبکہ فیاض غائب تھا۔

"اوہ ــــ یہ لوگ تو یہاں ہیں" عمران نے تیزی سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

اور سلمیٰ اور صفدر بھی اس کے پیچھے اندر چلے گئے۔ وہ سب حیرت سے کمرے کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ دیواروں پر خوفناک قسم کے ہتھیار آویزاں تھے۔ ایک طرف کوڑا پڑا ہوا تھا جبکہ ایک دیوار کے ساتھ مشین گن پڑی ہوئی تھی۔ عمران کمرے کے فرش پر بکھرے ہوئے بم کے ٹکڑوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اوہ ــــ انہیں بم مار کر بیہوش کیا گیا ہے ــــ مگر فیاض کہاں ہے" عمران نے ایک ٹکڑے کو سونگھتے ہوئے کہا۔

"فیاض کہاں ہے ــــ اب کیسے بھولے بن رہے ہو عمران مجھے تم سے ایسی امید نہ تھی" بیگم سلمیٰ نے تلخ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

"ارے بھابی، خدا کی قسم فیاض ان کے ساتھ تھا۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں تھا ــــ مگر اسے زمین نگل گئی ــــ اب خبردار

آئندہ مجھے فون کیا یا میرے گھر آئے"۔ بیگم سلمیٰ نے کہا اور پھر تقریباً بھاگتی ہوئی پورچ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"اسے روکوں" ——— صفدر نے پوچھا۔

"ارے جانے دو" ——— جان بچی سو لاکھوں پائے۔ میں بعد میں جا کر مناؤں گا ——— اس کے بیگ میں فیاض کا سروس ریوالور ہے اور آج اگر فیاض یہاں مل جاتا تو اس کی خیر نہیں تھی۔ بہرحال اللہ نے بھرم رکھ لیا"۔ عمران نے کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ فیاض آخر گیا کہاں"۔ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"بھئی راجہ اندر ہے میرا یار ——— ان سے بھی زیادہ خوبصورت پریاں لے اڑی ہوں گی"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ عاصمہ کی طرف بڑھا۔

اس نے وہی ناک اور منہ بند کرنے والا نسخہ آزمایا اور چند لمحوں بعد ہی عاصمہ نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی جب اس کی نظریں عمران اور صفدر پر پڑیں تو وہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"وہ ——— وہ کہاں گئے"۔ عاصمہ نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون کہاں گئے"۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ارے وہی نقاب پوش"۔ عاصمہ نے کہا اور دوسرے ہی لمحے جب اس کی نظریں کرسی پر پڑیں تو وہ چونک پڑی۔

"ارے ——— یہ فیاض کیسے نکل گیا۔ اوہ۔ الفن کا پہلا مشن ہی ناکام ہو گیا"۔ عاصمہ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صفدر ——— تم ان باقی تینوں کو ہوش میں لاؤ۔ یہ مدہوش جوانیاں ہوش میں رہیں تو اچھا ہے"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور صفدر مسکراتا ہوا فرش پر پڑی عاصمہ کی سہیلیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اب ذرا مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم کن نقاب پوشوں کی بات کر رہی تھیں"۔ عمران نے عاصمہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ——— مگر تم یہاں کیسے پہنچے ——— الفن کے ہیڈ کوارٹر میں"۔ عاصمہ نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے بڑی بھوک لگی ہوئی تھی اور جیب میں پیسے نہ تھے کہ کسی ہوٹل سے کھا لیتا۔ اس لئے میں نے سوچا چلو آج الفن میں دیکھوں شاید کوئی باسی کھانا ہی مل جائے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ——— تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو الفن کا۔ یہ ٹھیک ہے ہمارا پہلا مشن ناکام ہو گیا ہے ——— لیکن ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے"۔ عاصمہ نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"دیکھو عاصمہ ——— یہ نقاب پوش والا معاملہ خاصا سیریس ہے پھر فیاض انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہے ——— اس نے رہا ہوتے ہی ہنگامہ کھڑا کر دینا ہے اور تمہیں جانیں بچانی مشکل ہو جائیں گی۔ اس لئے مجھے سب کچھ تفصیل سے بتا دو کہ یہاں کیا ہوا ہے۔ میں تمہارا گائیڈ ہوں۔ تمہیں بہرحال اچھا ہی مشورہ دوں گا۔ میں تو الفن کا خیر خواہ ہوں"۔ عمران نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ——— تم تو الفن کے گائیڈ ہو ——— بات یہ ہوئی

کہ ہم سوپر فیاض کو اغوا کر کے یہاں لے آئیں۔ ہم نے یہاں ہر قسم کے انتظامات پہلے ہی کر رکھے تھے۔ فیاض کو اس کرسی پر بٹھایا گیا اور اسے آٹومیٹک راڈ سے بے بس کر دیا گیا۔ پھر میں نے اس سے نیکڈ فائل مانگی۔ مگر وہ انکار کرتا رہا —— جس پر میں نے اسے کوڑے مارے۔ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دو قوی ہیکل قسم کے نقاب پوش اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

اس نے ہم پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن میں نے کوڑا مار کر اس کی مشین گن گرا دی اور پھر ٹی۔ ایف۔ این حرکت میں آئیں اور ان نقاب پوشوں پر جوڈو کراٹے کے وار شروع ہو گئے۔

مگر اسی لمحے دوسرے نقاب پوش نے ہاتھ میں پکڑا ہوا گولہ فرش پر پھینک دیا۔ اس میں سے سفید رنگ کا دھواں نکلا اور پھر اس کے بعد ہمیں ہوش ہی نہ رہا۔ اب آنکھ کھلی ہے تو آپ دونوں نظر آ رہے ہیں اور فیاض غائب ہے۔"

عاصمہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے کوئی گڑبڑ ہے۔ وہ نقاب پوش بھی شاید اس نیکڈ فائل کے چکر میں فیاض کو لے گئے ہیں۔" عمران نے کہا۔ اتنی دیر میں صفدر باقی تینوں کو ہوش میں لے آیا تھا۔

"اب ہمیں بتاؤ کہ وہ نقاب پوش ہمیں کہاں ملیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ فائل فیاض سے حاصل کر لیں اور ہم ہاتھ ملتے ہی رہ جائیں۔" عاصمہ نے کہا۔

"اب تو کسی نجومی سے فال نکلوانی پڑے گی۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فال —— اوہ —— ٹھیک ہے۔ میرے ڈیڈی کے پاس ایک نجومی آتا ہے —— مسٹر علی رملی —— بڑا پہنچا ہوا نجومی ہے بس ٹھیک ہے۔ میں ابھی اسے پوچھ لیتی ہوں۔ پھر میں دیکھتی ہوں وہ نقاب پوش الفن سے کیسے بچ کر جاتے ہیں۔" عاصمہ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— تم پوچھ کر مجھے بھی بتانا —— گڈ بائی" عمران نے کہا۔ اور پھر صفدر کو اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے دروازے کی سمت مڑتا چلا گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے ہی باہر نکل آیا۔

"صفدر —— میرے خیال میں کوئی اور پارٹی درمیان میں کود پڑی ہے۔ لیکن وہ لوگ نکلے کدھر سے۔" عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ عقبی طرف سے داخل ہوئے ہیں اور نکل گئے ہیں۔ میں تو سامنے ہی رہا ہوں —— اب مجھے یہ تو معلوم ہی نہ تھا کہ کوئی اور پارٹی بھی فیاض کے چکر میں ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔

"معلوم تو مجھے بھی نہ تھا —— اچھا —— بہرحال انہیں ڈھونڈنا تو ہے ورنہ فیاض بیچارہ مفت میں مارا جائے گا۔" عمران نے کہا۔

اور پھر اچانک وہ چلتے چلتے ٹھٹھک گیا۔ راہداری میں ایک طرف اسے ایک چھوٹا سا بیج نظر آ گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ گر کر لڑھکتا ہوا دیوار کی جڑ سے ٹکرا کر رک گیا ہو۔ عمران نے جھپٹ کر وہ بیج اٹھایا

اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔

"اوہ ـــــ مارٹی گروپ ـــــ یہ تو مارٹی کا مخصوص نشان ہے۔" عمران نے بیج کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مارٹی گروپ ـــــ یہ کون سا گروپ ہے۔" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میرے ساتھ آؤ ـــــ میرا خیال ہے ہم فیاض کو ابھی رہا کرا سکتے ہیں۔" عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

فیاض کو جب ہوش آیا تو اس نے کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کا جسم خاصا زخمی ہو چکا تھا۔ کپڑے پھٹ چکے تھے۔ اور جسم میں درد کی لہریں شدت سے اٹھ رہی تھیں لیکن اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اور پھر اس نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔

یہ وہ کمرہ تو نہیں تھا جہاں اسے کرسی پر قید کر کے اس پر کوڑے برسائے گئے تھے۔ اس کمرے میں تو ہر طرف خوفناک قسم کے ہتھیار لٹکے ہوئے تھے۔ یہ کمرہ تو بالکل خالی تھا اور سامنے کی دیوار میں موجود دروازہ بند تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بلب روشن تھا۔

بات فیاض کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ آخر اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ وہ تو بڑے خوشگوار موڈ میں گھر سے نکلا تھا۔ لیکن ان لڑکیوں نے تو اس کا حشر کر دیا تھا اور وہ اس سے کوئی نیکڈ فائل مانگ رہی تھیں۔

ایسی فائل جس کا فیاض کو خواب میں بھی علم نہ تھا۔ اور اب ایک نئی جگہ۔ وہ
دل ہی دل میں ـــــ اس وقت کو رو رہا تھا جب اس نے اس
لڑکی کی پُرمسکراہٹ دعوت قبول کی تھی۔ اور اب اسے کیا معلوم تھا کہ اسے
بجائے رومانی ماحول کے اس قسم کے حالات سے گزرنا پڑے گا۔

ابھی وہ اپنے پر پڑنے والی اس افتاد پر سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے والا
دروازہ کھلا اور پھر پانچ مسلح افراد جنہوں نے چہروں پر نقاب باندھے ہوئے
تھے۔ اندر داخل ہوئے۔

ان میں سے ایک کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب تھا۔ باقی چاروں
کے نقاب سیاہ رنگ کے تھے۔ سرخ نقاب والا ان کا انچارج دکھائی
دے رہا تھا۔ ویسے بھی قد و قامت اور ڈیل ڈول میں وہ باقی چاروں
سے نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ پانچوں نقاب پوش قدم بڑھاتے
فیاض کی جانب بڑھتے چلے آئے۔

فیاض حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ پہلے وہ آفت
کی پرکالہ لڑکیاں اس سے ٹکرائی تھیں اور اب یہ نقاب پوش آ گئے تھے
پانچوں نقاب پوش اس کے قریب آ کر رک گئے۔ ان میں سے
سرخ نقاب والا آگے تھا۔ جب کہ باقی چار اس کے پیچھے ایک قطار
میں کھڑے تھے۔ ان پانچوں کے کندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی
تھیں۔

"تم سنٹرل انٹیلیجنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض ہو"۔ سرخ نقاب پوش
نے بڑے سخت اور سپاٹ لہجے میں فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ـــــ میں فیاض ہوں"۔ فیاض نے لبوں پر زبان پھیرتے

ہوئے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"ان لڑکیوں نے تم پر بڑا تشدد کیا ہے۔ وہ تو جنونی اور پاگل
تھیں۔ ہمیں جب اطلاع ملی کہ وہ تمہیں گھیر کر خالی کوٹھی میں لے گئی ہیں
تو ہم سمجھ گئے کہ اب وہ تم پر تشدد کریں گی جس سے تم ہلاک ہو جاؤ گے
اس لئے ہم نے تمہیں بچانے کے لئے اپنے آدمی بھیجے اور وہ بڑی
مشکل سے تمہیں ان کے نرغے سے نکال کر لائے ہیں"۔ سرخ نقاب
پوش نے خاصے نرم لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم ـــــ مہربانی ـــــ مگر میری حالت خراب ہے مجھے
میرے گھر بھجوا دو"۔ فیاض نے سرخ نقاب پوش کے نرم لہجے سے
حوصلہ پاتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا وعدہ کہ تمہیں تمہارے گھر بھیج دیا جائے گا ـــــ اور اگر
تم چاہو تو تمہاری مرہم پٹی بھی کرا دی جائے گی ـــــ لیکن اس کیلئے
میری ایک شرط ہے"۔ نقاب پوش نے کہا۔

"شرط ـــــ کیسی شرط"۔ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تم وہ نیکڈ فائل ہمارے حوالے کر دو"۔ نقاب پوش نے سرد
لہجے میں کہا۔

"نیکڈ فائل ـــــ اوہ۔ یقین کرو۔ میں ایسی کسی فائل کے متعلق
کچھ نہیں جانتا۔ میں نے تو اس کا نام بھی پہلی بار سنا ہے"۔ فیاض نے
جواب دیا۔

"دیکھو مسٹر فیاض ـــــ تمہاری زندگی اور موت کا دار و مدار اسی
فائل پر ہے ـــــ فائل دے کر زندگی حاصل کر لو یا پھر موت قبول کر لو"

سرخ نقاب پوش کا لہجہ یکلخت سخت ہوتا چلا گیا۔
"جب میرے پاس ایسی کوئی فائل ہی موجود نہیں تو میں کہاں سے وہ فائل دوں" فیاض نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر سمجھ لو ——— فائل تو ہم بہر حال حاصل کر ہی لیں گے" سرخ نقاب پوش نے سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ دو قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"اسے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں فائل کا پتہ دے دینا چاہیے" سرخ نقاب پوش نے باقی نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"بہتر باس ——— یہ ابھی طوطے کی طرح بولنا شروع کر دے گا" ایک نقاب پوش نے دو قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر دوسرے لمحے فیاض کی دردناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ مشین گن کا بٹ پوری قوت سے فیاض کے جبڑے پر پڑا تھا اور اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے سارے دانت اکھڑ کر باہر نکل گئے ہوں۔ جبڑے کی ہڈی ٹیڑھی ہو گئی تھی۔ اس کے منہ سے خون رسنے لگا۔

"بتاؤ ——— کہاں ہے فائل"۔ نقاب پوش نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"م ——— م ——— مجھ پر رحم کرو ——— میرے پاس کوئی فائل نہیں ہے" فیاض نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

نقاب پوش کا ہاتھ ایک بار پھر لہرایا اور فیاض کی چیخ ایک بار پھر بلند ہوئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ ڈوبتی چلی گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا اب اس کے منہ کے ساتھ ساتھ اس کے ناک سے بھی خون بہہ رہا تھا۔

"ٹھہرو ——— اب یہ مر جائے گا اور اس کی موت ہمیں منظور نہیں۔ ورنہ فائل کا پتہ نہ چلے گا۔ سرخ نقاب پوش نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

اور تشدد کرنے والے نقاب پوش کا اٹھا ہوا ہاتھ رک گیا اور وہ پیچھے ہٹ آیا۔

"باس ——— میرا خیال ہے اس کے ساتھ دوسرا چکر چلایا جائے یہ شخص مر جائے گا مگر فائل کے متعلق کچھ نہ بتائے گا۔ لیکن اگر اس کی بیوی کو اغوا کر کے لایا جائے اور اس پر تشدد کیا جائے تو یہ فوراً سب کچھ بتا دے گا" ایک نقاب پوش نے کہا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— یہ تجویز شاندار ہے۔ ٹھیک ہے ایسا ہی کیا جائے"۔ باس نے فوراً رضا مندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس ——— اس کی مرہم پٹی کر دی جائے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ اس کی بیوی کے یہاں آنے تک یہ خود ہی نہ ختم ہو جائے" دوسرے نقاب پوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں اس کی مرہم پٹی کروا دیتا ہوں۔ تم چاروں فوراً اس کی بیوی کو اغوا کرنے کے لئے نکل جاؤ۔ میں جلد از جلد اسے یہاں دیکھنا چاہتا ہوں" باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ——— چاروں نقاب پوشوں نے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے دروازے سے نکلتے چلے گئے۔

سرخ نقاب پوش وہیں رُکا رہا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازے کے ساتھ لگے ہوئے ایک سوئچ بورڈ پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

تھوڑی دیر بعد قدموں کی آواز دروازے کے باہر اُبھری اور پھر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"جیک اسے کھول کر چار نمبر کمرے میں لے جاؤ اور روکی کو بلا کر اس کی مرہم پٹی کراؤ۔ لیکن خیال رہے یہ بھاگنے نہ پائے۔ ورنہ تم سب کو گولی مار دوں گا۔" سرخ نقاب پوش نے سخت لہجے میں کہا

"آپ بے فکر رہیں باس ——— ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔" آنے والے نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور سرخ نقاب پوش ستون سے بندھے ہوئے فیاض پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے دروازے سے نکلتا چلا گیا۔

"اب کیا ہو گیا عاصمہ ——— ہمارا شکار تو ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا۔ عمران اور صفدر کے جانے کے بعد تینوں لڑکیاں عاصمہ کے گرد اکٹھی ہو گئیں۔

"گھبراؤ نہیں ——— ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں۔ ہم ان نقاب پوشوں کو عبرتناک سزا دیں گے ——— الفن کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے والا زندہ واپس نہیں جا سکتا۔" عاصمہ نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کا پتہ تو کچھ بتایا ہی نہیں" طاہرہ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس نے بتایا تو ہے کہ فال نکلوانا پڑے گی ——— بس میں فال نکلوا لیتی ہوں۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ نقاب پوش کون ہیں" عاصمہ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

باقی تینوں بھی ایک دوسرے کو دیکھتی ہوئی اس کے پیچھے چل پڑیں۔

اس کمرے سے نکل کر وہ ایک اور کمرے میں پہنچیں۔ یہاں صوفے وغیرہ موجود تھے۔ درمیان میں رکھی ہوئی میز پر ایک ٹیلیفون بھی پڑا ہوا تھا۔ عاصمہ نے رسیور اٹھایا اور پھر اس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس —— علی رملی بول رہا ہوں" چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک منمناتی سی آواز آئی۔

"علی رملی —— میں عاصمہ رشید بول رہی ہوں" عاصمہ نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ —— مس صاحبہ —— ! آپ نے مجھے کیسے یاد فرمایا" علی رملی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر علی رملی —— ہمیں تمہاری فوری ضرورت پڑ گئی ہے تم اپنا حساب کتاب والا صندوقچہ لے کر فوراً کوٹھی نمبر گیارہ سلطان کالونی پہنچ جاؤ" عاصمہ نے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔

"مگر بات کیا ہے مس صاحبہ —— کچھ اتہ پتہ تو بتائیں۔ آپ تو میری زبردست مخالف تھیں" علی رملی نے کہا۔

"بس تم آجاؤ —— جلدی۔ فوراً" عاصمہ نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"یہ علی رملی آخر بتائے گا کیا" فرخندہ نے کہا۔

"جو کچھ بتائے گا —— تمہارے سامنے ہی بتائے گا۔ میرے ڈیڈی اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں" عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ہم علی رملی کے آنے تک خود بھی جاسوسی کر دیکھیں، شاید کوئی سراغ مل جائے" ناہیدہ نے کہا۔

"ہاں —— کیوں نہیں —— میری طرف سے اجازت ہے" عاصمہ نے کہا۔

اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر نکل گئیں۔ جب کہ عاصمہ وہیں بیٹھی رہ گئی۔ اسے دراصل پورا یقین تھا کہ علی رملی نجوم کی مدد سے اسے سب کچھ بتا دے گا۔ اس لئے فضول بھاگ دوڑ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن وہ الفن کے باقی ممبروں کو بھی کارروائی سے نہ روکنا چاہتی تھی۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ تینوں ایک بوڑھے سے چوکیدار نما آدمی کو لئے ہوئے واپس کمرے میں داخل ہوئیں۔

اس بوڑھے نے عاصمہ کو بڑے مودبانہ انداز میں جھک کر سلام کیا۔

"کیا یہ بوڑھا نقاب پوش تھا" عاصمہ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں عاصمہ —— یہ بوڑھا ساتھ والی کوٹھی کا چوکیدار ہے۔ اس نے ان نقاب پوشوں کو دیکھا ہے —— بس اتفاق سے ہی ہم ساتھ والی کوٹھی میں داخل ہوئیں تو یہ وہاں موجود تھا۔ ہم نے اس سے تفتیش کی تو اس نے بتا دیا اور ہم اسے تمہارے پاس لے آئیں" طاہرہ نے کہا۔

"ہاں —— کیا دیکھا بوڑھے تم نے —— بیان کرو" عاصمہ نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مس صاحبہ —— میں ساتھ والی کوٹھی کا چوکیدار ہوں۔ کوٹھی خالی ہے اور صرف میں اکیلا ہی وہاں رہتا ہوں۔ میں بازار سے کھانا

کھانے چلا گیا۔ جب میں واپس آیا تو میں نے دو نقاب پوشوں کو عقبی دروازے سے نکل کر گلی میں جاتے دیکھا۔ کیونکہ میں خود عقبی دروازے سے آتا جاتا ہوں۔ اس لئے میں ادھر آیا تھا۔ ان نقاب پوشوں نے مجھے نہیں دیکھا اور ان کو دیکھ کر میں خوف کے مارے ایک ستون کی اوٹ میں چھپ گیا۔ ان میں سے ایک نے ایک آدمی کو کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔

گلی سے ہوتے ہوئے وہ سڑک کے کنارے کھڑی ایک کار میں بیٹھ گئے اور کار آگے بڑھ گئی۔ میں واپس کوٹھی میں آیا اور میں نے وہاں ساری دیکھ بھال کی۔ چونکہ کوئی چیز چوری نہ ہوئی تھی۔ اس لئے میں خاموش ہو رہا۔ اب یہ وہاں آئیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے بتا دیا۔“ بوڑھے نے کہا۔

”یہ لو ایک سو روپیہ ——— یہ تمہارا انعام ہے۔ اب ہمیں اس کار کی تفصیل بتا دو“ عاصمہ نے پرس سے ایک سو روپے کا نوٹ نکال کر بوڑھے کو دیتے ہوئے کہا۔

اور بوڑھے نے پہلے سات بار جھک جھک کر سلام کیا اور پھر نوٹ لیکر اسے تیزی سے جیب کے اندر ڈال لیا۔ اب اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

”مس صاحبہ ——— آپ بڑی سخی ہیں۔ میں تو بس آپ کا خادم ہوں ایسی ہی کار ہمارے پچھلے صاحب کے پاس تھی۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ اسے ٹیوٹا ڈی لکس کہتے ہیں۔ کالے رنگ کی تھی اور میں نے اس کا نمبر بھی دیکھا تھا“ بوڑھے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے تم نمبر پڑھ لیتے ہو“ عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں مس صاحبہ ——— میں پڑھا تو نہیں ہوں۔ لیکن بچپن سے ہی میری یادداشت بہت اچھی ہے۔ میں جو چیز ایک بار دیکھ لوں اسے بھولتا نہیں“۔

”لیکن جب تم پڑھ نہیں سکتے تو پھر ہمیں نمبر کیسے بتاؤ گے“ عاصمہ نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

”مس صاحبہ ——— ! مجھے کاغذ اور پنسل دیں۔ میں ویسا ہی بنا کر دکھا سکتا ہوں، جیسا میں نے دیکھا تھا۔ وہ میری آنکھوں کے سامنے ہے“ بوڑھے نے کہا۔

”اوہ ——— ویری گڈ ——— ویری گڈ ——— یہ بابا تو زبردست مخبر بن سکتا ہے ——— ٹھیک ہے ہم اسے الفن کا مخبر بنا لیں گے“ عاصمہ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے اٹھ کر ایک سائیڈ میں پڑی ہوئی رائٹنگ ٹیبل کی دراز سے ایک کاغذ اور پنسل نکالی اور اسے بوڑھے کے ہاتھ میں تھما دیا۔

”لکھو بابا ——— ہم تمہیں اور بھی انعام دیں گے۔ لیکن دیکھو غلط نہ ہو“ عاصمہ نے کہا۔

”مس صاحبہ ——— آپ بے فکر رہیں۔ میں بوڑھا ضرور ہوں لیکن میری یادداشت جوان ہے ——— آپ آزما دیکھیں“ بوڑھے نے کہا

”ارے ہمیں تمہاری جوانی بڑھاپے سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ بس تم نے جو نمبر دیکھے تھے وہ کاغذ پر بنا دو“ عاصمہ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ پر پہلے پنسل سے ایک

پوکھنا سا بنایا۔ جیسے کار کی نمبر پلیٹ ہو۔ اور پھر اس نے سوچ سوچ کر ٹیڑھے میڑھے انداز میں اس پر لکھنا شروع کر دیا۔

اسے چونکہ لکھنا نہ آتا تھا اس لیے بس وہ ذہن میں موجود خاکے کاغذ پر منتقل کر رہا تھا۔

وہ چاروں بڑے اشتیاق بھرے انداز میں کاغذ پر جھکی ہوئی تھیں۔ آہستہ آہستہ بوڑھے کی بنائی ہوئی لکیریں واضح ہوتی چلی گئیں۔ اور جب بوڑھے نے ہاتھ روکا تو کاغذ پر ایکس اے زیڈ تین صفر تین چار لکھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

"ایک بار پھر سوچ لو بابا ——— کہیں کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی" عاصمہ نے کہا۔

"نہیں مس صاحبہ ——— بس ایسے ہی کار کی پلیٹ پر لکھا ہوا تھا۔ اب یہ آپ کو پتہ کہ کیا لکھا ہوا ہے" بوڑھے نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— سنو بابا۔ اگر یہ نمبر درست نکلا تو تمہیں پانچ سو روپے انعام دیا جائے گا ——— اب تم جاؤ" عاصمہ نے کاغذ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

اور بوڑھا سلام کر کے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ بار بار اپنی جیب کو ٹٹول رہا تھا۔ جس میں اس نے سو والا نوٹ ڈالا تھا۔

"دیکھا ہمارا جاسوس ——— تمہارا علی ربلی تو ابھی پہنچا ہی نہیں اور ہم نے نقاب پوشوں کی کار کا نمبر بھی معلوم کر لیا" طاہرہ نے مسرت سے چہکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عاصمہ اس کی بات کا جواب دیتی کال بیل کی مترنم آواز سنائی دی۔

وہ علی ربلی آ گیا ہے ——— اسے اندر لے آؤ ——— آج اس کا بھی امتحان ہو جائے" عاصمہ نے کہا اور پھر بوڑھے والا کاغذ اس نے جیب میں ڈال لیا۔

اور طاہرہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس لوٹی تو اس کے ہمراہ بانس کی طرح ایک لمبا اور پتلا دبلا آدمی تھا جس نے سرخ رنگ کا لمبا سا چوغہ پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں پہ آدھے شیشوں والی عینک تھی جس میں سے اس کا گرگٹ جیسا منہ باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اس کے سر پہ سرخ اور سبز رنگ کی دھاریوں والی عجیب و غریب سی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ چوغے کے اوپر اس نے زرد رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا۔ پیروں میں سلیپر تھے۔ اس کے ہاتھ میں کپڑے کا ایک بڑا سا تھیلا تھا۔

"علی ربلی حاضر ہے مس صاحبہ" ——— آنے والے نے اپنے جسم کی طرح باریک سی آواز میں کہا۔

"آؤ بیٹھو ——— سنو ——— آج تمہارا امتحان ہے۔ اگر تم اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں انعام دیا جائے گا ورنہ جوتے مارے جائیں گے" عاصمہ نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مس صاحبہ ——— ! آپ میرے علم کی توہین کر رہی ہیں۔ میرا علم بہت عزیز دوست ہے" آپ کے والد صاحب اچھی طرح جانتے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مجھ سے حساب کرائے بغیر سودا نہیں کرتے۔

عملی رملی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" اچھا۔ اچھا ـــــ ابھی پتہ چل جاتا ہے تمہارے علم کا۔ بتاؤ، نقاب پوش جو اس کوٹھی میں داخل ہوئے تھے کہاں رہتے ہیں" عاصمہ نے کہا۔

" نقاب پوش" ـــــ عملی رملی نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ شاید نقاب پوش کا لفظ سنتے ہی بدک گیا تھا۔

" ہاں۔ ہاں ـــــ نقاب پوش۔ وہ ہماری کوٹھی میں داخل ہوئے اور ہمیں بے ہوش کر کے ہمارا قیدی اٹھا کر لے گئے۔ تم ہمیں بتاؤ کہ وہ نقاب پوش کون تھے، کہاں رہتے ہیں اور اس وقت کہاں ہیں" عاصمہ نے کہا۔

" قیدی ـــــ فیاض" ـــــ عملی رملی قیدی کا لفظ سنتے ہی اور بھی زیادہ گھبرا گیا۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

" ہاں۔ ہاں ـــــ بین الاقوامی مجرم تنظیم الٹن کا قیدی، سنٹرل انٹیلیجنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ فیاض" عاصمہ نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

" ب ـــــ ب ـــــ بین الاقوامی مجرم تنظیم ـــــ انٹیلیجنس" عملی رملی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر بیگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور وہ وہیں صوفے پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ خوف و دہشت کی وجہ سے وہ بیہوش ہو گیا تھا۔

" ارے ـــــ اسے کیا ہوا ـــــ اس کے منہ پہ پانی ڈالو"

ہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور فرخندہ تیزی سے باتھ روم کی طرف بھاگی۔ اس نے جگ لا کر رملی کے منہ پر الٹ دیا اور عملی رملی جھرجھری لے کر ہوش میں آگیا۔ کا چہرہ زرد تھا۔

" مم ـــــ مم ـــــ مجھے معاف کیجیے مس صاحبہ ـــــ یہ تو بڑا ناک چکر ہے" عملی رملی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں ـــــ اب تم حساب کئے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتے رنہ تمہیں گولی مار دی جائے گی" عاصمہ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھی ور اس نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ریوالور نکال لیا۔

" بتاؤ ـــــ ورنہ گولی مار دوں گی" عاصمہ نے سخت لہجے میں کہا اور بیچارے عملی رملی کی حالت اور بھی زیادہ خراب ہو گئی۔ اب مرتا کیا نہ کرتا۔ اس نے تھیلا کھولا اور پھر اس میں سے ایک سلیٹ اور چاک کا ٹکڑہ نکال لیا۔ اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔

" مم ـــــ مم ـــــ مس صاحبہ ـــــ ان نقاب پوشوں کے نام اور ان کی ماں کے نام بتائیں" عملی رملی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہمیں کیا معلوم" ـــــ عاصمہ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو پھر میں کیسے حساب کروں ـــــ حساب تو ناموں سے ہوتا ہے" عملی رملی نے روتے ہوئے کہا۔

" اگر ہمیں ان کے اور ان کی ماؤں کے ناموں کا پتہ ہوتا تو تم سے حساب کرانے کا فائدہ ـــــ ویسے ہی بتاؤ" عاصمہ نے کہا۔

" عاصمہ ـــــ تم تو خواہ مخواہ اس بیچارے پر زور دے رہی ہو

نقاب پوشوں کا حساب یہ نہیں کر سکتے ـــــــ مجھے تو لگتا ہے یہ پچھ
بعد مر جائے گا اور گائیڈ نے کہا تھا کہ اگر کوئی مر گیا تو ہم سب پھن
جائیں گی " ناہیدہ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ـــــــ اچھا چلو پھر اسے بھگائیں" عاصمہ نے کہا
عملی رملی کے چہرے پر پہلی بار رونق سی آگئی۔

" اٹھو ـــــــ اور بھاگو ـــــــ اگر تم پھر مجھے نظر آئے تو گو
دوں گی ـــــــ بن جاتے ہیں عملی رملی" عاصمہ نے کہا اور عملی رملا
اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگا۔ جیسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو مر
گا۔

اور اسے یوں بھاگتا دیکھ کر سب نے قہقہے لگانے شروع کر د
" اب اس کار کے نمبر کا کیا کیا جائے" عاصمہ نے جیب سے کاغذ
ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ـــــــ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن والوں کے پاس
نمبروں کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ وہاں سے پوچھا جائے" فرخندہ نے کہا
"یا پھر گائیڈ سے پوچھا جائے" کہ کس طرح نقاب پوشوں کا
لگا سکتے ہیں" طاہرہ نے کہا۔

" وہ بڑا لالچی آدمی ہے ـــــــ اب ہم نے پوچھا تو مزید معا
مانگ لے گا ـــــــ اوکے ـــــــ ٹھیک ہے وہ ایکسائز کا ڈائر
جنرل تو ڈیڈی کا بڑا دوست ہے ـــــــ انکل مختار شاہ ـــــــ بس ا
سے پوچھ لیتی ہوں" عاصمہ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے فون کی طرف بڑ
اس نے رسیور اٹھا کر پہلے انکوائری سے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے
ڈائریکٹر جنرل کا نمبر معلوم کیا اور پھر اس نمبر پر ڈائل کیا۔

"یس ـــــــ کون ہے" دوسری طرف سے شاید کسی ملازم کی آواز
سنائی دی کیونکہ اس نے انکل مختار شاہ کی کوٹھی پر ٹیلیفون کیا تھا۔ دفتر تو
اس وقت بند ہو چکا تھا۔

" انکل مختار شاہ ہیں ـــــــ میں عاصمہ رشید بول رہی ہوں"۔ عاصمہ
نے کہا۔

" اوہ۔ مس صاحبہ ـــــــ صاحب موجود ہیں ـــــــ ایک منٹ ہولڈ
کیجئے" ـــــــ دوسری طرف سے ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ عاصمہ
ان کے گھر آتی جاتی رہتی تھی۔ اس لئے ملازم اسے پہچانتے تھے۔

"ہیلو ـــــــ ! مختار بول رہا ہوں" چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز
رسیور پر سنائی دی۔

" انکل ـــــــ میں عاصمہ بول رہی ہوں ـــــــ عاصمہ رشید"
عاصمہ نے چہکتے ہوئے کہا۔

" اوہ ـــــــ عاصمہ بیٹی خیریت ہے ـــــــ کیسے فون کیا" دوسری
طرف سے نرم لہجے میں پوچھا گیا۔

" انکل ـــــــ ایک کار کا نمبر میرے پاس ہے ـــــــ مجھے معلوم کرنا
ہے کہ یہ کار کس کی ہے" عاصمہ نے جواب دیا۔

" کیوں ـــــــ خیریت ـــــــ ؟" مختار شاہ نے چونکتے ہوئے کہا۔
"میں کار خرید رہی ہوں ـــــــ لیکن مجھے شک ہے کہ کوئی گڑبڑ نہ ہو"
عاصمہ نے بات بناتے ہوئے کہا۔

اور پھر بڑے فخریہ انداز میں سہیلیوں کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو

دیکھی میری عقل و دانش۔ اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ ——— مگر اس وقت تو دفتر بند ہے ——— صبح بتا سکوں گا۔ نمبر مجھے نوٹ کرا دو ——— میں تمہیں خود فون کروں گا"۔ مختار شاہ نے جواب دیا۔

"نہیں انکل ——— مجھے ابھی اور اسی وقت معلوم کرنا ہے"۔ عاصمہ نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"مگر بیٹی ——— اس وقت تو دفتر بند ہے"

"کچھ بھی ہو ——— مجھے اسی وقت چاہیئے"۔ عاصمہ نے کہا۔

"اچھا ——— تم ضد کرتی ہو تو چلو میں اپنے پی اے کو کہہ دیتا ہوں وہ دفتر جا کر معلوم کر کے بتا دے گا ——— مجھے نمبر بتا دو"۔ مختار شاہ نے عاصمہ کی ضد کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

اور عاصمہ نے بوڑھے کا لکھا ہوا نمبر بتا دیا۔

"او کے ——— تم اپنا فون نمبر بتا دو جہاں تم موجود ہو۔ ابھی پندرہ منٹ بعد میں تمہیں فون کروں گا"۔ مختار شاہ نے کہا۔

اور عاصمہ نے موجودہ فون نمبر بتا دیا اور پھر او کے تھینک یو کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"اس کو کہتے ہیں جاسوسی ——— مزہ آیا ناں"۔ عاصمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور باقی تینوں بھی خوشی سے سر ہلانے لگیں۔

واقعی انہیں اس جاسوسی میں بڑا مزہ آ رہا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور عاصمہ نے ریسیور اٹھا لیا۔

"عاصمہ رشید سپیکنگ"۔ عاصمہ نے کہا۔

"بیٹی ——— میں نے معلوم کر لیا ہے ——— یہ کار جیگر نامی ایک شخص کے نام رجسٹرڈ ہے ——— اس کا پتہ مارٹی کلب زیرو روڈ ہے۔ وہ شاید اس کلب کا مالک ہے"۔ مختار شاہ نے کہا۔

"او کے انکل ——— تھینک یو ——— تھینک یو"۔ عاصمہ نے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔

"گڈ شو ——— دیکھا۔ اب پتہ چل گیا"۔ عاصمہ نے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے"۔ باقی تینوں نے پوچھا۔

"کرنا کیا ہے ——— اب الفن اس جیگر رچرڈ پہ حملہ کرے گی اور اس سے اپنا قیدی واپس لے گی ——— سب ہتھیاروں سے مسلح ہو جاؤ اور چلتے ہیں ——— بھلا یہ جیگر الفن کا مقابلہ کر سکتا ہے کبھی نہیں"۔ عاصمہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور باقی تینوں بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں اور تھوڑی دیر بعد وہ چاروں ریوالور اپنے پرسوں میں ڈالے پورچ میں آئیں اور انہوں نے ایک ہی گاڑی میں جانے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ عاصمہ کی کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے باہر نکلیں۔ عاصمہ خود ڈرائیونگ کر رہی تھی۔

کوٹھی سے نکل کر کار تیزی سے زیرو روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ان چاروں کی آنکھیں مسرت سے جگمگا رہی تھیں۔ ظاہر ہے الفن کا حملہ تھا۔ کوئی مذاق تو نہ تھا۔ اور انہیں اس دلچسپ ایڈونچر میں بڑا لطف آ رہا تھا۔

یہ مارٹی گروپ اور ان لڑکیوں کا کیا چکر ہے۔ کچھ مجھے بھی تو سمجھاؤ۔" صفدر نے کار میں بیٹھتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ چکر نہ ہی سمجھو تو اچھا ہے۔ خواہ مخواہ فیاض کی طرح گھن چکر بن جاؤ گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

ڈرائیونگ سیٹ پر وہ خود بیٹھا تھا جبکہ صفدر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

"فیاض کے ساتھ تو واقعی بہت بری ہوئی ہے۔ وہ لڑکی کہہ رہی تھی کہ اسے ہنٹروں سے پیٹا ہے اور جس قسم کا ہنٹر وہاں موجود تھا اس کے بعد تو فیاض عالم بالا کے قریب ہی پہنچ چکا ہو گا۔" صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے زمانے میں عشق و عاشقی کے ہتھیار نظروں کے تیر ہوا کرتے

تھے لیکن اب جدید دور میں تیروں کی بجائے ہنٹروں نے لے لی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تو یہ کسی عشق کا چکر ہے"۔ صفدر نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"یہ ساری دنیا ہی عشق کے چکر پر قائم ہے صفدر ——— اللہ تعالیٰ کہتا ہے ——— میرے ساتھ عشق کرو ——— میں تمہیں جنت میں حوریں دوں گا ——— شیطان کہتا ہے میرے ساتھ عشق کرو میں اسی دنیا میں حوریں مہیا کروں گا ——— اور ہم جیسے لوگ تو دونوں طرف سے خسارے میں رہتے ہیں ——— نہ یہاں حوریں ملتی ہیں، نہ آخرت میں کوئی سکھ ہے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں کی حوریں تو ہنٹروں سے پیٹتی بھی ہیں"۔ صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میرا جی چاہتا ہے کہ ایک گول ٹوپی سر پر رکھوں۔ لمبا سا چوغہ پہنوں ——— ہاتھ میں تسبیح لے کر کسی دریا کے کنارے بیٹھ جاؤں کم از کم جنت کی حوریں تابعدار قسم کی تو ضرور ہوں گی"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر انہوں نے بھی کام چور، کاہل اور سست کے خطابات دے کر حوض کوثر میں دھکا دے دیا تو..."۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہم شہید کوثر کہلائیں گے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اور اگر کوثر کا شوہر مونچھوں والا ہوا تو پھر نہ کہیں جنازہ اٹھے گا اور نہ کہیں مزار بنے گا"۔ صفدر بھی آج شاید موڈ میں تھا۔

" ارے —— یہ تو سراسر تمہارے لئے گھاٹے کا سودا ہے۔ پھر تم قوالی کرنے کے لئے مزار ڈھونڈتے پھرو گے۔ اور مزار ہو گا نہیں اس لئے مفلسی تمہارا مقدر بن جائے گی —— اور مفلسی ایک ایسا مزا ہے جس کے بعد عشق کے جراثیم ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

اور صفدر بے اختیار قہقہہ مار کر رہ گیا۔

اسی لمحے عمران نے کار ایک چھوٹی سی مگر جدید ترین طرز پر بنی ہوئی عمارت کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی۔

" یہ مارٹی کلب ہے صفدر —— اس کا مالک جیگر رچرڈ نامی کوئی شخص ہے جو ابھی حال ہی میں کسی غیر ملک سے آیا ہے۔ پچھلے دنوں مجھے اس گروپ کے متعلق ایسی اڑتی اڑتی اطلاعات ملی تھیں —— لیکن چونکہ کوئی بات سامنے نہیں آئی تھی —— اس لئے میں خاموش رہا۔ آج ذرا اس کا انٹرویو بھی لے لیں"۔

عمران نے کار پارکنگ میں روکتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔ جو بیج عمران کو ملا تھا اس پر بھی وہی مخصوص نشان بنا ہوا تھا جو کلب کے جہازی سائز کے بورڈ کی ایک سائیڈ پہ بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

کار روک کر عمران اور صفدر نیچے اترے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے کلب کے مین گیٹ میں داخل ہوئے۔

اندر ایک وسیع و عریض حال بنا ہوا تھا جسے انتہائی جدید انداز سے سجایا گیا تھا۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک گنجا سا قوی ہیکل

آدمی کھڑا گلاسوں کو کپڑے سے صاف کر رہا تھا۔

ہال میں ہر طبقے کے لوگ موجود تھے جن میں عورتیں بھی شامل تھیں اور مرد بھی۔

عمران اور صفدر ہال میں داخل ہوتے ہی کسی میز کی طرف بڑھنے کی بجائے سیدھے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کاؤنٹر پہ موجود گنجے نے انہیں چونک کر دیکھا اور پھر عمران کی شکل دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ وہ شاید عمران کو پہچانتا تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس ایک طرف رکھ دیا۔

" آیئے پرنس —— آیئے —— آج آپ ادھر کیسے بھول گئے"۔ گنجے نے بڑے خوشامدانہ انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔

" تو یہاں صرف بھولے بھٹکے ہی لوگ آتے ہیں —— اپنی مرضی سے کوئی نہیں آتا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— یہ بات نہیں پرنس —— آپ جیسے بڑے لوگ ان چھوٹے کلبوں کا بغیر کسی خاص کام کے رُخ نہیں کرتے —— اس لئے پوچھ رہا ہوں"۔ گنجے نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" تمہارے باس جیگر رچرڈ کا انٹرویو لینا ہے۔ میں نے روزنامہ "سنجیدگی" میں ملازمت کر لی ہے"۔ عمران نے کاؤنٹر پہ کہنیاں ٹیکتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ —— باس سے ملنا ہے آپ کو —— مگر باس اس وقت تو یہاں موجود نہیں ہیں —— وہ تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گئے ہیں"۔ گنجے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں گئے ہیں" عمران نے پوچھا۔

"وہ مجھے بتا کر نہیں گئے پرنس ——— ورنہ میں ضرور آپ کو بتا دیتا" گنجے نے بڑے مخلصانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر میری تو نوکری کا سوال ہے ——— پہ پھر پریس میں جانے کیلئے تیار ہے اور میرا ایڈیٹر اس انٹرویو کے انتظار میں بیٹھا ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں پرنس ——— یقین کیجیے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کم از کم آپ سے نہ چھپاتا۔ میں یہاں سے پہلے تاج ہوٹل میں ملازم تھا اور آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں" گنجے نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران کو اس کے چہرے کے تاثرات سے ہی اندازہ ہو گیا کہ گنجا درست کہہ رہا ہے۔ لیکن اب مسئلہ تھا جیگر سے فوری ملاقات کا۔

"اچھا ——— دیکھو یہ بیج کس کا ہے ——— اور سنو ——— اگر تم نے اب بھی انکار کیا تو پھر مجھے جیگر کی بجائے تمہارا انٹرویو لینا پڑے گا" عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

اور پھر اس نے جیب سے وہی بیج نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیا جو اسے عاصمہ کی کوٹھی سے ملا تھا۔

"یہ ——— یہ تو کراؤن کا ہے ——— اسی کا نمبر سات ہے" گنجے نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ بیج کے اندر گول دائرے میں سات کا ہندسہ چمک رہا تھا۔

"اب تم کہو گے کہ یہ کراؤن تو ملکہ برطانیہ کے سر پر سجا ہوا ہے۔" عمران نے بُرا سا بناتے ہوئے کہا۔

گنجے کے چہرے پر زبردست تذبذب کے آثار اُبھر آئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے ذہن میں زبردست کش مکش جاری ہو۔

"سنو ——— میرا سینہ ہر قسم کے رازوں کا مدفن ہے۔ تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی" عمران نے بیج کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"پرنس ——— یہ میری نوکری ہی نہیں زندگی کا بھی سوال ہے مارٹی گروپ بے حد ظالم ہے" گنجے نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"جب ہمیں تم نے کچھ بتایا ہی نہیں تو پھر مسئلہ کیا باقی رہ جاتا ہے تم گھبراؤ نہیں ——— پرنس اپنے دوستوں کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہے" عمران نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

گنجے نے بڑے پریشان سے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"پرنس ——— کراؤن کی رہائش ہوٹل عالیشان کے کمرہ نمبر بارہ پہلی منزل ہے۔ لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈیوٹی پر آتے ہوئے میں نے اسے ایک کار میں بیٹھے ہوئے الفضل روڈ کی کوٹھی نمبر بیس سو بارہ میں جاتے دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ٹونی، مارٹن اور رچرڈ بھی تھے" گنجے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے شکریہ" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس گیٹ کی طرف مڑتا چلا گیا۔ لیکن دو قدم اٹھاتے ہی وہ تیزی سے مُڑا۔

"سنو ــــــ کسی کو اطلاع دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تم پرنس کے دوستوں کی لسٹ سے خارج ہو جاؤ گے" عمران نے کہا اور گنجے کا جواب سنے بغیر ہی وہ تیزی سے مڑا اور پھر صفدر کے ساتھ قدم بڑھاتا کلب سے باہر نکل آیا۔

ایک بار پھر اس کی کار تیزی سے افضل روڈ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

صفدر عمران کو سنجیدہ دیکھ کر خود بھی سنجیدگی سے بیٹھا ہوا تھا تھوڑی دیر بعد وہ افضل روڈ پر پہنچ گئے۔ اس سڑک کے دونوں اطراف میں رہائشی کوٹھیاں تھیں۔ اس لئے عمران کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ اس کی آنکھیں کوٹھیوں کے نمبر چیک کرنے میں مصروف تھیں اور تھوڑی دیر بعد اس نے کوٹھی نمبر بیس سو بارہ کو چیک کر لیا۔

یہ سرخ پتھروں سے بنی ہوئی ایک خاصی بڑی عمارت تھی۔ اس کا بڑا سا گیٹ بند تھا۔ عمران کار آگے بڑھاتا لئے گیا۔

اور پھر اس نے کافی فاصلے پر جا کر کار کو ایک طرف روکا اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔

"آؤ ذرا دیکھیں ہمارے گھن چکر فیاض کا کیا حال ہے" عمران نے کہا اور پھر وہ صفدر کو ہمراہ لئے ہوئے ایک گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کے عقب میں آگیا۔

کوٹھی کی پچھلی دیوار خاصی اونچی تھی۔ اور اس پہ نہ صرف شیشے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے بلکہ بجلی کی ننگی تاریں بھی اس انداز میں لگائی گئی تھیں کہ ان کو پار کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ عقبی دروازہ بھی بند تھا۔

"یہ تو خاصا بڑا انتظام کیا گیا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کی تیز نظریں دیوار کے ایک کونے پر جم گئیں۔ کونے پر تاروں کا جال اس انداز میں بچھایا گیا تھا کہ وہاں پیر جمانے کی جگہ بن گئی تھی۔

عمران نے اپنا کوٹ اتارا اور اس کے بعد اس نے اس کونے کی طرف قدم بڑھائے۔ کونے کے قریب پہنچ کر اس نے کوٹ اوپر اچھال دیا۔ کوٹ ان تاروں کے اوپر جا گرا۔

اور عمران نے اچانک ہائی جمپ لگایا۔ تو پہلی ہی چھلانگ میں اس کے ہاتھ دیوار کے کنارے پر پہنچ گئے۔ شیشوں کے اوپر چونکہ کوٹ تھا۔ اس لئے عمران کے ہاتھ زخمی نہ ہوئے اور پھر عمران بازوؤں کے بل پہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ دیوار کے اوپر تھا۔ اس کے بعد اس نے دونوں پیر اس انداز میں جمائے کہ شیشوں سے بچ گئے۔

پھر اس نے کوٹ اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ اچھلا اور قلابازی کھاتا ہوا کوٹھی کے اندر پہنچ گیا۔ ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

صفدر تیزی سے عقبی بند دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ اندر سے کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"آجاؤ" عمران کی آواز سنائی دی اور صفدر اندر داخل ہو گیا۔ عمران نے دروازے کے پٹ بھیڑ دیئے۔ اندر بائیں باغ تھا اور وہ دونوں باڑ کے پیچھے چھپے ہوئے اندر کا جائزہ لے رہے تھے۔

"آؤ" ـــــ عمران نے کہا۔

لیکن ابھی اس نے قدم بڑھایا بھی نہ تھا کہ دو مسلح افراد عمارت کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے پائیں باغ میں پہنچ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے اور وہ بڑے چوکنے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔

"تمہارا وہم ہوگا ـــــ یہاں تو سب ٹھیک ٹھاک ہے"۔ ایک نے غور سے ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اپنے کانوں سے دھماکہ سُنا ہے وہم کیسے ہو سکتا ہے" دوسرے نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھو ـــــ تاریں اور شیشے اپنی جگہ درست ہیں۔ دروازہ بھی بند ہے۔ اگر تاروں کو کراس کیا جاتا تو اندر سائرن بج اُٹھتے۔ اور آنے والا ابھی مر چکا ہوتا ـــــ آؤ چلیں ـــــ خواہ مخواہ کا وہم اچھا نہیں ہوتا۔" پہلے نے کہا۔

اسی لمحے انہیں دور سے کار کے سائرن کی آواز سنائی دی۔ تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا گیا تھا۔

"اوہ ـــــ کراؤن وغیرہ آ گئے ـــــ آؤ" دونوں نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر عمارت کی سائیڈ میں گھستے چلے گئے۔ جب ان کے قدموں کی آواز غائب ہو گئی تو عمران باڑ کے پیچھے سے اٹھا اور پھر وہ محتاط انداز میں چلتے ہوئے عمارت کی پشت پر پہنچ گئے۔ یہاں پانی کے موٹے موٹے پائپ چھت تک چلے گئے تھے۔

عمران اور صفدر ان پائپوں کے ذریعے چند ہی لمحوں میں عمارت کی چھت تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ چھت سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

وہ بڑی احتیاط سے نیچے اترتے چلے گئے۔ ایک جگہ گیلری میں جانے کا راستہ تھا جبکہ سیڑھیاں اور نیچے چلی گئی تھیں۔ اس گیلری میں کمروں کے روشندان تھے اور کاٹھ کباڑ رکھا ہوا تھا۔

وہ دونوں اس گیلری میں گھسے اور تھوڑا ہی آگے بڑھنے پر انہیں ایک روشندان سے باتوں کی آوازیں آتی سنائی دیں اور وہ دونوں ہی ٹھٹھک کر رک گئے۔

ان دونوں نے گتے کے بڑے بڑے ڈبوں کی آڑ لے لی تاکہ انہیں پیچھے سے بھی چیک نہ کیا جا سکے۔

اور پھر ان دونوں نے لپک کر روشندان کی جھری سے آنکھیں لگا دیں۔

عاصمہ نے کار مارٹی کلب کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی اور پھر اسے مین گیٹ کے سامنے روکتے ہی چاروں اچھل کر کار سے باہر نکل آئیں۔

"تیار ہو جاؤ ـــــ الٹفن کا حملہ شروع ہونے والا ہے"۔ عاصمہ نے کہا۔

اور پھر وہ چاروں کندھوں سے لٹکتے ہوئے پرس سنبھالتی ہوئی تیزی سے کلب کے ہال میں داخل ہو گئیں۔

ہال میں اچھا خاصا رش تھا۔ ان کو اندر آتے دیکھ کر چند کونوں سے سیٹیاں سی بجیں شاید ان کے ماڈرن لباس دیکھ کر ایسا کیا گیا تھا مگر عاصمہ کسی طرف متوجہ ہوئے بغیر سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی باقی تین بھی اس کے پیچھے تھیں۔ کاؤنٹر پر موجود گنجا انہیں حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ ان کا انداز خاصا جارحانہ معلوم ہوتا تھا۔

کہاں ہے جیگر رچرڈ" ـــــ عاصمہ نے کاؤنٹر پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے ـــــ کون ہو تم ـــــ یہ کوئی پوچھنے کا انداز ہے"۔ گنجے نے غصیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا، عاصمہ کا دوسرا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا۔ وہ ہاتھ پہلے ہی بیگ میں گھسا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے ریوالور چلنے کا خوفناک دھماکا ہوا۔ اور گنجا چیختا ہوا پشت کے بل پچھلی دیوار پر چنی ہوئی بوتلوں سے ٹکرایا اور پھر دھڑام سے نیچے جا گرا۔ ریوالور کا دھماکہ سنتے ہی ہال میں موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔

"کہاں ہے جیگر رچرڈ ـــــ جلدی بتاؤ ـــــ ورنہ پورے ہال میں لاشیں ہی لاشیں نظر آئیں گی"۔ عاصمہ نے چیختے ہوئے کہا۔ اب اس کی سہیلیوں نے بھی ریوالور نکال لئے تھے۔

گنجا بھی سر جھٹکتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ گولی اس کے کندھے پر لگی تھی۔ اور کندھے سے خون بہہ رہا تھا۔

"تت ـــــ تم کون ہو"۔ گنجے کے لہجے میں اس بار تکلیف کے ساتھ ساتھ خوف بھی تھا۔ عاصمہ نے جس طرح بے دریغ گولی چلا دی تھی اس سے وہ بری طرح خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"الٹفن ـــــ ہم الٹفن ہیں ـــــ اور الٹفن کے سامنے اونچا بولنے والا دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتا۔ سمجھے"۔ عاصمہ نے چیختے ہوئے کہا۔

اسی لمحے اس نے تیزی سے مڑ کر ایک اور فائر کر دیا۔ اور سائیڈ پر

موجود ایک ویٹر چیختا ہوا فرش پر جا گرا۔ وہ شاید جیب میں ہاتھ ڈال رہا تھا۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی تھی۔

"خبردار —— اگر کسی نے کوئی حرکت کی تو اسے بم سے اڑا دیا جائے گا" عاصمہ نے چیختے ہوئے کہا۔

اور ہال میں موجود افراد ویٹروں سمیت یوں بے حس و حرکت ہو گئے جیسے وہ جادو کے زور سے بت بن گئے ہوں۔ اس قدر لاپرواہی سے گولیاں چلانے والی لڑکیوں کے مقابل آنا یقینی موت تھی۔

"بتاؤ —— ورنہ گولی مار دوں گی" عاصمہ نے دوبارہ ریوالور کا رُخ گنجے کے سینے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"باس موجود نہیں ہے" گنجے نے پریشان سے لہجے میں جواب دیا اور دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور گنجا اچھل کر نیچے گر پڑا۔

اس بار گولی اس کے دوسرے کاندھے میں گھس گئی تھی۔

"باس اِدھر کمرے میں موجود ہے" اچانک ایک کونے میں کھڑے ہوئے آدمی نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

"کون سے کمرے میں" عاصمہ نے پلٹ کر اس سے کہا۔

"اُدھر راہداری کے آخری کمرے میں" اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو —— اور سنو —— خبردار اگر کوئی غلط حرکت کی تو" عاصمہ نے اس آدمی سے کہا اور اس نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ ان سے انتہائی خوفزدہ ہو۔

اور پھر وہ راہداری میں چل پڑا۔ عاصمہ اور اس کی ساتھی اس کے پیچھے چلنے لگیں۔

فرخندہ اور ناہیدہ اُلٹے پیروں چل رہی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں بھی ریوالور تھے۔ جیسے وہ پیچھے سے ہونیوالے حملے کو کور کر رہی ہوں۔

راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔

اس آدمی نے دروازے کو آہستہ سے دھکیلا تو اس کے پٹ کھلتے چلے گئے۔

"باس ——! چار لڑکیاں آپ سے ملنے آئی ہیں" اس آدمی نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا۔

"ناہید —— تم دروازے پر رکو —— ہم اندر جاتی ہیں" عاصمہ نے ناہید سے کہا اور ناہید نے سر ہلا دیا۔

اور پھر وہ تینوں اچھل کر کمرے میں داخل ہو گئیں۔

مگر اسی لمحے اس آدمی نے انتہائی پھرتی سے ناہید کو زور سے دھکا دھکا دیا اور وہ بھی اچھل کر کمرے میں جا پڑی۔

اس آدمی نے انتہائی پھرتی سے دروازہ بند کر کے اسے باہر سے زنجیر لگا دی

پھر وہ دوڑتا ہوا ساتھ والے دروازے میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک میز پہ ایک بڑی سی مشین پڑی ہوئی تھی۔ یہ مشین عام نظروں سے دیکھنے پر وڈیو گیم کی مشین نظر آتی تھی

وہ آدمی تیزی سے اس مشین پر جھکا اور اس نے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

بٹن دبتے ہی مشین کے درمیان موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

سکرین پر ایک کمرے کا عکس اُبھر آیا۔ کمرے میں عاصمہ اور اسکی سہیلیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ سب دروازہ کھولنے میں مصروف تھیں۔

اس آدمی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی اور اس نے پھرتی سے ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد اس نے عاصمہ اور اس کی سہیلیوں کو لڑکھڑا کر فرش پر گرتے دیکھا۔ کمرے میں دودھیا رنگ کی گیس پھیلتی جا رہی تھی۔

ان چاروں کے گرتے ہی اس نے سرخ رنگ کا بٹن آف کر کے ساتھ والا بٹن دبا دیا اور گیس غائب ہونی شروع ہو گئی۔ چند ہی لمحوں بعد کمرہ صاف تھا۔ البتہ اس کے فرش پر وہ چاروں ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھوں سے ریوالور بھی نکل کر دور جا گرے تھے۔

وہ آدمی غور سے انہیں دیکھتا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ واقعی بے ہوش ہو چکی ہیں۔ تو اس نے مشین بند کی اور پھر ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس —— ہیڈ کوارٹر" دوسری طرف سے ایک گھمبیر آواز سنائی دی۔

"باس سے بات کراؤ —— میں کلب سے بالم بول رہا ہوں" ٹیلیفون کرنے والے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"باس روم نمبر نو میں مصروف ہیں" دوسری طرف سے سخت لہجے میں جواب دیا گیا۔

"کچھ بھی ہو —— جلدی بات کراؤ —— اٹ از ایمرجنسی" بالم نے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"او۔کے —— ہولڈ کرو" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد فون پر باس کی کرخت آواز ابھری۔

"کیا بات ہے بالم" —— باس کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

"باس —— چار الٹرا ماڈرن قسم کی لڑکیاں کلب میں آئیں۔ انہوں نے جیکی کاؤنٹر والے سے آپ کا نام لے کر پوچھا۔ جیکی نے جب کہا کہ آپ نہیں ہیں تو انہوں نے جیکی پر گولی چلا دی۔ اس کے بعد انہوں نے ایک ویٹر کو بھی گولی مار دی —— وہ انتہائی بے رحم قسم کی لڑکیاں ہیں۔ چنانچہ میں نے بڑی عقلمندی سے چال چلتے ہوئے انہیں گیم روم سے ملحقہ کمرے میں قید کیا اور پھر انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ اب آپ جیسا حکم کریں" بالم نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ مجھے کیوں پوچھ رہی تھیں" باس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کہہ رہی تھیں کہ ہم الفنز ہیں —— الفنز —— اب پتہ نہیں یہ الفنز کیا چیز ہے" بالم نے جواب دیا۔

پھر باس نے شاید کسی اور سے بات کی۔ اور اس کے بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ان کا حلیہ بتاؤ" —— باس نے کہا۔

اور بالم نے عاصمہ اور اس کی سہیلیوں کا حلیہ تفصیلاً بتا دیا۔
" اوہ ——— ٹھیک ہے ——— تم ان چاروں کو لے کر فوراً
ہیڈ کوارٹر آجاؤ ——— انتہائی احتیاط سے لے آنا۔ یہ بہت خطرناک
لڑکیاں ہیں"۔ باس کی آواز سنائی دی۔
" اوکے باس ——— آپ بے فکر رہیں"
بالم نے کہا۔
اور دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنتے ہی اس
نے بھی رسیور رکھا اور ان لڑکیوں کو ہیڈ کوارٹر پہنچانے کے انتظامات
کرنے کے لئے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"بیگم صاحبہ ——— باہر ایک صاحب آئے ہیں۔ کہتے ہیں، فیاض
صاحب کا ضروری پیغام ہے"۔ ملازم نے کمرے میں بیٹھی ہوئی بیگم سلمیٰ فیاض
سے مخاطب ہو کر کہا۔
سلمیٰ ابھی ابھی عمران سے جدا ہو کر ٹیکسی پہ واپس پہنچی تھی۔ اس کے
ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔
گو اسے فیاض وہاں نظر نہ آیا تھا لیکن صفدر اور عمران کی باتیں سن
کر اسے یہ یقین ہو گیا تھا کہ فیاض ان لڑکیوں کے ساتھ اس کوٹھی میں گیا
ضرور ہے۔ کیونکہ فیاض کی کار وہیں موجود تھی۔
وہ صرف شرمندگی اور ندامت سے بچنے کے لئے واپس بھاگ آئی تھی۔
لیکن ان لڑکیوں کو وہاں اس طرح فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے
دیکھ کر اس کے دل میں شک کا کانٹا بہرحال چبھ گیا تھا۔
لیکن اب وہ سوچ رہی تھی کہ آخر فیاض وہاں سے چلا کہاں گیا جبکہ

صفدر باہر موجود تھا۔ اور اس کی کار بھی کھڑی تھی۔ اب اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ کیوں اتنی جذباتی بن کر واپس آ گئی۔

انہی خیالات میں غرق وہ بیٹھی تھی کہ ملازم نے فیاض کے کسی پیغام کا ذکر کیا۔

وہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر ملازم کو کچن کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

جب وہ پورچ کے ساتھ برآمدے میں پہنچی تو اس نے وہاں ایک قوی ہیکل اور بدمعاش صورت آدمی کو کھڑے دیکھا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی کار بھی موجود تھی۔

"کیا بات ہے" ——— بیگم سلمیٰ فیاض نے محتاط لہجے میں کہا۔

"آپ بیگم فیاض ہیں" ——— اجنبی نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— کیوں" سلمیٰ فیاض نے کہا۔

"تو پھر فیاض کو کار سے اتار لیجئے ——— وہ ایک سڑک کے کنارے زخمی پڑے تھے" اجنبی نے کار کی طرف اشارہ کیا۔

"ارے ——— زیادہ زخمی تو نہیں ہیں" ——— بیگم سلمیٰ فیاض کے زخمی ہونے کا سن کر سب احتیاطیں بھول گئی اور تیزی سے کار کی طرف لپکی اور پھر دوسرے لمحے اس کے منہ پر ایک مردانہ ہاتھ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ چوڑے اور بالوں بھرے ہاتھ نے اس کا منہ اور ناک بیک وقت بند کر دیا تھا۔

سلمیٰ نے اپنے آپ کو چھڑانے کی لاشعوری طور پر جدوجہد کی لیکن جلد ہی اس کے ذہن پر اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ اور وہ بیہوش ہو گئی۔

پھر درد کی ایک تیز لہر نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔ اور آنکھیں کھلتے ہی درد کی شدت سے اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"چیختی ہو" ایک کرخت آواز نے کہا اور دوسرے لمحے سلمیٰ کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ پڑا۔ اور سلمیٰ کی ایک اور چیخ نکل گئی۔

"خبردار ——— اب اگر آواز نکالی تو زبان کاٹ دوں گا" سرد اور کرخت آواز نے غراتے ہوئے کہا۔

اور سلمیٰ نے سانس روک لیا۔

اب وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں وہ ایک کرسی پر رسیوں سے جکڑی ہوئی بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے چار قوی ہیکل آدمی کھڑے تھے جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور بیگم سلمیٰ فیاض ان میں سے ایک آدمی کو پہچان گئی جو فیاض کا پیغام لیکر آیا تھا۔

وہ بڑے اطمینان سے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"کک ——— کون ہو تم" ——— بیگم فیاض نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ دہشت اور خوف سے اسکی روح فنا ہوئی جا رہی تھی۔ زندگی میں پہلی بار وہ اس قسم کے حالات سے گزر رہی تھی۔

"یہ تم اپنے شوہر سے پوچھنا" ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شوہر ———" بیگم سلمیٰ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

اور اسی لمحے اس نے ایک اور آدمی کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ اس کے کاندھے پر فیاض لدا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور

ٹانگیں بے جان انداز میں لٹک رہی تھیں۔

"اوہ"۔۔۔۔ بیگم سلمیٰ فیاض نے چیختے ہوئے کہا "کک ۔۔۔ کیا یہ مر گئے"۔۔۔۔ اس کے لہجے میں بے پناہ خوف تھا۔

"نہیں۔۔۔۔ ابھی مرا تو نہیں۔۔۔۔ لیکن اگر اس نے ہمارے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو مر بھی جائے گا" اسے لے آنے والے نے بڑے مضحکہ خیز لہجے میں جواب دیا۔

فیاض کو ایک سائیڈ میں رکھی ہوئی کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے اچھی طرح باندھ دیا گیا۔ اور پھر اسے لے آنے والے نے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس کا منہ فیاض کی ناک سے لگا دیا۔

چند لمحے بوتل فیاض کی ناک سے لگانے کے بعد اس نے بوتل ہٹائی اور ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

سب کی نظریں فیاض پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد فیاض کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔

وہ چند لمحے بے خیالی کے سے عالم میں ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ اور پھر اس کی نظریں سامنے کرسی پر بندھی ہوئی اپنی بیوی پر پڑیں۔ دوسرے لمحے اس نے بری طرح اچھلنے کی کوشش کی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"سلمیٰ ۔۔۔۔ تم اور یہاں" فیاض نے سر پٹختے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ مجھے زبردستی اغوا کر لائے ہیں فیاض" سلمیٰ نے بے اختیار روتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے باس کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی تیز نظریں فیاض پر جمی ہوئی

ہیں۔ اور لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"تم نے دیکھا فیاض صاحب ۔۔۔۔ ہم تمہاری بیوی کو یہاں لے ئے ہیں ۔۔۔۔ اور اب سنو ۔۔۔۔ اگر تم نے نیکڈ فائل ہمارے حوالے کی تو پھر تمہاری بیوی کا تمہاری آنکھوں کے سامنے عبرتناک اور شرمناک حشر کیا جائے گا۔ اس بیچاری سیدھی سادھی گھریلو عورت کو اس کٹھن امتحان میں نہ ڈالو" باس نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ کس عذاب میں پھنس گیا ہوں ۔۔۔۔ میں کہتا ہوں میں نے آج تک اس فائل کا ذکر نہیں سنا ۔۔۔۔ ان اُلو کی دموں نے نجانے کہاں سے یہ نام سن لیا ۔۔۔۔ یقین کرو میرے پاس ایسی کوئی فائل نہیں ہے"۔ فیاض نے بے پناہ جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بیوی کے ساتھ زیادتی ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں" باس نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"بتا دو فیاض ۔۔۔۔ بتا دو ۔۔۔۔ خدا کے لئے بتا دو ۔۔۔۔ یہ لوگ وحشی ہیں ۔۔۔۔ پاگل ہیں" سلمیٰ نے خوف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"مجھے پتہ ہو تو بتاؤں" فیاض نے جھنجھلاہٹ میں کرسی کی پشت سے سر مارتے ہوئے کہا۔

"کراؤن ۔۔۔۔ یہ عورت اب بھی خاصی خوبصورت ہے اور تم ایسی ہی عورتوں کے شکاری ہو ۔۔۔۔ آگے بڑھو ۔۔۔۔ یہ میری طرف سے تمہارے لئے تحفہ ہے" باس نے مڑ کر قریب کھڑے کراؤن سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ باس ـــــ میں آپ کے تحفے کی پوری پوری قدر کروں گا"ـــــ کراؤن نے بھیڑیے کے سے انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا اور پھر کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر اس نے دیوار کے ساتھ رکھی اور خود بڑے پُر اشتیاق آمیز انداز میں سلمیٰ کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ ـــــ رک جاؤ ـــــ یقین کرو مجھے فائل کے بارے میں علم نہیں ہے ـــــ تم مجھے گولی مار دو ـــــ میری بوٹی بوٹی کر ڈالو مگر سلمیٰ پر ظلم نہ کرو ـــــ رک جاؤ ـــــ خدا کے لئے رک جاؤ" فیاض نے دہشت آمیز لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"اب صرف اس کے قدم فائل ہی روک سکتی ہے"۔ باس نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی بولتا۔ اچانک کمرے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ اور باس کے ساتھ ساتھ سلمیٰ کی طرف بڑھتا ہوا کراؤن بھی ٹھٹھک کر رک گیا۔

"ٹھہرو ـــــ یہاں فون آنے کا مطلب ہے کوئی ایمرجنسی ہے"۔ باس نے کراؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر تیزی سے ایک طرف پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"کیا بات ہے"ـــــ باس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"باس ـــــ کلب سے بالم کا فون ہے ـــــ وہ ایمرجنسی بتا رہا ہے"ـــــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ اچھا بات کراؤ"ـــــ باس نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

دوسرے لمحے ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور باس سمجھ گیا کہ سلسلہ مل گیا ہے۔

"کیا بات ہے بالم"ـــــ باس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اسے اس وقت بالم کی مداخلت پر بے پناہ غصہ آیا تھا۔

"باس ـــــ چار الٹرا ماڈرن قسم کی لڑکیاں کلب میں آئیں...." بالم نے عاصمہ اور اس کی سہیلیوں کی آمد سے لے کر ان کے بیہوش ہو جانے کا تمام قصہ تفصیل سے بتا دیا۔

"مگر وہ مجھے کیوں پوچھ رہی تھیں"۔ باس نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ کہہ رہی تھیں کہ ہم الفنس ہیں الفنس ـــــ اب پتہ نہیں یہ الفنس کیا چیز ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اسی لمحے کراؤن تیزی سے چلتا ہوا باس کے قریب گیا۔ شاید اس نے دوسری طرف سے ابھرنے والی باس کی آواز سن لی تھی۔

"باس ـــــ یہ وہی لڑکیاں نہ ہوں جن سے ہم فیاض کو چھین لائے ہیں ـــــ آپ ان کا حلیہ پوچھیں"۔ کراؤن نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

اور باس نے بھی سر ہلا دیا۔

"ان کا حلیہ بتاؤ"ـــــ باس نے کہا۔

اور پھر جب بالم نے دوسری طرف سے عاصمہ اور اس کی سہیلیوں کا حلیہ بتایا تو بالم چونک پڑا۔

" یہی ——— بالکل یہی ہیں ——— مگر وہ کلب میں کیسے پہنچ گئیں" کراؤن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ——— ٹھیک ہے تم ان چاروں کو لے کر فوراً ہیڈ کوارٹر آجاؤ انتہائی احتیاط سے لے آنا ——— یہ بہت خطرناک لڑکیاں ہیں" باس نے کہا۔

" اوکے باس ——— آپ بے فکر رہیں" دوسری طرف سے بالم نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور باس نے رسیور رکھ دیا۔

" سنو فیاض ——— تم کہہ رہے تھے نا کہ نیکڈ فائل کا تمہیں علم نہیں ہے اور ان لڑکیوں نے تمہیں خواہ مخواہ پھنسا دیا ہے۔ تو وہ لڑکیاں اب یہاں آرہی ہیں ——— میں تمہارے سامنے ان سے پوچھوں گا کہ انہیں اس فائل کے متعلق کیسے علم ہوا۔ ان کے جواب سے تمہیں خود بخود پتہ چل جائے گا۔ اور پھر میں دیکھوں گا کہ تم اس فائل کی موجودگی سے کیسے انکار کرتے ہو۔ یا مجھے فائل نہیں دیتے" باس نے فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم آخر کیوں نہیں یقین کرتے کہ ایسی کسی فائل کا وجود نہیں ہے۔ وہ لڑکیاں تو پاگل ہیں ——— احمق ہیں" فیاض نے جواب دیا۔

" ابھی پتہ چل جائے گا ——— بے فکر رہو" باس نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مارٹی سے مخاطب ہو کر بولا۔

" مارٹی ——— تم باہر جاؤ اور چار کرسیاں یہاں لے آنے کا بندوبست کرو تاکہ ان چاروں لڑکیوں کو اس پر بٹھا کر باندھا جائے" باس نے کہا۔

اور مارٹی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

" تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے۔ جہاں تک مجھے یاد آرہا ہے تم مارٹی لپ کے جیکب رچرڈ ہو" ——— فیاض نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم نے ٹھیک پہچانا ہے مجھے ——— لیکن تم مجھے صرف ایک حیثیت سے جانتے ہو ——— میری بہت سی حیثیتیں ہیں جس کا اندازہ تمہیں تھوڑی دیر بعد ہوگا" باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور فیاض سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔

" تھوڑی دیر بعد باہر قدموں کی آوازیں ابھریں اور پھر دو افراد چار کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ان کی بیلٹوں کے ساتھ رسیوں کے گچھے لٹک رہے تھے۔

انہوں نے فیاض کے سامنے چاروں کرسیاں رکھ دیں اور پھر باہر نکل گئے۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس اندر داخل ہوئے تو ان کے دونوں کاندھوں پر عاصمہ اور اس کی سہیلیاں لٹکی ہوئی تھیں۔

" انہیں ان کرسیوں پر باندھ کر بٹھا دو" ——— باس نے کہا۔

اور ان چاروں کو باس کے حکم کے مطابق کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ دیا گیا۔ اور وہ دونوں باہر نکل گئے۔

پھر باس کے حکم پر مارٹی نے جیب سے وہی بوتل نکال کر اس سے نکلنے والی گیس ان چاروں کی ناک میں پہنچائی تو چند لمحوں بعد ہی وہ چاروں ہوش میں آگئیں۔

ہوش میں آتے ہی پہلے تو اٹھنے کے لئے کسمساتی رہیں۔ پھر انہوں نے بُری طرح چیخنا شروع کر دیا۔

"کھولو ہمیں ۔۔۔۔ کھولو" ۔۔۔۔ ان چاروں نے یک آواز ہو کر کہا
ان کے چہروں پر خوف کے تاثرات تھے۔

"شٹ اپ لڑکیو ۔۔۔۔ یہاں تمہاری چیخ و پکار کوئی نہیں سن سکتا۔ اس لئے چیخنا بند کر دو ورنہ میں تم میں سے کسی ایک کو گولیوں سے اڑا دوں گا" باس نے بھی جواب میں چیختے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھیوں نے باس کی آواز سنتے ہی مشین گنوں کا رخ ان چاروں کی طرف کر دیا اور ان چاروں نے اس طرح اپنے سانس روک لئے جیسے سانس کے ساتھ ہی ان کی روح بھی جسموں سے نکل جائے گی۔ ان کے چہروں پر شدید خوف و ہراس کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ تو مجرم بننے کو ایک دلچسپ اور انوکھے ایڈونچر سے زیادہ اہمیت نہ دیتی تھیں لیکن اب انہیں اپنی موت سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی۔ ایسے حالات کے متعلق تو انہوں نے سوچا بھی نہ تھا۔

"تو تم الفنز ہو ۔۔۔۔ یہ الفنز کیا چیز ہے" باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"الفنز ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے ۔۔۔۔ میں اس کی چیف باس ہوں اور یہ میری فرینڈز اس کی ممبر ہیں" عاصمہ نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ اچھا۔ بڑا عجیب و غریب نام رکھا ہے تم نے تنظیم کا۔ لیکن تم نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کیوں پکڑا تھا" باس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ امیر گھرانوں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے یہ لڑکیاں اس

قسم کے ایڈونچر عام طور پر کرتی رہتی ہیں۔ ویسے بھی وہ عاصمہ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کیونکہ اس کے باپ رشید احمد سے اس کے تعلقات تھے اس کی ایک کمزوری اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس لئے وہ انہیں بلیک میل کر کے بھاری رقمیں حاصل کرتا رہتا تھا۔

جیگر رچرڈ برطانیہ کا رہنے والا تھا۔ اس کا شروع سے ہی دھندہ بلیک میلنگ تھا۔ جب سکاٹ لینڈ یارڈ والوں نے اس کے گرد گھیرا تنگ کر دیا۔ تو وہ وہاں سے فرار ہو کر یہاں پاکیشیا آ گیا۔ یہاں اس نے نئے سرے سے تنظیم بنائی۔ مارٹن، کراؤن، ٹونی اور رچرڈ اس تنظیم کے خاص ممبر تھے۔ جبکہ پورے دارالحکومت میں بھی اس کے ممبرز پھیلے ہوئے تھے۔ جو رقم لے کر اس کے لئے بلیک میلنگ اسٹف اکٹھا کرتے تھے۔ فی الحال اس نے ملک کے بڑے بڑے صنعتکاروں کو اپنا نشانہ بنایا ہوا تھا لیکن جب سے اسے نیکڈ فائل کا علم ہوا تھا۔ اسے اس فائل کو حاصل کرنے کا زبردست اشتیاق پیدا ہو گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ فائل کی مدد سے وہ اپنا کام بہت حد تک بڑھا سکے گا۔ اور بڑے بڑے مجرموں کو بلیک میل کر کے ان سے مزید بلیک میلنگ اسٹف حاصل کر سکے گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے پیچھے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

"ہمارے گائیڈ نے کہا ہے کہ ایسے ناموں سے سب پر دہشت پڑتی ہے" عاصمہ نے جواب دیا۔

"گائیڈ نے کہا ہے ۔۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔۔ باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"الفنز کا ایک گائیڈ ہے ۔۔۔۔ وہ مشن کے بارے میں معلومات

مہیا کرتا ہے۔" عاصمہ نے جواب دیا۔

"یہ بات تمہیں کس نے بتائی ہے کہ فیاض کے پاس نیکنڈ فائل ہے۔"
باس نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"گائیڈ نے" ـــــ عاصمہ نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ کون ہے وہ گائیڈ"۔ باس نے پوچھا۔

"یہ ہم کیوں بتائیں ـــــ اگر اسے پتہ چل گیا تو پھر وہ آئندہ ہمیں مشورہ نہ دے گا"۔ عاصمہ نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ ـــــ اس کا نام بتاؤ فوراً"۔ باس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے عاصمہ کے چہرے پر تھپڑ جڑ دیا۔

عاصمہ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی، تھپڑ اتنی شدت سے پڑا تھا کہ اس کے گال پر پانچوں انگلیوں کے نشانات ابھر آئے۔

"بتاؤ ـــــ ورنہ گولی مار دوں گا"۔ باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ب ـــــ بتاتی ہوں ـــــ اس کا نام علی عمران ہے وہ بڑا خطرناک آدمی ہے"۔ عاصمہ نے تقریباً روتے ہوئے کہا۔

اور علی عمران کا نام سنتے ہی فیاض اور سلمیٰ دونوں بری طرح چونک پڑے۔

"اوہ ـــــ یہ اس ناہنجار کی شرارت ہے ـــــ میں اسے گولی مار دوں گا ـــــ دیکھا ـــــ دیکھا سلمیٰ ـــــ اس عمران نے ہمیں کس عذاب میں پھنسا دیا ہے"۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو ـــــ ورنہ گولی مار دوں گا"۔ باس نے مڑ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں ـــــ تم عمران کو نہیں جانتے ـــــ وہ خواہ مخواہ کی ہوائیاں چھوڑتا رہتا ہے"۔ فیاض نے کہا۔

"کون ہے یہ علی عمران"۔ باس نے اس بار فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ہمارے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے ـــــ انتہائی احمق اور شرارتی آدمی ہے۔ اس نے خواہ مخواہ مجھے ذلیل کرنے کے لئے ان لڑکیوں کو اکسا دیا ہے"۔ فیاض نے جواب دیا۔

"میں نہیں مان سکتا کہ یہ صرف شرارت ہو ـــــ تم لوگ اب بچ کر نہیں جا سکتے ـــــ تمہیں ہر قیمت پر فائل دینی ہو گی۔ سُنا ـــــ ہر قیمت پر اور ابھی"۔

باس نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"جب ایسی کوئی فائل ہے ہی نہیں ـــــ تو میں کہاں سے دوں"۔ فیاض نے جھنجھلا کر کہا۔

"کراؤن ـــــ چلو اپنا کام شروع کرو"۔

باس نے چیخ کر قریب کھڑے کراؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کراؤن تیزی سے سلمیٰ کی طرف بڑھنے لگا۔

سلمیٰ نے اسے اس طرح جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر خوف سے بری طرح چیخنا شروع کر دیا۔ لیکن کراؤن اس کے سر پر

پہنچ گیا۔

اور دوسرے لمحے اس نے سلمیٰ کے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔
مگر اس سے پہلے کہ وہ سلمیٰ کا گریبان پھاڑتا۔

اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور کراؤن چیختا ہوا الٹ کر نیچے فرش پر جا گرا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا ——— اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک سایہ سا دروازے کے قریب کھڑے ہوئے ٹونی پر جھپٹا۔

ٹونی کی چیخ کے ساتھ ہی کمرے میں تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونجیں اور مارٹی، ٹونی اور رچرڈ لٹوؤں کی طرح چکراتے ہوئے فرش پر جا گرے۔

"اپنے ہاتھ اٹھا لو جیگر" ——— اور جیگر نے یوں ہاتھ اوپر اٹھائے جیسے وہ پیدا ہی اس حکم کے لئے ہوا ہو۔

روشندان سے آنکھیں لگاتے ہی صفدر اور عمران دونوں اس طرح اچھلے جیسے ان کے جسموں میں ایٹم بم پھٹ پڑے ہوں۔

"اوہ ——— سلمیٰ بھابی اور یہاں" ——— عمران نے دھیمے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

اس کی غراہٹ سن کر ہی صفدر کے جسم میں سردی کی لہر سی دوڑ گئی۔
عمران کا لہجہ کچھ ایسا ہی تھا کہ سننے والا بھی دہشت زدہ ہو جاتا تھا۔

اور اسی لمحے عاصمہ اور اس کی سہیلیوں کو بھی وہاں لایا گیا۔ اور انہیں ہوش میں لانے کی کارروائی شروع کر دی گئی۔

"یہ لوگ انہیں بھی اٹھا لائے ہیں" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے پیچھے ہٹا۔

"سنو صفدر ——— تم یہیں رہو ——— اگر یہ سلمیٰ بھابی کی طرف ہاتھ بھی بڑھائیں تو بلا دریغ گولی مار دینا ——— انہوں نے سلمیٰ بھابی کو

یہاں لاکر ایسا بھیانک جرم کیا ہے کہ اس کے جواب میں ان کی نسلیں بھی ساری عمر روتی رہیں گی ——— میں نیچے جا رہا ہوں۔ یہاں سے ان سب کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔"

عمران نے دھیمے لہجے میں صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور صفدر کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے پیچھے ہٹ کر سیڑھیوں والے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سیڑھیوں پر اترتے ہوئے اس نے اپنے قدموں سے آواز نہ پیدا ہونے دی۔ سیڑھیاں آگے چکر کاٹ کر نیچے تک چلی گئی تھیں سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔

عمران اس دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے دروازے میں موجود جھری سے آنکھ لگا کر دوسری طرف دیکھا تو اس نے برآمدے میں دو مسلح افراد کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے پاس مشین گنیں نہیں تھیں بلکہ سائیڈ بیلٹوں میں لگے ہوئے ہولسٹروں میں ریوالوروں کے دستے صاف نظر آ رہے تھے۔

عمران نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو دروازے کے پٹ کھلتے چلے گئے۔

"ارے ——— یہ دروازہ" ——— ایک آدمی نے چونکتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے دو دھماکے ہوئے اور وہ دونوں اچھل کر برآمدے کی دیوار سے ٹکرائے اور نیچے گر پڑے۔ ایک کے سینے میں اور دوسرے کی پشت میں گولی گھستی چلی گئی۔ اور عمران اچھل کر برآمدے میں آیا اور پھر تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہوتا چلا گیا۔

اسی لمحے اس نے ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ اور پھر یکے بعد دیگرے تین آدمی تیزی سے اس دروازے سے باہر نکلے وہ دوڑتے ہوئے برآمدے میں پڑے ہوئے دونوں افراد کی طرف دوڑے۔

مگر عمران کی انگلی حرکت میں آ گئی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے تینوں کا بھی پہلے دو کی طرح حشر ہوا۔ اور وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت فرش پر جا گرے۔

عمران نے گولیاں ایسی جگہوں پر ماری تھیں کہ وہ چیخنا تو ایک طرف پوری طرح پھڑک بھی نہ سکے۔

عمران چند لمحے ستون کی آڑ میں رکا رہا۔ لیکن جب کوئی اور آواز پیدا نہ ہوئی۔ تو وہ ستون کی آڑ سے نکلا اور محتاط انداز میں برآمدے میں موجود اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے عمارت کی پوزیشن سے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کمرہ جس میں فیاض وغیرہ موجود ہیں، عمارت کے آخر میں واقع ہے اور شاید یہی دوری تھی جس وجہ سے وہاں تک گولیوں کے دھماکے نہ پہنچے تھے۔ شاید وہ اپنی مصروفیت میں اس قدر غرق تھے کہ آوازوں کا ان کو احساس تک نہ ہوا تھا۔ بہرحال عمران احتیاطاً کمرے چیک کرتا گیا تاکہ اس پر پیچھے سے وار نہ کیا جا سکے۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا جس میں فیاض اور وہ باس اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

دروازہ بند تھا۔ عمران کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اب سٹین گن کا حصول تھا۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ اندر چار افراد کے پاس مشین گنیں ہیں۔ اور وہ صرف ریوالور کی مدد سے ان کو صحیح طریقے سے کور نہ کر سکتا تھا۔

لیکن باہر کسی کے پاس مشین گن نہیں تھی۔ اس لئے اسے مشین گن اندر موجود کسی آدمی سے ہی چھیننی تھی۔ اور یہی سب سے بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ بہرحال عمران نے کبھی کسی مسئلے کو مشکل گردانا ہی نہ تھا۔ اس لئے اس نے دروازے کے پٹوں کو آہستہ سے دھکیلا۔ وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ کہیں دروازہ اندر سے بند تو نہیں۔ مگر دروازے کی معمولی سی حرکت نے ہی اسے بتا دیا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اس نے مطمئن ہو کر جھری سے آنکھ لگا دی۔ اس نے کراؤن کو سلمیٰ کی طرف بڑے جارحانہ انداز میں بڑھتے دیکھا۔ اور سلمیٰ نے خوف کی شدت سے بے اختیار چیخنا شروع کر دیا۔

عمران کے جسم میں موجود خون سلمیٰ کی چیخیں سنتے ہی کھولاؤ کے آخری لمحے تک پہنچ گیا۔ اسی لمحے اس نے ایک دھماکے کے ساتھ کسی کی چیخ سنی۔ اور اس نے پوری قوت کے ساتھ دروازے پر لات ماری اور بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اور دروازے کے ساتھ ہی کھڑے ہوئے ایک آدمی پر جھپٹا۔ وہ آدمی اڑتا ہوا دور جا گرا جبکہ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن اب عمران کے قبضے میں تھی۔

مشین گن ہاتھ میں آتے ہی اس نے پلک جھپکنے میں فائر کھول دیا۔ اور پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی تین افراد لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ چوتھا آدمی کراؤن پہلے ہی سلمیٰ کے قریب پڑا فرش پر پھڑک رہا تھا۔ گولی اس کے سینے میں لگی تھی۔

"اپنے ہاتھ اٹھا لو جیگر" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور

کمرے کے درمیان میں کھڑے ششدر جیگر نے یوں ہاتھ اٹھا لئے۔ جیسے وہ پیدا ہی اس حکم کی تعمیل کے لئے ہوا ہو۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"صفدر ——— نیچے آجاؤ" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور روشندان سے صفدر کے پیچھے ہٹنے کی آواز سنائی دی

"تت ——— تت ——— تم کون ہو" ——— جیگر نے پہلی بار کانپتے ہوئے کہا۔

"سنو ——— جیگر رچرڈ ——— مجھے تمہارے متعلق کافی دنوں سے اطلاعات مل رہی تھیں ——— لیکن میں نے تمہاری طرف توجہ نہیں دی۔ لیکن تم نے ایک شریف عورت کو یہاں لا کر اور اس کی عزت کی طرف ہاتھ بڑھا کر اپنی قسمت پر مہر لگا دی ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت ——— تت ——— تم کس کی بات کر رہے ہو" ——— جیگر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فیاض کی بیوی کی بات کر رہا ہوں ——— جو میری بھابی بھی ہے اور تمہیں اس کی ایسی عبرتناک سزا ملے گی کہ تمہاری نسلیں بھی قبروں میں بلبلاتی رہیں گی"

عمران نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے جیگر کے منہ پر پڑا۔ اور وہ چیختا ہوا منہ کے بل سلمیٰ کی کرسی کے سامنے اس کے پیروں میں جا گرا۔

"ناک رگڑو ——— معافی مانگو اس شریف عورت سے ۔ ورنہ

مشین گن کا پورا برسٹ تمہارے جسم کو شہد کی مکھیوں کے چھتے میں بدل دے گا"

عمران نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا اور جیگر نے سلمیٰ کے پیروں میں سر رکھ دیا۔

"مم ——— مم ——— مجھے معاف کر دو ——— مجھ سے غلطی ہو گئی ہے مجھے معاف کر دو"۔ جیگر نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے تیزی سے فرش پر بار بار ناک رگڑنی شروع کر دی۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"۔ عمران نے اس کے پہلو میں ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ اور وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کا ایک جبڑا ٹوٹ گیا تھا اور ناک اور منہ سے خون رس رہا تھا۔

صفدر بھی کمرے میں پہنچ چکا تھا۔

"صفدر ——— سلمیٰ کی رسیاں کھولو"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صفدر تیزی سے سلمیٰ کی طرف مڑ گیا۔

"مم ——— مم ——— مجھے معاف کر دو" ——— جیگر نے کراہتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ایک شرط پر معاف کیا جا سکتا ہے کہ تم اپنے متعلق سب کچھ صاف صاف بتا دو کہ تم یہاں کیا کرتے رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"بب ——— بب ——— بتا دوں گا ——— بتا دوں گا۔ سب کچھ بتا دوں گا"۔ جیگر نے انتہائی خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے کھول کر اسے میرے حوالے کر دو ——— پھر دیکھو میں ں سے کیا کیا اگلواتا ہوں" ——— اچانک فیاض کی آواز سنائی دی

"تم چپ رہو" ——— عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

اور اسی ایک لمحے سے جبکہ عمران نے مڑ کر فیاض کو ڈانٹا تھا۔ جیگر نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اس طرح اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی جیسے اسے پر لگ گئے ہوں۔

عمران نے تیزی سے مڑ کر اس پر فائل کھول دیا مگر جیگر تو بجلی بنا ہوا تھا وہ پلک جھپکنے میں دروازے کی سائیڈ میں جا گرا اور گولیاں دروازے سے گزر کر سامنے کی راہداری کی دیوار سے ٹکرا کر رہ گئیں۔

عمران بھی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا مگر دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کیا تھا۔ اس نے دروازے سے مشین گن کی نال باہر نکالی۔ اسی لمحے ایک دھماکا ہوا اور گولی نال کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

عمران دراصل بال بال بچا تھا۔ ورنہ جس طرح وہ جوش میں اس کے پیچھے بھاگا تھا۔ وہ یقیناً اس گولی کا شکار ہو جاتا۔

اب یہ کمرہ عمران کے لئے قید خانہ بن گیا تھا۔ دروازہ یہی ایک تھا۔ اور ظاہر ہے اس دروازے سے باہر نکلنے پر وہ بڑی آسانی سے گولی کا نشانہ بن سکتا تھا۔ لیکن اسی لمحے عمران کے کانوں میں اس کے بھاگنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اور عمران نے قلابازی کھاتے ہوئے باہر چھلانگ لگا دی۔ مگر اس بار گولی نہ چلی اور عمران سیدھا ہوتے ہی باہر بھاگتا چلا گیا۔

مگر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔ مشین گن ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھی۔

"وہ نکل گیا ——— اگر تم مداخلت نہ کرتے تو وہ ہرگز نہ بھاگ سکتا"۔ عمران نے فیاض پر چڑھائی کر دی۔

"مم ——— مجھے معاف کر دو" ——— فیاض نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"سلمیٰ بھابی کے صدقے تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے ——— سمجھے۔ لیکن آئندہ اگر تم نے کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو جیگر کی طرح تمہیں بھی بھابی کے قدموں میں ناک رگڑنی پڑے گی۔"

عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"یہی لڑکیاں تھیں جن کا آپ ذکر کر رہے تھے"۔ سلمیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جو ابھی تک رسیوں سے بندھی بیٹھی تھیں۔

"خدا کی قسم سلمیٰ ——— یہ لڑکیاں مجھے اغوا کر لائی تھیں"۔ فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ہم نے تمہیں اغوا کیا ہے ——— شرم کرو ——— مرد بن کر بیوی سے ڈرتے ہو ——— تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ کوئی تنہا کوٹھی ہو"۔ عاصمہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

اور فیاض نے رو دینے والے انداز میں منہ لٹکا لیا۔

"اب سن لیا سلمیٰ بھابی ——— تم میری بات ہی نہ مان رہی تھیں"۔ عمران نے شرارت بھرے انداز میں آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔

"تم نے ہی میرا بیڑہ غرق کر دیا ہے ——— ان آفتوں کو بھی میرے پیچھے لگانے والے تم ہو اور یہ نیکڈ فائل کا شوشہ بھی تم نے ہی چھوڑا ہے

فیاض نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ صفدر اس دوران اس کی رسیاں کھول چکا تھا۔

"اچھا ——— اب ہماری بلی ——— ہمیں سے میاؤں ——— زیادہ بات کی تو ایک چھوڑ سو نیکڈ فائلیں نکال کر سلمیٰ بھابی کے سامنے رکھ دوں گا"۔ عمران نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"ارے ہاں ——— تم تو میرے بھائی ہو ——— گریٹ عمران۔ تم نے آج میری عزت بچا کر مجھے زندہ درگور ہونے سے بچا لیا ہے۔ میں تمہارا مشکور ہوں"۔ فیاض نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے عورتوں کے نیگیٹو پوز دیکھنے کا اندھا جنون تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس کے دفتر میں خصوصی سیف میں واقعی ایسے کئی فائل موجود تھے جن میں دنیا بھر کی عورتوں کے نیکڈ پوز موجود تھے۔

اور عمران سے کچھ بعید نہ تھا۔ کہ وہ واقعی اس کی بیوی کو لے جا کر اس کے سیف پر کھڑا کر دے۔

"اچھا ——— اچھا ——— اب خوشامد بند اور تم سلمیٰ بھابی کو لے جاؤ ——— چلو چلتے نظر آؤ فوراً"۔ عمران نے کہا اور فیاض سلمیٰ کا ہاتھ پکڑے تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"صفدر ——— ان بیچاریوں کو تو کھولو۔ یہ خواہ مخواہ بندھی بیٹھی ہیں"۔ عمران نے صفدر سے کہا۔

اور صفدر تیزی سے سر ہلاتا ہوا عاصمہ اور اس کی سہیلیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ افلاطون آخر یہاں کیسے پہنچ گئی"۔ عمران نے عاصمہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"واہ ــــ الفنس کوئی کمزور تنظیم ہے ــــ ہم نے نقاب پوش ول کی کار کا نمبر معلوم کیا ــــ پھر انکل مختار شاہ نے بتایا کہ یہ مارٹی کلب کے مالک جیگر رچرڈ کی کار ہے ــــ چنانچہ الفنس نے مارٹی کلب پر حملہ کر دیا۔ وہاں الفنس سے ذرا سی غلطی ہو گئی اور الفنس یہاں پہنچ گئی۔ عاصمہ نے اٹھ کر اپنے لباس کو ہاتھوں سے جھاڑتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ــــ اب تو الفنس واقعی ترقی کر رہی ہے۔ بہرحال تمہارا پہلا مشن تو ناکام ہو گیا۔ نہ ہی فیاض تمہارے قابو میں رہا اور نہ ہی وہ جیگر رچرڈ۔"

عمران نے ان کے ساتھ کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا ــــ ہم پھر فیاض کو پکڑ لائیں گے اور اس بار اسے فائل دینی پڑے گی۔" عاصمہ نے جواب دیا۔

"نہیں ــــ اب یہ مشن ختم ــــ اب نیا مشن ہونا چاہیے، الفنس کو ترقی کرنی چاہیے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ــــ یہ تو بہت سے آدمی مرے پڑے ہیں" عاصمہ اور اس کی سہیلیوں نے برآمدے میں پہنچتے ہی چیخ کر کہا۔

ان کے چہرے اتنی لاشیں دیکھ کر زرد پڑ گئے تھے۔

"یہ تمہارے جیگر کا کام ہے ــــ جاتے ہوئے اپنے آدمی بھی مار گیا ہے۔" عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"اوہ ــــ پھر تو یہ بہت خطرناک آدمی ہے۔" عاصمہ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"بس اسی خطرناک آدمی کو قابو کرنا تو الفنس کا کارنامہ ہے۔ اگر یہ خطرناک

آدمی قابو میں آجائے تو سمجھو الفنس کی شہرت کا ستارہ عروج پہ پہنچ جائے گا۔" عمران انہیں لیے ہوئے عقبی طرف مڑ گیا۔

"مگر وہ ملے گا کہاں ــــ وہ تو بھاگ گیا۔" عاصمہ نے کہا۔

"وہ الفنس سے بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے۔" عمران نے کہا اور ان سب نے یوں سر ہلا دیا۔ جیسے واقعی یہ تو ایک مسلم بات ہو۔

عقبی دروازہ کھول کر وہ سڑک پر آئے اور پھر چند لمحوں بعد وہ صفدر کی کار میں لدے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ صفدر اور عمران اگلی سیٹوں پر تھے اور عاصمہ اور اس کی تینوں سہیلیاں پچھلی نشست پر فٹ تھیں۔ "مگر اب ہم اسے کہاں سے ڈھونڈیں" عاصمہ نے کار میں بیٹھتے ہی پوچھا۔

"ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے ــــ وہ خود چل کر تمہارے پاس آجائے گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"وہ کیسے ــــ" عاصمہ اور اس کی سہیلیوں نے بیک وقت پوچھا۔

"تم اس کے کلب پہنچ کر زوردار حملہ کر دو ــــ وہ تمہیں ایکبار پھر بیہوش کر کے وہیں پہنچا دیں گے جہاں وہ موجود ہوں گے۔ اسطرح جیگر خود تمہارے پاس چل کر آجائے گا۔" عمران نے انہیں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ایک ہی صورت ہے کہ اخبار میں تلاش گمشدہ کا اشتہار دے دو۔ کوئی نہ کوئی اللہ کا نیک بندہ اسے تلاش کر کے تمہیں اطلاع کر دے گا۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ارے واہ ــــ مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ چٹکی بجاتے اس کا پتہ لگ سکتا ہے۔" اچانک عاصمہ نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور عمران مڑ کر حیرت

سے دیکھنے لگا۔

"چٹکی بجاتے ——— اچھا تمہاری چٹکی ہے یا جام جمشید۔ ذرا بجاؤ تو" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم ہمارے گائیڈ ہو ——— بس ٹھیک ہے ——— تمہیں ضرور معلوم ہوگا" عاصمہ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"کیا معلوم ہوگا ——— میں گائیڈ ہوں ——— چراغ کا جن تو نہیں ہوں" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہیئے ——— گائیڈ کو تو ہر چیز کا پتہ ہوتا ہے" عاصمہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا پوچھو ——— کیا پوچھتی ہو مس الفنس" عمران نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"جیگر رچرڈ کی ماں کا نام آتا ہے تمہیں" عاصمہ نے کہا۔

"جیگر کی ماں کا نام ——— کیوں اس کی ماں کا کیا قصور ہے" عمران نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اور صفدر مسکرا رہا تھا کہ اب صحیح جوڑ پڑا ہے۔ اس سے پہلے تو عمران سب کو انگلیوں پر نچاتا تھا۔ آج اونٹ پہاڑ تلے آیا ہے۔

"اس کی ماں کا نام معلوم ہو تو مسٹر علی رملی فوراً حساب کتاب کر کے بتا دے گا کہ وہ کہاں موجود ہے۔ بس وہاں جا کر اسے پکڑ لیں گے" عاصمہ نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے ——— اس کا نام ہے اللہ دسائی" عمران نے جواب دیا۔

"اللہ دسائی ——— یہ کیسا نام ہے" عاصمہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے ایسے ہی نام ہوتے تھے ——— اللہ جیوائی۔ ست بھرائی" عمران نے ایک دو اور نام گنواتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا ——— ٹھیک ہے ——— بس جیگر رچرڈ اللہ دسائی۔ اب کوئی مسئلہ نہیں ہے" عاصمہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے واقعی یقین آگیا ہو کہ عمران کا بتایا ہوا نام درست ہے۔

"ان لوگوں نے اترنا کہاں ہے" اچانک صفدر نے پوچھا۔

"ہمیں ہمارے ہیڈ کوارٹر اتار دو ——— عاصمہ نے جلدی سے کہا۔

اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

اسے پہلے ہی اس بات کا اندازہ تھا۔ اس لیے وہ کار سلطان کالونی کی طرف ہی لے آیا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے عاصمہ کے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر کار روکی۔

اور عاصمہ کی سہیلیاں بائی بائی کہتی ہوئی اتر گئیں۔ اور صفدر نے کار آگے بڑھا دی۔

"خوب نام بتایا ہے آپ نے" صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"اب اور کیا بتاتا ——— یہ الفنس تو مجھ سے بھی دو جوتے آگے جا رہی ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو اس سارے کیس کا سر پیر ہی نظر نہیں آ رہا۔ خواہ مخواہ کی بھاگم دوڑ ہو رہی ہے۔" صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں خود گھن چکر بنا ہوا ہوں —— پتہ نہیں ایکسٹو کو ان عاصم سسٹرز میں کیا نظر آ گیا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب —— ایکسٹو کا عاصم سسٹرز سے کیا تعلق ہو سکتا ہے یہ پخ تو تم نے لگائی ہوئی ہے"۔ صفدر نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" ارے کہاں —— میری قسمت میں تو ایک بھی نہیں، اکٹھی چار کہاں سے ہو سکتی ہیں۔ مجھے تو اس نے کہا کہ ان کے گائیڈ بن جاؤ اور فیاض کا حوالہ دے کر آگے بڑھو —— اور میں آگے بڑھا جا رہا ہوں"۔ عمران نے روتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو اصل میں کوئی اور ہی چکر ہو گا —— بہرحال اب تمہارا کیا پروگرام ہے"؟ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے میری کار کے پاس اتار دو بھائی۔ اور میری طرف سے اس پردہ نشین کو کہہ دینا کہ میں باز آیا گائیڈ بننے سے"۔ عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

اس نے کار ذرا سی آگے —— سلطان کالونی کے چوک پر رکی ہوئی عمران کی کار کے پاس روک دی۔

اور عمران اسے بائی بائی کہتا ہوا نیچے اتر گیا۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ وہ اب جلد از جلد ایکسٹو کو رپورٹ دینا چاہتا تھا۔

جیگر کی زخمی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔ وہ اس وقت ایک پرائیویٹ اڈے میں موجود تھا۔ اس کے اہم ممبرز عمران کے ہاتھوں ختم ہو چکے تھے۔ اور وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر وہاں سے نکلا تھا۔

اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ آخر اس قدر حفاظتی انتظامات کے باوجود یہ لوگ عین موقع پر وہاں کیسے پہنچ گئے تھے۔ اس کے آدمی بھی قتل ہو گئے اور اسے آخر وقت تک پتہ بھی نہ چلا۔

اس کا خون بری طرح کھول رہا تھا۔ یہ نیکڈ فائل اسے بے حد مہنگی پڑی تھی لیکن اب صورت حال اس کے لئے بڑی خراب تھی۔ کیونکہ وہ کھل کر سامنے آ گیا تھا۔ اب انٹیلیجنس کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کون ہے اور ان آفت کی پرکالہ لڑکیوں کو بھی۔ وہ بار بار اس سارے مسئلے کا کوئی حل سوچتا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اور پھر اچانک اسے ایک خیال آ گیا۔

وہ بری طرح چونکا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسرت کے آثار

ابھر آئے۔ اسے اپنے پرانے ساتھی بلیک ٹائیگر کا خیال آگیا تھا۔ ایسے موقعوں پر بلیک ٹائیگر ہی کام آسکتا تھا۔ وہی اس سارے مسئلے کو حل کر سکتا تھا اور اتفاق سے ایک مشن کے سلسلے میں وہ پاکیشیا آیا ہوا تھا۔ بلیک ٹائیگر پیشہ ور قاتلوں کی ایک بہت بڑی تنظیم سے متعلق تھا۔ ایسی تنظیم جو پوری دنیا میں بڑے بڑے سیاسی اور اہم قتل کے سلسلے میں ہمیشہ ملوث رہی تھی

وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف لپکا اور اس نے ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— ہوٹل مارگنزا"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر ایک سو چار چوتھی منزل کے مسٹر نکتائی سے بات کرائیں جیگر نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ بلیک ٹائیگر نے اسے پتہ بتاتے ہوئے اس نام کا حوالہ دیا تھا۔

"اوکے ——— ایک منٹ ہولڈ کیجیے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ——— کون ہے"۔ بولنے والے کا لہجہ صاف چغلی کھا رہا تھا کہ وہ بہت پیئے ہوئے ہے

"میں جیگر رچرڈ بول رہا ہوں مارٹی کلب کا مالک"۔ جیگر نے جواب دیا۔

"اوہ جیگر تم ——— ارے اس وقت کیسے یاد کیا۔ میں نے تمہارے کلب فون کیا تھا مگر وہاں کسی کو معلوم ہی نہ تھا کہ تم کہاں ہو"

دوسری طرف سے چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیوں ——— خیریت تھی"۔ جیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے میں واپس جا رہا تھا ——— میں نے سوچا کہ تم سے مل لوں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا اتنی جلدی تمہارا مشن مکمل ہو گیا"۔ جیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کہاں مکمل ہوا ہے ——— باس نے فی الحال مشن ملتوی کر دیا ہے کچھ حالات بدل گئے ہیں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اچھا ——— سنو ——— میں بڑے ٹیڑھے چکر میں پھنس گیا ہوں ——— تم یہاں میرے پاس آجاؤ فوراً تاکہ کوئی مناسب مشورہ دو"۔ جیگر نے کہا۔

"ارے کوئی بات نہیں ——— گھبراتے کیوں ہو ٹائیگر کے ہوتے ہوئے تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے ——— ٹائیگر کے بازوؤں میں ابھی اتنی قوت ہے کہ وہ سارے ٹیڑھے چکروں کو سیدھا کر دے"۔ ٹائیگر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"میں بھی تمہیں اسی لئے بلا رہا ہوں ——— میں باہر نہیں نکل سکتا ورنہ خود تمہارے پاس آجاتا۔ کوٹھی نمبر چودہ گلفشاں کالونی پر آجاؤ پلیز"۔ جیگر نے کہا۔

"اوکے ——— میں آرہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

اور جیگر نے بھی اوکے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔ اسے ٹائیگر کی بے پناہ ذہانت اور صلاحیتوں پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ ضرور اس کا حل نکالے گا کہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

اس نے ریسیور رکھتے ہی میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دروازہ

کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"شوبر ——— گیٹ پر جاؤ ——— وہاں ایک صاحب آ رہے ہیں مسٹر ٹکٹائی ——— انہیں فوراً میرے پاس لے آؤ" جیگر نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ دوبارہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ انتہائی صحت مند جسم کا مالک تھا۔ چہرے پر سفاکی اور بربریت کے آثار جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے مکاری اور شیطنت ٹپکتی تھی۔ یہ بین الاقوامی قاتل بلیک ٹائیگر تھا۔ جو پورے یورپ میں ہوا بنا ہوا تھا۔

"خوش آمدید ٹائیگر" جیگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ٹائیگر نے کہا اور پھر جیگر سے مصافحہ کر کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

جیگر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بوتل اور ایک گلاس اٹھایا اور لا کر ٹائیگر کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سپین کی دو سو سالہ پرانی شراب ہے ——— میرے دوست تمہارے جیسے صاحب ذوق کے لئے ایک نایاب تحفہ" جیگر کا لہجہ کسی حد تک خوشامدانہ تھا۔

"ارے واہ ——— تم نے تو واقعی خوش کر دیا تھا۔" ٹائیگر نے

مسرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے یوں ندیدوں کی طرح بوتل کا ڈھکن کھولا جیسے صدیوں کے پیاسے آدمی کو اچانک اعلیٰ ترین مشروب میسر آ گیا ہو۔ پھر گلاس میں انڈیل کر اس نے جیسے ہی چسکی لگائی، اس کے چہرے پر چمک سی آ گئی۔

"واقعی یار ——— واقعی یہ تو بڑا نادر تحفہ ہے ——— اب بولو کیا چکر ہے" ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جیگر نے رک رک کر اب تک کے بیتے ہوئے سارے واقعات سنا دیئے

"تو تمہیں وہ فائل چاہیئے" ٹائیگر نے دوسرا گلاس بھرتے ہوئے کہا

"ارے لعنت بھیجو اس فائل پر ——— وہ بعد کی بات ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں انٹیلیجنس کی نظروں میں آ گیا ہوں ——— اور پھر وہ الٹفن خواہ مخواہ کی نیبت ——— اور ان کا گائیڈ علی عمران" جیگر نے کہا۔

"کیا ——— کیا ——— کیا کہا تم نے ——— علی عمران" ٹائیگر کے ہاتھ سے یکلخت جام چھلک گیا۔ وہ یوں اچھلا جیسے اسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

"ہاں ——— وہی تو الٹفن کا گائیڈ ہے ——— یہاں کی انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا" جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ——— کیا کہہ رہے ہو ——— تم علی عمران کو نہیں جانتے۔ مجھے باس نے اس کے متعلق خاص طور پر ہوشیار کر دیا تھا۔ وہ تو بے حد خطرناک آدمی ہے" ٹائیگر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ——— مجھے تو نہیں معلوم" جیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سنو جیگر ——— میری بات غور سے سنو ——— ان لڑکیوں اور سپرنٹنڈنٹ کا قتل میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے ——— میں چٹکی بجاتے

انہیں ہلاک کر سکتا ہوں ——— مگر یہ علی عمران بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ اس کے مقابلے میں تو ماسٹر کلرز[۱] بھی ختم ہو گئے۔ بلکہ سُنا ہے کہ ماسٹر کلر جوانا اب اس کا غلام بنا ہوا ہے ——— جانتے ہو ماسٹر کلر جوانا کو؟" ٹائیگر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— ماسٹر کلرز ——— وہ تو سب سے خطرناک تنظیم ہے" جیگر کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"تھی کبھی ——— اس علی عمران نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ اب اس بات سے تم سمجھ جاؤ کہ وہ کیا بلا ہے ——— تمہاری اس دو سو سالہ شراب کا بے حد شکریہ ——— مگر میں تمہارے معاملے میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا" ٹائیگر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں" ——— جیگر اور زیادہ گھبرا گیا۔

"سُنو ——— میری بات غور سے سُنو ——— شاید عمران کو تمہارے اسس بلیک میلنگ کا علم نہیں ہے ورنہ وہ کبھی کا تم پر ہاتھ ڈال چکا ہوتا۔ اس لئے اب بہتر یہی ہے کہ تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ کسی اور ملک میں حساب کتاب بعد میں کرتے رہنا۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے" ٹائیگر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ایسے میں کیسے جا سکتا ہوں ——— میرا یہاں وسیع پھیلنے پر کام ہوا ہے" جیگر نے کہا۔

"تو پھر خاموش ہو جاؤ ——— فی الحال سارے دھندے چھوڑ دو اسی میں تمہاری بچت ہے" ٹائیگر نے کہا۔

"ٹائیگر ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اسس عمران کا ہی خاتمہ کر دو

[۱] : اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول "عمران کی موت" پڑھیئے۔

میرے لئے تو یہ معمولی بات ہے" جیگر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"سنو جیگر ——— میرا باس بہت ذہین آدمی ہے۔ جب اس نے مجھے اس عمران سے بچ کر رہنے کا مشورہ دیا ہے تو یقیناً اسس میں میری بھلائی ہوگی۔ ورنہ کسی آدمی کو مار ڈالنا میرے لئے معمولی بات ہے" ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن اگر تم اسے ختم کر دو تو تمہارے باس پر بھی تمہاری دھاک بیٹھ جائے گی اور پھر عمران کو تمہارے متعلق علم بھی نہیں ——— بس تم اس کی نگرانی کرو اور پھر جہاں بھی وہ نظر آئے، ایک چھٹانک سیسہ اس کی کھوپڑی میں اتار دو" جیگر نے کہا۔

"مگر مجھے اس سے فائدہ" ٹائیگر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"سنو ٹائیگر ——— تم جتنا معاوضہ کہو ——— میں دینے کو تیار ہوں۔ میری خاطر تم یہ کام ضرور کر دو" جیگر نے کہا۔

"مگر تمہارے لئے تو ضروری ہے کہ وہ لڑکیاں اور فیاض کا بھی خاتمہ ہو جائے صرف عمران کے قتل سے کیا ہو گا" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم اسس کا تو خاتمہ کر دو ——— تم جس طرح اس کا ذکر کر رہے ہو اس سے تو مجھے احساس ہوا ہے کہ میرے لئے مصیبت یہی شخص بنے گا۔ باقی کو میں خود سنبھال لوں گا۔ انٹیلیجنس کے پاس میری سرگرمیوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور پھر میرے تعلقات یہاں کے اعلیٰ حکام سے ہیں۔ میں ان کی مدد سے سنبھال لوں گا" جیگر نے کہا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے ——— ایسا ہی سہی۔ مجھے باس نے منع کیا تھا اور پھر مجھے فائدہ بھی نظر آ رہا تھا اسس لئے خاموش ہو رہا تھا۔ اس نے جس انداز میں بات کی تھی۔ اس سے مجھے اپنی توہین کا احساس ہوا تھا

اب عمران کو قتل کر کے میں باس کو بتاؤں گا کہ بلیک ٹائیگر کیا چیز ہے اور پھر میری شرط بھی پوری ہو رہی ہے۔ مجھے اس کا معاوضہ بھی مل رہا ہے"۔ بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"گڈ ——— ویری گڈ ——— یہ ہوئی نا بہادروں والی بات۔ بلیک ٹائیگر بھلا کسی سے کم ہے"۔ جیگر نے اسے اور زیادہ چڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— نکالو میرا معاوضہ تاکہ میں کام شروع کروں۔ کل تک اس کا خاتمہ کر کے مجھے واپس بھی جانا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کتنا معاوضہ ———"۔ جیگر نے کہا۔

"ایسے کیس کے ویسے تو میں ایک لاکھ ڈالر سے کم نہ لیتا۔ مگر تم میرے پرانے دوست ہو۔ اس لئے صرف ٹوکن کے طور پر معاوضہ لوں گا صرف دس ہزار ڈالر"۔ بلیک ٹائیگر نے خوش ہو کر کہا

"شکریہ! شکریہ"۔ جیگر نے خوش ہو کر کہا۔ اور پھر وہ اُٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور بلیک ٹائیگر دوبارہ شراب پینے میں مشغول ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ڈالروں کا ایک بنڈل موجود تھا۔ اس نے وہ بنڈل لا کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔

"گن لو ——— پورے دس ہزار ہیں"۔ جیگر نے کہا۔

"اوہ ——— پیارے دوست مجھے تم پر اعتماد ہے"۔ ٹائیگر نے رقم اُٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ——— !" جیگر نے مسکرا کر دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے

"اب مجھے اس علی عمران کا پتہ بتا دو"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"پتہ ——— پتہ تو مجھے بھی نہیں معلوم ——— میرا خیال ہے لڑکیوں کو یا پھر اس سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس کا علم ہو گا"۔ جیگر نے جواب دیا۔

"فیاض کا پتہ"۔ ٹائیگر نے پوچھا

اور فیاض کا پتہ جیگر نے اسے بتا دیا۔ کیونکہ اُسے پہلے سے ہی اس کا علم تھا۔

"اور ان لڑکیوں کا"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جس کوٹھی میں موجود تھیں وہاں کا پتہ تو نمبر گیارہ سلطان کالونی ہے اور ان کی لیڈر عاصمہ کی ذاتی کوٹھی آفیسرز کالونی کوٹھی نمبر پندرہ ہے۔ وہاں وہ اپنے باپ رشید کے ساتھ رہتی ہے"۔ جیگر نے جواب دیا۔

"بس کافی ہے۔ باقی کام میں خود کر لوں گا ——— اب اجازت۔ کل تک تمہارا کام ہو جائے گا ——— ہو سکتا ہے عمران کے ساتھ اس فیاض اور اس عاصمہ کا پتا بھی کٹ جائے"۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! میں انتظار میں رہوں گا۔ کام مکمل ہوتے ہی مجھے فوراً فون کرنا"۔ جیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اب جیگر کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔ اسے یقین تھا کہ بلیک ٹائیگر یہ کام ہر حالت میں مکمل کرے گا۔ یہ اس کی اپنی انا کا مسئلہ ہے اور اب بھی اس کے لئے یہ کوئی پرابلم نہ تھا۔

صفدر کے آگے بڑھتے ہی عمران کار میں بیٹھنے کی بجائے تیزی سے نزدیکی کیفے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کیفے کے برآمدے میں موجود فون بوتھ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے سکے ڈال کر ایکسٹو کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز ابھری۔

"طاہر ـــــ میں عمران بول رہا ہوں" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ عمران صاحب! آپ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ میں کافی دیر سے آپکو تلاش کر رہا ہوں" بلیک زیرو نے اس بار اصل آواز میں کہا۔

"کیوں ـــــ کیا میں نے تمہارا اور جولیا کا نکاح پڑھوانا ہے" عمران نے کہا۔

"ابھی نکاح پڑھوانے والا آگیا ہے۔ بس نکاح کی دیر ہے۔ دراصل ایک گھنٹہ پہلے ریاست آراک کی سیکرٹ سروس کے چیف نے سرکاری طور پر یہ اطلاع دی ہے کہ بین الاقوامی قاتلوں کی تنظیم مرڈر گینگ کا سب سے خطرناک قاتل بلیک ٹائیگر کسی پُر اسرار مشن پر ہمارے ملک پہنچ چکا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق کسی اہم سیاسی شخصیت کے قتل کا مشن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مرڈر گینگ ایسے ہی کاموں میں ملوث ہوتا ہے۔ میں چاہتا تھا اس سلسلے میں آپ کو اطلاع کر دوں۔" بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مرڈر گینگ کا بلیک ٹائیگر ـــــ اوہ یہ تو واقعی خطرناک قاتلوں میں شمار ہوتا ہے" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ـــــ میں نے مرڈر گینگ کی فائل دیکھی ہے۔ اتفاق سے اس میں بلیک ٹائیگر کا ذکر بھی ہے۔ لیکن اس کی کوئی تصویر موجود نہیں ہے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اس کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات تو ہوں گی" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ـــــ صرف اتنا لکھا ہوا ہے کہ وہ طویل القامت اور طاقتور جسم کا مالک ہے۔ انتہائی پھرتیلا اور بہترین نشانے باز ہے اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں رہنے کا شوقین ہے۔ نکٹائی ہمیشہ سیاہ رنگ کی باندھتا ہے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"پھر تم نے کیا کیا" عمران نے سوال کیا۔

"میں نے ٹیم کو تمام بڑے ہوٹلوں کی نگرانی کا حکم دے دیا ہے۔ اس حلیے اور نکٹائی کا آدمی جیسے ہی ملا وہ مجھے رپورٹ کر دیں گے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"گڈ ــــــ یہ نکٹائی والی بات خوب ہے۔ بہرحال اس سے اس کا پتہ جلد معلوم ہو جائے گا ــــــ اچھا سنو ــــــ اب صفدر تمہیں نیاض کے متعلق رپورٹ دے گا۔ تم اب اسے بھی اس مسٹر نکٹائی کے پیچھے لگا دو۔ یہ اہم مسئلہ ہے۔ اسے پہلے نپٹانا چاہیئے" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــــ ایسا ہی ہو گا" بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اور پھر وہ فون بوتھ سے نکل کر دوبارہ اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کے ذہن میں بلیک ٹائیگر کا نام کھٹک رہا تھا۔ وہ بار بار سوچ رہا تھا کہ پاکیشیا کی کسی اہم شخصیت کے خاتمے کے لئے بلیک ٹائیگر کو یہاں دیکھا گیا ہو گا۔

وہ یہی سوچتا ہوا کار کے قریب پہنچا اور چند لمحوں بعد اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

اس کا ارادہ تھا کہ وہ خود دو چار بڑے بڑے ہوٹل چھانے گا۔ کیونکہ وہ جلد از جلد اس بلیک ٹائیگر پر ہاتھ ڈال دینا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کا نشانہ کوئی بھی شخصیت ہو اسے بچایا جا سکے۔

بلیک ٹائیگر کے سامنے آنے سے اسے جیگر وغیرہ سب بھول گئے۔ کیونکہ جیگر اتنا اہم مجرم نہ تھا کہ بلیک ٹائیگر جیسے مجرم کو چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگتا پھرتا۔

اسے معلوم تھا کہ جیگر جیسے لوگ تو گڑھے کی مچھلیاں ہوتی ہیں۔ جب وہ فارغ ہو گا اس کی گردن دبوچ لے گا۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ کار دوڑائے چلا گیا۔ اور پھر سڑک پر گھومتے ہی اس کے سامنے ہوٹل بارگنزا کی عظیم الشان عمارت آ گئی۔

ہوٹل بارگنزا دارالحکومت کا سب سے شاندار اور عالیشان ہوٹل سمجھا جاتا تھا۔ اور اعلیٰ طبقے کے لوگ اور غیر ملکی اس ہوٹل میں ٹھہرنا زیادہ پسند کرتے تھے۔

عمران نے ہوٹل دیکھتے ہی گاڑی اس کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی اور پھر اس کے وسیع و عریض عالیشان پارکنگ میں کار کھڑی کر کے وہ نیچے اترا اور ہوٹل کے استقبالیہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

استقبالیہ کا کمرہ خاصا وسیع تھا اور اس میں اس وقت آٹھ لڑکیاں کام کر رہی تھیں۔ اور کئی غیر ملکی کمروں کے سلسلے میں مصروف تھے۔

عمران بھی خاموشی سے ایک کاؤنٹر پر جا کھڑا ہوا۔ اس وقت وہاں تین غیر ملکی استقبالیہ لڑکی سے کمروں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں مصروف تھے۔ عمران خاموش کھڑا ان کے ہٹنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر حماقتوں کا نقاب چڑھا ہوا تھا اور آنکھوں میں کسی بھیڑ کے بچے کی سی معصومیت تھی۔

جب تینوں غیر ملکی چلے گئے تو استقبالیہ لڑکی عمران سے مخاطب ہوئی۔ اس نے اچٹتی سی نظر عمران کے لباس پر ڈالی جو جگہ جگہ سے سلا ہوا تھا کوٹ پر مٹی کے نشانات تھے۔

"جی فرمائیے" لڑکی نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا اندازہ تھا کہ عمران متوسط طبقے کا آدمی ہے جو غلطی سے اتنے بڑے ہوٹل میں آن گھسا ہے۔

"کیا فرماؤں ——— اپنی فرمائش بتائیں"، عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں ——— کمرہ چاہئے ——— معاف کیجئے، کوئی کمرہ خالی نہیں ہے"، لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے بڑے سرد اور تحقیر آمیز لہجے میں جواب دیا۔

اس کے چہرے کے تاثرات سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مجبوراً عمران جیسے گھٹیا آدمی سے بات چیت کر رہی ہو۔

"برآمدہ بھی چل جائے گا ——— شرط یہ ہے کہ دونوں اطراف سے بند ہو"، عمران نے سادہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"برآمدہ ——— پلیز میرا وقت نہ ضائع کریں"، لڑکی نے یوں کہا جیسے وہ جلد از جلد اسے بھگانا چاہتی ہو۔

"برآمدے میں وقت ضائع کیسے ہو سکتا ہے۔ برآمدہ تو ہماری ثقافتی طرزِ تعمیر کا سب سے خوبصورت حصہ ہوتا ہے اور ویسے بھی درآمد کی نسبت برآمد ملک کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوتی ہے اور پولیس بھی ہمیشہ برآمدگی پر زیادہ زور دیتی ہے اور یہی برآمدگی ان سے کبھی نہیں ہوتی"۔

عمران کی زبان جب ایک بار چل نکلی تو پھر ظاہر ہے اتنی آسانی سے کہاں رک سکتی تھی۔

لڑکی نے میز پر پڑی ہوئی گھنٹی زور سے بجانی شروع کر دی۔ دوسرے لمحے دروازے سے ایک لحیم شحیم شخص اندر داخل ہوا۔ اس نے ہوٹل کی مخصوص وردی پہنی ہوئی تھی لیکن اس کی بیلٹ کے ساتھ ایک ہولسٹر میں ریوالور بھی موجود تھا۔

"یس مس" ——— اس آدمی نے اس لڑکی کے قریب آتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ لڑکی اس سے کچھ کہتی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور اس کے ہولسٹر سے ریوالور کھینچ لیا۔

وہ موٹا حیرت انگیز پھرتی سے مڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو تھپڑ مارنا چاہتا ہو۔ مگر عمران نے ریوالور کی نال اس کی طرف کر دی۔ البتہ اس کے چہرے پر وہی معصومیت تھی۔

"واہ ——— واہ ——— بہت خوبصورت ریوالور ہے۔ یہ چلتا بھی ہے"، عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کی انگلی ٹریگر پر حرکت کرنے لگی۔

"ارے۔ ارے ——— گولی چل جائے گی"، موٹے نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

اور لڑکی کی بھی بے اختیار چیخ نکل گئی۔ دوسرے کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے غیر ملکی اور استقبالیہ لڑکیاں بھی اس کی چیخ سن کر چونک پڑے اور دوسرے لمحے عمران کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر وہ سب حیرت اور خوف سے بت بن گئے۔

"اچھا ——— گولی بھی چلتی ہے۔ واہ ——— گولی کے کوئی پیر ہوتے ہیں ——— اس میں پہیے لگے ہوتے ہیں کہ وہ چل پڑے گی"، عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ مجھے دے دو ——— مجھے دے دو ——— یہ بھرا ہوا ہے"، موٹے نے انتہائی پریشانی کے عالم میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

" ہٹتے کیوں جا رہے ہو۔ اگر گولی چلتی ہے تو تم جتنے پیچھے ہٹو گے یہ تو تم تک پہنچ ہی جائے گی ـــــ کہو تو آزمائش کریں "۔ عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دی اور موٹے کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کی چیخیں نکلنے لگیں۔

" اچھا ہے ـــــ خوبصورت ہے ـــــ کتنے کا آیا ہے " عمران نے دوسرا ہاتھ بڑے پیار سے ریوالور کی نال پر پھیرتے ہوئے کہا۔

اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے بچے کھلونے کو پیار سے ہاتھ لگاتے ہیں۔

" یہ ـــــ یہ ـــــ یہ سرکاری ہے "۔ موٹے نے خوف زدہ لہجے میں کہا

" ارے باپ رے ـــــ سرکاری ہے ـــــ اوہ ۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا " ـــــ اور عمران نے اسے یوں کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ جیسے ایک لمحہ بھی اور اس نے پکڑے رکھا تو کاٹ کھائے گا۔

اور جیسے ہی اس نے ریوالور کاؤنٹر پر رکھا۔ موٹا بجلی کی سی تیزی سے اس پر جھپٹا اور اس نے تیزی سے اسے عمران پر تان لیا۔

" ہینڈز اپ " ـــــ موٹے کا لہجہ اب غصیلا تھا۔

" ارے ـــــ ارے ـــــ تم ڈاکو ہو ـــــ یہ ہوٹل کی وردی پہن کر ڈاکہ ـــــ پولیس ـــــ پولیس کو بلاؤ " عمران نے بے اختیار چیخنا شروع کر دیا۔

اور موٹے نے بوکھلاہٹ میں تیزی سے ریوالور واپس ہولسٹر میں رکھ دیا اور وہاں موجود غیر ملکی بے اختیار ہنسنے لگے۔

" ہاں تو مس ـــــ برآمدے کی بات ہو رہی تھی۔ برآمدے پر ہمارے شعراء نے بڑے خوبصورت شعر کہے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو ایک آدھ شعر آپ کو تبرکاً سنا دوں "۔ عمران یوں استقبالیہ لڑکی سے مخاطب ہوا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

" آپ ـــــ آپ پاگل ہیں ـــــ پاگل "۔ لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" لاحول ولا ـــــ آپ مجھے پاگل کہہ رہے ہیں جس نے پاگل پن کے جراثیموں پر ڈاکٹریٹ کی ہے ـــــ اسے آپ پاگل کہہ رہی ہیں "۔ عمران نے بُرا مناتے ہوئے کہا

اسی لمحے ایک نوجوان استقبالیہ میں داخل ہوا۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ چونکا اور پھر تیر کی طرح اس کی طرف بڑھا۔

" ارے عمران صاحب ـــــ آپ یہاں ـــــ خیریت "۔ اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا

" یار خاموش رہو ـــــ میں مس صاحبہ کو برآمدے پر شعر سنا رہا ہوں "۔ عمران نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھے بغیر کہا

" ارے میں نے سنے ہوئے ہیں تمہارے شعر ـــــ ادھر میرے ساتھ آؤ "۔ آنے والے نے عمران کو بازو سے پکڑا اور پیچھے کی طرف گھسیٹنے لگا۔

" مگر وہ برآمدہ " ـــــ عمران نے کہا۔

" آؤ ـــــ میں تمہیں برآمدے میں ہی لے جاتا ہوں "۔ اس نوجوان نے کہا اور پھر اسے باہر کی طرف کھینچنے لگا۔

عمران مجبور ہو کر واپس مڑا اور دوسرے ہی لمحے اچھل کر وہ یوں اس نوجوان کے گلے لگ گیا کہ نوجوان گرتے گرتے بچا۔

"ارے یوسف ثانی —— تم اور یہاں۔ یار واہ واہ حسن ہو تو تم جیسا"۔ عمران نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے —— مجھے تو چھوڑو —— میں یوسف نہیں ہوں"۔ نوجوان نے بڑی مشکل سے عمران کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— پھر خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کیا۔ پھر تو تمہارا نام برآمدہ ہونا چاہیئے"۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اسے چھوڑ کر دوبارہ لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

"مس صاحبہ —— ذرا اپنا لاجنگ رجسٹر دکھایئے"۔ عمران کا لہجہ اسقدر سنجیدہ تھا کہ لڑکی بوکھلا گئی۔

"ج —— ج "—— لڑکی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

"لاجنگ رجسٹر —— میں آن ڈیوٹی ہوں"۔ عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

اور لڑکی نے بوکھلاہٹ میں سامنے پڑا ہوا رجسٹر عمران کی طرف کھسکا دیا۔ وہ نوجوان جو عمران کو واپس کھینچ رہا تھا۔ عمران کو یوں سنجیدہ دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔

عمران نے لاجنگ رجسٹر کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے اور پھر ایک خانے پر اس کی نگاہ رک گئی۔ یہ کوئی مسٹر لکھانی تھے۔ ان کا کمرہ نمبر ایک سو چار تھا اور یہ رجسٹر چوتھی منزل کے لئے ہی تھا۔ اس لئے ظاہر ہے چوتھی منزل ہی ہوگی۔" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس میں تو کوئی خانہ خالی ہی نہیں ہے —— میں نے سوچا کہ چلو کرہ نہیں ملتا اور برآمدے میں وقت ضائع ہوتا ہے تو کسی خانہ میں رہ پڑوں"۔ عمران نے احمقانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی ایک بار پھر حماقت میں تبدیل ہو چکی تھی۔ استقبالیہ میں موجود ہر شخص گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدلنے والے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"اچھا تو مسٹر یوسف ثانی —— اور سناؤ تمہاری زلیخا سوئم کا کیا حال ہے"۔ عمران نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے اس نوجوان سے کہا۔ اور ساتھ ہی اس کے بازو میں بازو ڈال کر بڑے بے نیازانہ انداز میں باہر کی طرف جانے لگا۔

"اوہ —— عمران صاحب —— میرا نام یوسف نہیں۔ اسلم رضا ہے۔ میں آپ کا پڑوسی ہوں۔ میرا فلیٹ آپ کے فلیٹ کے ساتھ ہے۔ نوجوان نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے اچھا تو تم وہی اسلم رضا ہو جو پچھلے مہینے مجھ سے ہزار روپے اُدھار مانگ کر لے گئے تھے۔ واہ صاحب واہ بڑے موقع پر تم ملے ہو میری جیب بھی آجکل خالی ہو رہی ہے"۔

عمران نے بڑے مسرت بھرے انداز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اسلم رضا کے بازو کو یوں مضبوطی سے جکڑ لیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اسلم رضا بھاگ جائے گا۔

"اچھا —— تو آپ میری رقم بھول گئے —— اس سے پہلے آپ نے دس ہزار روپے اُدھار لئے تھے"۔ اسلم رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ چونکہ عمران کا پڑوسی تھا اس لئے اس کی عادتوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"اچھا ——— چلو حساب برابر ہو گیا ——— لینا دینا ختم۔" عمران نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی ہاتھ ہٹا لیا اور اسلم رضا بے اختیار ہنس پڑا۔

"آیئے میرے ساتھ ——— ایکسچینج میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ میں ویسے ہی استقبالیہ کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ آپ کو دیکھ کر اندر آ گیا۔" اسلم رضا نے ہوٹل کی شمالی سمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ایکسچینج میں ——— کیا مطلب ——— کیا میرا ایکسچینج کرانا ہے۔ نہ بھائی مجھے چھوٹے سکے اور نوٹ پسند نہیں ہیں۔" عمران نے خوفزدہ لہجے میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"ارے میرا مطلب ہے ٹیلیفون ایکسچینج ——— میں یہاں آپریٹر ہوں۔" اسلم رضا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ بڑی بے تکلفی سے عمران کو گھسیٹتا ہوا اس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اچھا اچھا ——— ٹیلیفون ایکسچینج۔ چلو ٹھیک ہے۔ میں بھی دیکھوں کہ ٹیلیفون کیسے ایکسچینج ہوتے ہیں۔ میرا ٹیلیفون بھی بڑے پرانے ماڈل کا ہے۔ اور پھر سلیمان نے گندے ہاتھ لگا لگا کر اس کا بالکل ہی بیڑہ غرق کر رکھا ہے۔ چلو۔ میں بھی ایکسچینج یعنی تبدیل کرا لوں گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آپ اتنے بھی جاہل نہ بنیئے کہ آپ کو ٹیلیفون ایکسچینج کا مطلب

بھی نہ آئے۔" اسلم رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آکسفورڈ میں تو ایکسچینج کا معنی تبدیل ہی پڑھایا جاتا ہے۔ پتہ نہیں وہ لوگ جاہل ہیں یا پڑھے لکھے۔" عمران نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اسلم رضا بے اختیار مسکرا پڑا۔

اور پھر وہ دونوں ہوٹل کی ایکسچینج میں داخل ہو گئے۔ خاصی بڑی ایکسچینج تھی۔ بارہ افراد کام کر رہے تھے۔ جن میں سے چار لڑکیاں بھی تھیں۔ ایک طرف میز کرسی رکھی ہوئی تھی جس پر اسلم رضا کی نیم پلیٹ پڑی ہوئی تھی اور نیچے اس کا عہدہ سپروائزر رکھا ہوا تھا۔

اسلم رضا نے کرسی سنبھالی اور عمران کو ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کیلئے کہا۔

"آج آپ ادھر آئے کیسے ——— کیا آپ کو واقعی کمرہ چاہیئے تھا" اسلم رضا نے کہا۔

"ارے۔ کیسے کمرہ یہاں مل سکتا ہے جہاں مسٹر نکٹائی قسم کے لوگ رہتے ہوں بھلا وہاں مجھ جیسا پورے لباس والا آدمی رہ سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"مسٹر نکٹائی ——— اچھا ——— کونسا کمرہ ہے۔ عجیب نام ہے" — اسلم رضا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں اسلم صاحب ——— ایک صاحب رہتے ہیں مسٹر نکٹائی۔ کمرہ نمبر ایک سو چار چوتھی منزل ——— ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے ان کی کال ملائی تھی۔" ایک آپریٹر نے جو سر سے ہیڈ فون اتار کر کسی کاپی پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ مڑ کر کہا۔ اس نے شاید عمران کی بات سن

لی تھی۔

"اچھا ——— پھر اس سے بات تو کسی مسٹر چیپل نے یا مسٹر شوٹ نے کی ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ——— اس کا نام تو ٹھیک تھا ——— مسٹر جیگر رچرڈ، مارٹی کلب کا مالک"۔ اس آپریٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو ——— اس نے بات ضرور اسی قسم کی کی ہو گی کہ مسٹر نکٹائی آپ کا فیشن بدل گیا ہے۔ اب نکٹائی کی جگہ ٹائی کا رواج آ گیا ہے اور پھر ٹائی بھی رسی کی طرح پتلی، جیسے آپ نے باندھ رکھی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے آپ کو پھانسی دی جا رہی ہو"۔

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اسلم رضا کے ساتھ ساتھ وہ آپریٹر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے نہیں صاحب ——— وہ مسٹر جیگر کسی مشکل میں پھنسے ہوئے تھے اور مسٹر نکٹائی سے مدد طلب کر رہے تھے ——— اور دلچسپ بات یہ کہ مسٹر نکٹائی اپنے آپ کو نکٹائی نہ کہہ رہے تھے بلکہ ٹائیگر کہہ رہے تھے"۔ اس آپریٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر ——— ارے باپ رے ——— پھر تو کسی چڑیا گھر میں ہی ملاقات کے لئے بلایا ہوگا"۔ عمران نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"اجی - چڑیا گھر کی بات کر رہے ہیں ——— شہر کی سب سے خوبصورت کالونی گلفشاں کالونی کا پتہ بتایا تھا اس نے"۔ آپریٹر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"گلفشاں ——— مگر وہاں تو صرف ایک ہی کوٹھی ہے"۔ عمران نے

[منہ] بناتے ہوئے کہا۔

"اجی آپ کس گلفشاں کی بات کر رہے ہیں ——— آپ نے نہیں [دیکھی] شاید وہ کالونی بہت خوبصورت کالونی ہے۔ سینکڑوں تو کوٹھیاں ہیں [و]یسے اس نے نمبر چودہ ہی کہا تھا۔ چودہ سے ہی ظاہر ہے کہ وہ ایک سے [زی]ادہ کوٹھیاں ہیں"۔ آپریٹر نے یوں کہا جیسے عمران کی معلومات میں اضافہ [ک]رنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"اچھا۔ اچھا ——— تو آپ کالونی کی بات کر رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ آپ [گ]لفشاں قبرستان کی بات کر رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ کرسی سے [اٹ]ھ کھڑا ہوا

"ارے ارے۔ کہاں چل دیئے ہیں۔ میں نے پانی منگوایا ہے"۔ اسلم رضا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"معاف کرنا ابھی میرا ڈوب مرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے"۔ عمران نے [ب]ڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اسے اسلم رضا اور آپریٹر کے قہقہے دور تک سنائی دیتے رہے۔

لیکن وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ بس اتفاق ہی تھا کہ اسے یہ قیمتی معلومات مل گئی تھی۔ ظاہر ہے مسٹر نکٹائی ہی بلیک ٹائیگر ہے اور وہ ہوٹل مارگنزا میں رہتا ہے اور یہ کہ جیگر سے اس کا تعلق ہے اور جیگر کوٹھی نمبر چودہ گلفشاں کالونی میں موجود ہے اور شاید بلیک ٹائیگر بھی وہیں ہو۔ دونوں ہی ٹارگٹ اکٹھے ہو گئے تھے۔ اور عمران چاہتا تھا کہ اڑ کر وہاں پہنچ جائے تاکہ اکٹھا ہی

دونوں کا ٹینٹوا دبا سکے۔ اور پھر اس کی کار ہوٹل سے نکل کر گلستان نہ ہوگا۔ کیونکہ پیشہ ور قاتلوں میں ماسٹر کلرز نے دیوتاؤں جیسا درجہ
کالونی کی طرف اڑتی چلی جا رہی تھی۔

بلیک ٹائیگر کا تو پیشہ ہی قتل کرنا تھا۔ اس لئے جب جگہ
اسے معاوضہ دینے پر آمادہ ہوگیا تو اس نے فوراً ہی عمران کو قتل کرنے کی
حامی بھر لی۔

یہ بات اپنی جگہ درست تھی کہ چیف باس نے اسے خاص طور پر ہدایت
کی تھی کہ وہ مشن کے دوران پاکیشیا کے ایک شخص علی عمران سے ہوشیار
رہے اور کسی قیمت پر اس سے نہ ٹکرائے۔

بلیک ٹائیگر کے پوچھنے پر چیف باس نے صرف مختصر طور پر اتنا بتایا تھا
کہ بظاہر وہ احمق سا نوجوان ہے لیکن دراصل دنیا کا سب سے خطرناک آدمی
گردانا جاتا ہے۔

اور یہ بات بھی چیف باس نے بتائی تھی کہ ماسٹر کلرز کی تباہی بھی اسی
کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی۔ اور ماسٹر کلرز کے متعلق سن کر ہی بلیک ٹائیگر
کو صحیح معنوں میں یہ احساس ہوا تھا کہ صرف باس جو کچھ کہہ رہا ہے وہ

پا لیا تھا۔
اس لئے اس نے عمران کو دیکھنے کے لئے بھی تلاش کی ضرورت
نہ ہی تھی اور پھر جس مشن پر وہ آیا تھا وہ ملتوی کر دیا گیا تھا اور بلیک ٹائیگر
کو خالی ہاتھ ہی واپس جانا پڑ رہا تھا۔
لیکن اس کے دل میں عمران کے متعلق ایک خلش ضرور تھی۔ بلیک ٹائیگر
اپنے آپ کو پیشہ ور قاتلوں میں اعلیٰ ترین مقام پر سمجھتا تھا۔ اس لئے
اسے یہ خیال ضرور آیا تھا کہ اگر وہ ماسٹر کلرز کو ختم کرنے والے علی عمران
کو قتل کر دے تو پوری دنیا میں اس کا نام سرفہرست آجائے گا۔
لیکن پیشہ ور قاتلوں کی مخصوص طبیعت کے مطابق کہ اگر معاوضہ نہ ملے
تو وہ ایک چیونٹی کو بھی مارنے سے گریز کرتے ہیں۔ اور اگر معاوضہ مل جائے
تو پوری دنیا کے انسانوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں
وہ خاموش رہا تھا لیکن اب جیگر کی وجہ سے اسے عمران کے
ساتھ دو دو ہاتھ کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اس لئے اب وہ خوش تھا۔
کہ اس طرح وہ چیف باس کو بھی بتا سکے گا کہ بلیک ٹائیگر بھی کوئی حیثیت
رکھتا ہے۔
لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اسے عمران کی رہائش گاہ کا بھی علم نہ تھا۔
اور نہ ہی اس کے حلیئے کا۔ اس کے پاس دو پتے تھے جہاں سے
معلومات مل سکتی تھیں۔
ایک تو سلطان کالونی کی وہ کوٹھی جہاں وہ چار لڑکیاں رہتی تھیں جن
کا گائیڈ عمران تھا اور دوسرا انٹیلیجنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا۔

اس نے سب سے پہلے ان لڑکیوں کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق مردوں کی نسبت لڑکیاں جلد خوفزدہ ہو کر معلومات اگل دیتی ہیں۔

چنانچہ اس نے جیگر کی کوٹھی سے نکل کر ٹیکسی پکڑی اور پھر سلطان کالونی کے چوک پر اتر گیا۔ اب اسے گیارہ نمبر کی کوٹھی کی تلاش کرنی تھی۔ وہ پیدل ہی سڑک کے کنارے چلتا ہوا کوٹھیوں کے نمبر چیک کرتا ہوا چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک کوٹھی کے ستون پر اسے گیارہ کا ہندسہ نظر آ گیا گیٹ پر عاصم رشید کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ اس نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ کیونکہ جیگر نے بھی اسے یہی نام بتایا تھا۔

پھاٹک بند تھا۔ البتہ کوٹھی کی چار دیواری چونکہ ماڈرن طرز کی بنی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ خاصی نیچی تھی

ٹائیگر چند لمحے دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اور پھر ایک جگہ جب اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اطمینان کر لیا کہ کوئی اسے دیکھ نہیں رہا تو وہ تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے دیوار پھلانگ کر اندر لگی ہوئی باڑ کے پیچھے دبک گیا۔ اب چونکہ رات پڑ چکی تھی۔ اس لئے کوٹھی کے بلب جل رہے تھے۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ البتہ برآمدے کے درمیان بنی ہوئی گیلری میں اس انداز کی روشنی دکھائی دے رہی تھی جیسے کسی کمرے میں سے روشنی باہر آ رہی ہو۔

ٹائیگر ہاتھ میں ریوالور پکڑے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی تو بیحد شاندار تھی۔ لیکن اسے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ یہاں ایک بھی ملازم یا چوکیدار نظر نہیں آ رہا تھا۔

لان پار کرنے کے بعد وہ پورچ کی سائیڈ سے ہوتا ہوا برآمدے میں پہنچا تو اسے اندر کمرے سے نسوانی آوازیں باتوں کی آواز سنائی دی وہ احتیاط سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ دیوار کے ساتھ ساتھ کھسکتا ہوا۔ اب آوازیں واضح طور پر سنائی دینے لگی تھیں۔ ایک مردانہ آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ لیکن بولنے والے کی آواز اتنی منحنی تھی کہ ٹائیگر کا اندازہ تھا کہ یہ شخص انسان کی بجائے جھینگر کی نسل سے ہو گا۔ دروازے کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس میں سے روشنی پوری طرح باہر برآمدے میں پڑ رہی تھی۔

"مسٹر عملی رلی ——— تمہیں آج ہر قیمت پر بتانا پڑے گا کہ جیگر کہاں ہے ——— یہ بات کان کھول کر سن لو" ایک نسوانی آواز سنائی دی جس کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"لگر مس صاحبہ ——— اس کی ماں کا نام بتائیں تو میں حساب کروں" وہی منحنی سی آواز سنائی دی۔

"اس کی ماں کا نام اللہ وسائی ہے ——— کئی بار تو بتایا ہے" نسوانی آواز نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مس صاحبہ ——— یہ نام غلط ہے۔ جیگر تو عیسائی ہے اور اللہ وسائی تو یہاں کی دیہات کی مسلمان عورتوں کے نام ہوتے ہیں۔ اسی لئے تو حساب درست نہیں آتا۔" مردانہ آواز نے جواب دیا۔

"نہیں ——— یہ نام ہمارے گائیڈ نے بتایا ہے۔ اس لئے غلط نہیں ہو سکتا۔ تمہارا حساب غلط ہو سکتا ہے۔ سمجھے ——— اور اب جلدی سے صحیح حساب کر کے بتا دو۔ ورنہ" ——— نسوانی آواز نے

جواب دیا۔

"عاصم ——— یہ علی رلی تو مجھے سراسر فراڈ نظر آرہا ہے۔ اس سے حساب بھی نہیں ہوتا ——— ہونہہ" ——— ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"اس کا باپ بھی حساب کرے گا ——— اسے نہیں معلوم کہ ہم الفن ہے"۔ پہلی نسوانی آواز نے کہا۔

اور اسی لمحے ٹائیگر آگے بڑھا اور دروازے کے درمیان کھڑا ہوگیا۔ اس کے ہاتھ میں بھاری ریوالور موجود تھا۔

"میں بتاتا ہوں کہ جیگر کہاں ہے"۔ ٹائیگر نے غراہٹ آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کی نظریں کمرے میں موجود چار سمارٹ قسم کی لڑکیوں اور ایک لمبے اور دبلے پتلے منحنی سے آدمی پر جمی ہوئی تھیں جو سامنے میز پر ایک سلیٹ رکھے ہوئے بیٹھا تھا۔

"کون ہو تم" ——— ایک لڑکی نے پہل کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام بلیک ٹائیگر ہے ——— بلیک ٹائیگر ——— میں دنیا کا سب سے مشہور قاتل ہوں ——— سمجھیں ——— اس لئے یاد رکھو اگر تم میں سے کسی نے بھی ذرا بھی غلط حرکت کی تو وہ دوسرا سانس نہ لے سکے گا"۔ بلیک ٹائیگر نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو" ——— اسی لڑکی نے کہا۔

بلیک ٹائیگر کو وہی لڑکی ذرا دلیر محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ باقی لڑکیاں اور منحنی سا مرد بُری طرح سہمے ہوئے تھے۔

"تمہارا نام عاصم رشید ہے"۔ بلیک ٹائیگر نے جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔

"ہاں ——— میرا نام عاصم رشید ہے"۔ عاصم نے جواب دیا۔

"تو سنو ——— مجھے تمہارے گائیڈ علی عمران کا صحیح پتہ درکار ہے اگر تم وہ بتا دو تو میں واپس چلا جاؤں گا ——— ورنہ یہاں تمہاری لاشیں ہی پھڑکتی نظر آئیں گی"۔ ٹائیگر نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"م ——— میں بتا سکتا ہوں ——— اگر اس کی ماں کے نام کا پتہ چل جائے"۔ اچانک اس منحنی سے آدمی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"تم چپ رہو ——— جھینگر کی اولاد"۔ ٹائیگر نے دھاڑتے ہوئے کہا اور مسٹر علی رلی یوں سہم گیا جیسے ابھی سکڑ کر صوفے کے اندر گھس جائے گا۔

"تم قاتل ہو ——— اور تمہیں ہمارے گائیڈ کا پتہ چاہیے ——— تاکہ تم اسے قتل کر سکو ——— یہی بات ہے ناں"۔ عاصم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— تم درست سمجھی ہو" ——— ٹائیگر نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں فرینڈز ——— بتا دوں اس کا پتہ" ——— عاصم نے اپنی سہیلیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"بتا دو ——— وہ اپنے آپ بھگتتا پھرے گا"۔ ناہید نے جواب دیا۔

"اور اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو ہمیں گائیڈ کون کرے گا، ابھی

تو الفن نے بہت سے کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور بغیر گائیڈ کے ہم کارنامے کیسے انجام دیں گے" عاصمہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس نے بے خیالی میں میز پر پڑی ہوئی سلیٹ ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔

"شٹ اپ نان سینس ۔۔۔۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں یہاں کھڑا تمہاری باتیں سنتا رہوں۔ اس لئے جلدی بتاؤ ورنہ ....." بلیک ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"دیکھو مسٹر بلیک ٹائیگر ۔۔۔۔ یہ بیچاری لڑکیاں ہیں۔ ان پر دہشت نہ ڈالو ۔۔۔۔ مجھ سے بات کرو ۔۔۔۔ میں حساب کتاب کر کے ....." مسٹر عملی رملی کی شاید مردانہ حس جاگ اٹھی تھی۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنا فقرہ ہی مکمل کرتا۔ بلیک ٹائیگر نے ریوالور کا رخ بدلا اور دوسرے ہی لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی عملی رملی کا ادھورا فقرہ چیخ میں دب گیا۔

منحنی سا مسٹر عملی رملی گولی کی ضرب کھا کر اچھل کر فرش پر گرا اور ڈھیر ہو گیا۔

مگر اسی لمحے عاصمہ کا ہاتھ بجلی کے کوندے کی طرح حرکت میں آیا اور اس سے پہلے کہ بلیک ٹائیگر سنبھلتا، عاصمہ کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سلیٹ کسی تلوار کی طرح بلیک ٹائیگر کے اس ہاتھ پر پڑی جس میں اس نے ریوالور پکڑ رکھا تھا۔ اور ضرب کے ساتھ ہی ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

ریوالور کو فرش پر گرتا دیکھ کر ٹائیگر نے اسے اٹھانے کے لئے چھلانگ لگائی۔ مگر دوسرے لمحے صوفے کے کنارے پر بیٹھی ہوئی فرخندہ

بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور پھر ٹائیگر کے پہلو میں اس کی گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے پڑی اور وہ چیختا ہوا فرش پر جا گرا۔

"الفن ۔۔۔۔ حملہ" عاصمہ نے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر حقیقت میں بلیک ٹائیگر کے ستارے گردش میں آ گئے۔ الفن کے ہر ممبر نے اس پر بیک وقت حملہ کر دیا۔

بلیک ٹائیگر لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا۔ پہلی بار تو وہ بے خیالی میں مار کھا گیا تھا۔ لیکن اب وہ سنبھل گیا تھا۔ اس نے تیزی سے غوطہ لگایا اور پھر وہ فرخندہ کو ایک طرف اچھالتا ہوا ان کے نرغے سے باہر نکل گیا۔

مگر اس کے کھڑا ہونے سے پہلے ہی عاصمہ نے فرش پر دونوں ہاتھ ٹیک کر قلابازی لگائی اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے بلیک ٹائیگر کے سینے پر پڑے اور وہ لڑکھڑا کر صوفے پر جا گرا۔

فرخندہ پہلے ہی صوفے پر موجود تھی وہ کسی گیند کی طرح اچھلی اور اس کے دونوں پیر بلیک ٹائیگر کے سینے پر پڑے اور بلیک ٹائیگر کے حلق سے چیخ نکلی وہ جھرجھری لے کر اٹھ کھڑا ہوا

اسی لمحے ناہید نے اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک مارنی چاہی مگر ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے ایک سائیڈ پر ہٹ کر نہ صرف اپنا بچاؤ کیا بلکہ اس نے ناہید کے دونوں پیر پکڑ کر اسے کسی لٹو کی طرح گھمانا چاہا۔ مگر طاہرہ جو اب تک بڑی خاموش کھڑی تھی، تیزی سے فرش پر بیٹھی اور پھر اس نے پوری قوت سے دونوں لاتیں گھما کر بلیک ٹائیگر کی پنڈلیوں پر ماریں اور بلیک ٹائیگر ریت بھری بوری کی طرح ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ ناہید کے پیر بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئے۔ اس کے بعد

تو بلیک بیلٹس الٹن اور بلیک ٹائیگر کے درمیان خوفناک اور جان لیوا جنگ شروع ہوگئی۔

وہ چاروں جوڈو کراٹے میں بھرپور مہارت کا اظہار کر رہی تھی۔ مگر بلیک ٹائیگر بھی اس فن میں خاصی مہارت رکھتا تھا۔ اور ظاہر ہے دبلی پتلی لڑکیوں کے مقابلے میں اس کے جسم میں قوت بھی کہیں زیادہ موجود تھی۔

اس لئے وہ نہ صرف ان کا مقابلہ کرتا رہا بلکہ ایک مرتبہ فرخندہ اس کی زد میں آئی تو اس نے پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر ہتھیلی کا وار کیا اور فرخندہ چیختی ہوئی فرش پر گری اور بیہوش ہوگئی۔

لیکن باقی تینوں اسے مسلسل ضربیں لگانے میں کامیاب ہوتی جا رہی تھیں اور پھر ناہیدہ کی گردن بلیک ٹائیگر کی زد میں آگئی اور اس نے مخصوص انداز میں ہاتھ جھٹک کر اس کی گردن توڑنے کی کوشش کی۔

لیکن ناہیدہ تیزی سے پلٹی اور اس نے ٹانگیں ٹائیگر کی گردن میں ڈال کر اپنے دبلے پتلے جسم کو تیزی سے بائیں طرف موڑ دیا اور بلیک ٹائیگر کے ہاتھ سے نہ صرف اس کی گردن چھوٹ گئی۔ بلکہ وہ خود بھی الٹ کر نیچے فرش پر جا گرا۔

اسی لمحے عاصمہ کو فرش پر پڑا ہوا ریوالور نظر آگیا۔ جس کا لڑائی کی تیزی کی وجہ سے اسے اب تک خیال بھی نہ آیا تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے وہ ریوالور اٹھایا اور پھر جیسے ہی ناہیدہ نے ٹائیگر کو نیچے گرایا، عاصمہ نے پوری قوت سے ریوالور کا دستہ ٹائیگر کی کھوپڑی پر مار دیا۔

ٹائیگر کے حلق سے چیخ نکلی مگر عاصمہ نے اس وقت تک ہاتھ نہ روکا جب تک وہ بے ہوش نہ ہوگیا۔ اس کا جسم ساکت ہوتے ہی وہ

اٹھتی ہوئی کھڑی ہوگئیں۔

"فرخندہ کو دیکھو" ـــــ عاصمہ نے طاہرہ سے کہا۔

اور طاہرہ، فرش پر پڑی ہوئی فرخندہ کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے اس کی نبض چیک کی تو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آتے۔

"یہ بے ہوش ہے" ـــــ طاہرہ نے کہا۔

"اور اس علی رلی کو دیکھو" عاصمہ نے ناہیدہ کے ساتھ مل کر ٹائیگر کے بھاری کم جسم کو گھسیٹ کر ایک کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اس کو کیا دیکھوں ـــــ اس کا تو حساب کتاب ہو چکا ہے۔"

طاہرہ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے مسٹر علی رلی کو سیدھا کیا۔

"کک ـــــ کک ـــــ کیا وہ چلا گیا" اچانک مسٹر علی رلی نے آنکھیں کھولتے ہوئے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ارے تم زندہ ہو ـــــ تمہیں تو گولی لگی تھی۔" طاہرہ نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"میرا حساب کتاب ابھی مکمل نہیں ہوا ـــــ ویسے اگر وہ مجھے گولی نہ مارتا تو میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کے زائچے کو ایسا بگاڑ دیتا کہ ساری عمر زحل کی نحوست میں رہتا رہتا۔" علی رلی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

طاہرہ نے دیکھا کہ اس کے کوٹ کی سائیڈ میں سے دائیں طرف گولی کا بڑا سا سوراخ تھا۔ مگر وہاں خون کا ایک قطرہ نہ تھا۔

"مگر وہ گولی کہاں گئی"۔ طاہرہ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"گولی ——— اچھا اندر ہے ابھی تک"۔ عملی رلی نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کوٹ کے بٹن کھول کر اندر پہنی ہوئی قمیض کے بٹن کھولے اور گریبان کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک کپڑے کو کھینچنا شروع کر دیا۔

کپڑا یوں باہر نکلتا چلا آیا جیسے شعبدہ باز منہ میں کاغذ ڈال کر کاغذوں کی ایک زنجیر سی باہر نکالتے چلے جاتے ہیں۔ کپڑا تیزی سے باہر نکلتا چلا آ رہا تھا۔ اور اسی طرح مسٹر عملی رلی کا جسم بھی سکڑتا چلا جا رہا تھا۔

"ارے کہیں تم کپڑے کے بنے ہوئے تو نہیں" ——— عاصمہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

وہ اب ٹائیگر کو کرسی پر ڈال کر فارغ ہوئی تھی اور ناہیدہ اسے رسیوں سے باندھنے میں مصروف تھی۔

"وہ گولی ہی نہیں نکل رہی ——— نجانے کہاں اٹک گئی ہے"۔ عملی رلی نے جواب دیا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے مزید کپڑا کھینچا، ایک گولی باہر آ گری۔

"چلو شکر ہے نکل آئی" ——— عملی رلی نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور اس نے کپڑا دوبارہ گریبان کے اندر ڈالنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب سب کپڑا اس کی قمیض کے اندر غائب ہو گیا اور وہ دوبارہ اپنی پہلے والی حالت میں آ گیا۔

"اگر کچھ دیر اور یہ گولی نہ نکلتی تو تم یقیناً غائب ہو چکے ہوتے اور یہاں کپڑا ہی رہ جاتا"۔ عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مس صاحبہ ——— بس ذرا شخصیت کو رعب دار

بانے کے لئے ایسا کرتا ہوں" عملی رلی نے شرمندہ ہوئے بغیر کہا۔

"اچھا ——— اب تم اپنا تھیلا اٹھاؤ اور یہاں سے چلتے پھرتے نظر
آؤ۔ ٹائیگر سے غلطی ہو گئی کہ اس نے تمہارے سینے پر گولی مار دی۔ اگر وہ
رم نشانہ لیتا تو اب تک تم دوزخ کے فرشتوں کو اپنا حساب کتاب دینے
یں مصروف ہوتے"۔

عاصمہ نے کہا۔

"تو میری ضرورت نہیں ہے مس صاحبہ ——— اگر آپ کہیں تو میں یہاں ٹھہر جاتا ہوں ——— ہو سکتا ہے آپ اس بدمعاش سے ڈریں۔ کم از کم یسے موقعوں پر ایک آدھ مرد کی موجودگی سے حوصلہ رہتا ہے"۔

عملی رلی نے کپڑوں کی تہوں میں چھپا ہوا سینہ اکڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— تو جناب مرد ہیں ——— مگر ہمیں کپڑے کے بنے ہوئے مرد نہیں چاہئیں ——— سمجھے ——— اس لئے چلتے پھرتے نظر آؤ ورنہ اس بار گولی یقیناً تمہارا اصلی سینہ ڈھونڈ ہی لے گی"۔

عاصمہ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے مس صاحبہ ——— اسے ایک طرف کریں۔ مجھے ان لوہے کی چیزوں سے بڑا ڈر لگتا ہے ——— دراصل میرا ستارہ لوہے کے مخالف ہے۔ صرف سونے چاندی کو پسند کرتا ہے ——— اچھا میں چلتا ہوں ——— مگر وہ میری فیس"۔

عملی رلی نے جلدی سے تھیلا سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تم فیس مانگ رہے ہو ——— ٹھیک ہے پھر بھگتو"۔

عاصمہ نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— کوئی بات نہیں ——— اُدھار رہی"۔ علی رلی نے تیزی سے کہا اور پھر دروازے کی طرف بھاگتا چلا گیا دوسرے لمحے وہ دروازے سے غائب ہو گیا۔

"طاہرہ ——— ! تم اسے باہر نکال کر پھاٹک بند کر آؤ ——— میں فرخندہ کو ہوش میں لے آؤں"۔

عاصمہ نے طاہرہ سے کہا۔

اور طاہرہ سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

عمران کی کار تھوڑی ہی دیر میں گلفشاں کالونی میں داخل ہو گئی۔ اس نے کار کو پہلے چوک پر موجود کیفے کی سائیڈ میں روکا اور پھر اسے لاک کرنے سے پہلے اس نے سیٹ اٹھا کر نیچے موجود ایک باکس سے ایک ریوالور نکال کر سیٹ واپس بند کی۔

اور ریوالور کھول کر اس کا چیمبر چیک کیا۔ چیمبر بھرا ہوا تھا۔ اس نے مطمئن ہو کر ریوالور جیب میں ڈالا اور کار کو لاک کر کے وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ کوٹھی نمبر جودہ تلاش کر چکا تھا۔ ایک درمیانی قسم

کی تھی۔ نہ ہی بہت بڑی اور نہ بالکل چھوٹی۔ گیٹ پر کوئی نیم پلیٹ موجود نہ تھی۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ اس لئے سائیڈ روڈ سے گھومتا ہوا وہ کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔

کوٹھی کی چار دیواری زیادہ بلند نہ تھی۔ اس لئے پہلے ہی جمپ میں اس کے ہاتھ دیوار کے کنارے پر جم گئے۔ اور پھر بازوؤں کے بل پر وہ دیوار پر چڑھتا چلا گیا۔

وہ چند لمحے دیوار پر رکا اندر کا جائزہ لیتا رہا۔ لیکن اندر مکمل خاموشی طاری تھی۔

دوسرے لمحے وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ گھاس کی وجہ سے اس کے گرنے سے زیادہ آواز پیدا نہ ہوئی۔ نیچے کودتے ہی عمران تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کی خاموشی سے یوں ظاہر ہوتا تھا جیسے عمارت خالی پڑی ہوئی ہو۔ عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا جب وہ سامنے کے رُخ پر پلٹا تو اس نے پھاٹک کے پاس گارڈ کیبن میں روشنی دیکھی۔

عمران برآمدے میں گھستا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دور آگے چلنے کے بعد اسے ایک کمرے کی کھڑکی سے روشنی کی لکیر سی باہر آتی دکھائی دی اور وہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگا۔ کھڑکی کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا۔

عمران نے اندر جھانکا تو اس نے جیگر کو صوفے پر بیٹھے ہوئے دیکھا وہ سامنے پڑی ہوئی میز پر شراب کی بوتلیں رکھے شراب پینے میں مصروف تھا۔ ساتھ ہی اسنے ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔ اس کی چونکہ سائیڈ تھی۔ اس لئے

مڑے بغیر وہ عمران کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور عمران کھڑکی کے سامنے سے گزر کر دروازے پر پہنچ گیا۔

اس نے آہستہ سے دروازے کو دبایا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے" ۔۔۔۔ اندر سے جیگر کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں چونک پڑنے کا اظہار نمایاں تھا۔

"باس" ۔۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے قدموں کی آواز ابھری اور پھر چٹخنی گرنے کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا نظر آیا۔ جیگر دروازے میں کھڑا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی عمران اسے دھکیلتا ہوا اندر لیتا چلا گیا۔

"کک ۔۔۔۔ کون ہو تم" جیگر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"الفنن کا گائیڈ علی عمران ۔۔۔۔ وہ بلیک ٹائیگر کہاں ہے" عمران نے اسے کرسی پر دھکیلتے ہوئے کہا۔

ریوالور کا رخ ظاہر ہے اس کے سینے کی طرف ہی تھا

"بلیک ٹائیگر" ۔۔۔۔ جیگر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ بلیک ٹائیگر عرف نکٹائی ۔۔۔۔ جلدی بولو ۔۔۔۔ میرے پاس وقت نہیں ہے" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں کسی بلیک ٹائیگر کو نہیں جانتا" ۔۔۔۔ جیگر نے اس بار مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ حیرت کے پہلے دھکے کو سہہ چکا تھا۔

"او کے ۔۔۔۔ پھر چھٹی کرو ۔۔۔۔ میں کسی چڑیا گھر سے جا کر پوچھ لوں گا ۔۔۔۔ کہیں نہ کہیں تو مل ہی جائے گا" عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دی

"ہٹ ۔۔۔۔ ٹھہرو ۔۔۔۔ ٹھہرو ۔۔۔۔ رک جاؤ" جیگر نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ اسے عمران کے لہجے کی سختی سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ واقعی گولی چلا دے گا۔

اور عمران نے انگلی کی حرکت روک دی۔

میں واقعی کسی بلیک ٹائیگر کو نہیں جانتا۔ لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ جیگر نے جواب دیا۔

"مجھے تمہاری خوشبو آگئی تھی۔" عمران نے جواب دیا۔

"اور یہ بلیک ٹائیگر کون ہے" جیگر نے پوچھا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ وہ صرف وقت گزارنے کے لئے سب کچھ کر رہا ہے۔

اسی لمحے اسے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی۔ عمران نے اچانک چھلانگ لگائی اور جیگر کو صوفے سمیت فرش پر گراتا چلا گیا۔

نیچے گرتے ہی جیگر نے تڑپ کر عمران کو ایک طرف اچھالنے کی کوشش کی لیکن عمران نے ریوالور کی نال اس کی گردن پر رکھ کر اسے زور سے دبا دیا۔ اور جیگر یکلخت ساکت ہو گیا صوفے کے الٹنے کی وجہ سے وہ دونوں صوفے کی آڑ میں ہو گئے تھے۔ اور دروازے میں کھڑے شخص کو وہ نظر نہ آسکتے تھے۔

اسی لمحے عمران کو دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور عمران نے تڑپ کر ہاتھ اونچا کیا اور ٹریگر دبا دیا۔

ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دروازے میں سے چیخ کے ساتھ

کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

دروازے کے باہر برآمدے میں ایک نوجوان پشت کے بل گرا بری طرح تڑپ رہا تھا۔ گولی اس کے سینے میں پڑی تھی۔

"تت ——— تت ——— تم نے اسے مار ڈالا۔ جیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

عمران سمجھ گیا کہ صوفے پر بیٹھے ہوئے جیگر نے کوئی خفیہ بٹن دبا دیا ہے جس کی وجہ سے پھاٹک کے پاس موجود یہ نوجوان اندر آیا ہے۔ اور شاید اسی لئے وہ وقت گزارنے کے لئے عمران کو باتوں میں لگانا چاہتا تھا۔ اور عمران بھی اسی وجہ سے ریوالور چلانے سے گریز کر رہا تھا تاکہ دھماکے کی آواز گارڈ تک نہ پہنچ جائے لیکن اب یہ خطرہ بھی ختم ہو گیا تھا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ بلیک ٹائیگر کا پتہ بتا دو" عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

"مم ——— مجھے نہیں معلوم" ——— جیگر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

اور عمران کا ہاتھ بجلی کی طرح حرکت میں آیا اور اس کے بائیں ہاتھ کا مکہ پوری قوت سے جیگر کے جبڑے پر پڑا۔ جیگر چیختا ہوا پہلو کے بل زمین پر گرا۔

"تمہارے فرشتے بھی بتائیں گے" عمران نے ریوالور ایک طرف اچھالتے ہوئے کہا۔

اس کا موڈ یکدم بدل گیا تھا۔ جیگر نے نیچے گرتے ہی اچھل کر عمران پر حملہ کرنا چاہا مگر عمران اب جیگر جیسے آدمیوں کے بس کا تو نہ تھا۔ وہ تیزی سے اچھلا اور اس کے دونوں پیر جیگر کی دونوں ٹانگوں پر پوری قوت سے پڑے اور جیگر چیخ مار کر تڑپنے لگا۔ اس کے پیر مخالف سمتوں پر مڑ گئے

تھے۔ عمران اس کے پیروں پر پیر پڑتے ہی تیزی سے جھکا اور اس نے جیگر کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر گھٹنے سمیٹ کر پوری قوت سے اس کے پیٹ میں مار دیئے۔

اور جیگر یوں تڑپنے لگا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔ اس کے منہ سے خون کی لکیر بہہ نکلی۔ عمران نے دونوں پہلوؤں کو اپنے دونوں گھٹنوں سے دبایا اور دونوں ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر انہیں زور سے اوپر کی طرف جھٹکا دیا۔ اور جیگر بری طرح پھڑکنے لگا۔ اس کی گردن ٹوٹنے کے قریب ہو گئی۔

"بب ——— بب ——— بب" ——— اس کے منہ سے خرخراہٹ آمیز آوازیں نکلیں اور عمران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے۔

"وہ تمہیں قتل کرنے گیا ہے" ——— جیگر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"کہاں گیا ہے ——— جلدی بتاؤ" عمران نے ہاتھوں کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"بب ——— بب ——— بتاتا ہوں" جیگر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور عمران نے نہ صرف ہاتھ چھوڑ دیئے بلکہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے جیگر کے گریبان کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور پھر اسے گھسیٹ کر صوفے پر دھکیل دیا۔ وہ خود اس کی پشت پر آ گیا تھا تاکہ جیگر کوئی شرارت نہ کر سکے۔

"جلدی بتاؤ ——— وہ کہاں گیا ہے" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے تین پتے بتائے تھے۔ ایک سپرنٹنڈنٹ فیاض کے گھر کا

دوسرا عاصمہ رشید کے گھر کا اور تیسرا عاصمہ رشید کی اس کوٹھی کا جہاں سے میرے آدمی فیاض کو اٹھا لائے تھے"۔ جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتا ہے؟"

عمران نے پوچھا۔

"میں نے اسے کہا تھا"

جیگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ —— اُسے تو میں دیکھ لوں گا —— تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم بلیک میلنگ اسٹف کہاں رکھتے ہو"

عمران نے کہا۔

"کک — گک —— کیا کہہ رہے ہو —— میرا بلیک میلنگ سے کیا تعلق"

جیگر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو جیگر —— سچ سچ بتا دو —— اس سے یہ ہو گا کہ قانون جو سزا تمہیں دے گا وہی بھگتنا پڑے گی —— لیکن اگر تم نہ مانے تو میں تمہیں فیاض کے حوالے کر دوں گا —— اور پھر فیاض نے تمہارا جو حشر کرنا ہے۔ وہ تم اچھی طرح جانتے ہو"

عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں" جیگر نے تیزی سے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک اسے دُور سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔

اسے یوں لگا تھا جیسے پھاٹک کو کھولا گیا ہو۔ عام حالات میں شاید

دور سے کھٹکے کی آواز سنائی نہ دیتی۔ لیکن حالات کے تحت اس کے ...عصاب بیحد چوکنا تھے۔ اور عمران نے پوری قوت سے ریوالور کا دستہ ...ر کی کنپٹی پر بجا دیا۔

پہلی ضرب سے ہی جیگر کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ وہ بیہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے پھرتی سے جیگر کو اٹھایا اور پھر اسے لے کر غسل خانے میں ...ستا چلا گیا۔ جس کا دروازہ کمرے میں ہی تھا۔

اس نے اسے کونے میں ڈالا اور پھر تیزی سے کمرے میں آ گیا۔

اسی لمحے اسے بہت سے لوگوں کے قدموں کی آوازیں نزدیک آتی ...نائی دیں اور عمران ریوالور ہاتھ میں تھامے ایک سائیڈ میں کھڑی الماری ...کے پیچھے چھپتا چلا گیا۔

وہ پوری طرح چوکنا اور محتاط تھا۔ ریوالور پر اس کی گرفت سخت ہوتی ...لی گئی تھی۔

ناھیدہ نے بیہوش بلیک ٹائیگر کو بڑی مضبوطی سے کرسی سے باندھ دیا تھا۔ فرخندہ بھی اب ہوش میں آگئی تھی اور وہ صوفے پر بیٹھی بلیک ٹائیگر کو دیکھ دیکھ کر دانت پیس رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ہاتھ سے اپنی کنپٹی کو بھی دبا رہی تھی۔ جہاں جگہ نیلی پڑ گئی تھی۔

طاہرہ کے واپس آنے کے بعد عاصمہ اٹھی اور اس نے غسل خانے سے جگ میں پانی بھرا اور لا کر پورا جگ ٹائیگر کے سر پر الٹ دیا۔

بلیک ٹائیگر سرد پانی کی وجہ سے جھرجھری لے کر ہوش میں آگیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے تڑپ کر اٹھنا چاہا لیکن مضبوطی سے بندھی ہوئی رسیوں کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر رکھ کر باندھ دیئے گئے تھے۔ اس لئے وہ صرف سر کو ہی حرکت دے سکتا تھا۔

وہ چاروں اب اس کے سامنے کھڑی تھیں۔

"تو تم مشہور قاتل بلیک ٹائیگر ہو ——— اور ہمارے گائیڈ کو قتل

کرنا چاہتے ہو" ——— عاصمہ نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں ——— کاش میں تم سب کو اندر داخل ہوتے ہی قتل کر ڈالتا ——— میں نے تمہیں عام سی لڑکیاں سمجھ لیا تھا۔"

بلیک ٹائیگر نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مگر تم اسے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو"

عاصمہ نے پوچھا۔

"میں نے اس کے قتل کا معاوضہ لیا ہوا ہے"

بلیک ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس نے دیا ہے معاوضہ" عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جیگر رچرڈ نے" بلیک ٹائیگر نے بلا تامل جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اچھا ——— اس کا مطلب ہے جیگر رچرڈ کا پتہ تم جانتے ہو۔ بتاؤ کہاں ہے وہ" عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیوں بتاؤں ——— تم مجھے مار ڈالو لیکن جو میرا دل چاہے گا، وہی بتاؤں گا" بلیک ٹائیگر نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے بتایا۔

"اگر تمہاری ناک میں مرچوں کی دھونی دی جائے تو کیسا رہے گا" عاصمہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"دھونی ——— وہ کیا ہوتی ہے" بلیک ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فرخندہ ——— دیکھنا شاید کچن میں مرچیں پڑی ہوں۔ وہاں تیجے بنانے کے لئے چولہا بھی موجود ہوگا۔ وہ بھی لے آنا" عاصمہ نے فرخندہ سے

مخاطب ہو کر کہا۔

اور فرخندہ سر ہلاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"دیکھو ـــــ میری بات سنو ـــــ میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے کیوں نہ ہم سودا کر لیں" بلیک ٹائیگر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"کیسا سودا" ـــــ عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے آزاد کر دو ـــــ اور علی عمران کا پتہ بتا دو۔ میں تمہیں جیگر کا پتہ بتا دیتا ہوں" بلیک ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن اس بات کی ہمیں کیسے تسلی ہو گی کہ تم نے صحیح پتہ بتایا ہے"۔ عاصمہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــــ اگر تم وعدہ کرو تو میں بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں جیگر کی رہائش گاہ پر ـــــ اگر وہاں جیگر ہو تو مجھے آزاد کر دینا۔ مجھے جیگر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم جانو اور جیگر اگر جیگر وہاں ہو تو مجھے آزاد کر دینا اور مجھے علی عمران کا پتہ بتا دینا۔ میں چلا جاؤں گا۔ پھر میں جانوں اور علی عمران جانے"

ٹائیگر نے اسے پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ ایسا ہو سکتا ہے ـــــ ہمارا اگا یڈ خود ہی تم سے نپٹ لے گا۔ لیکن وعدہ کرو راستے میں کوئی شرارت نہیں کرو گے۔ اور تم شرارت کر بھی نہیں سکتے ـــــ کیونکہ تمہارے پاس اسلحہ نہیں ہو گا جبکہ ہمارے پاس ریوالور ہوں گے۔" عاصمہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ویسے مجھے شرارت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ردا ہے" ٹائیگر نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے فرخندہ واپس اندر داخل ہوئی۔ اس نے عاصمہ سے مخاطب ہو ہا۔

"عاصمہ ـــــ کچن میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ خالی پڑا ہوا ہے" فرخندہ لہا۔

"اب ضرورت نہیں رہی ـــــ انکل نے بلیک ٹائیگر سے سودا بلیہے" عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ کیسا سودا" ـــــ فرخندہ نے چونکتے ہوئے کہا اور جب ہ نے اسے تفصیل بتائی تو اس نے بھی رضامندی کے طور پر سر ہلا دیا۔

"اس کا باقی جسم کھول دو ـــــ صرف ہاتھ پشت پر بندھے رہنے دینا" ہ نے فرخندہ سے کہا اور خود الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اس نے الماری کا ایک خفیہ خانہ کھولا اور اس میں سے ریوالور نکال وہ واپس مڑی۔

بلیک ٹائیگر اس دوران جسم پر بندھی ہوئی رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ البتہ اس کے ہاتھ ابھی تک پشت پر بندھے ئے تھے۔

عاصمہ نے ایک ایک ریوالور سب کے حوالے کیا اور پھر وہ بلیک ٹائیگر سے مخاطب ہوئی۔

"چلو باہر ـــــ اور سنو ـــــ آخری بار کہہ رہی ہوں۔ کوئی غلط لت نہ کرنا ورنہ انکل کو غصہ آجائے گا۔"

"میں وعدے کا پابند ہوں" ـــــ بلیک ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے

کہا۔

اور پھر وہ چاروں اسے گھیرے میں لے کر کمرے سے نکل کر باہر پورچ
میں آگئیں۔

" ناہید ——— گیراج سے سٹیشن ویگن نکال لاؤ ——— اس میں چلیں گے
اس طرح ہم آسانی سے بلیک ٹائیگر کو گھیرے میں رکھیں گے "۔
عاصمہ نے ناہیدہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ناہید سرہلاتی ہوئی تیزی سے
ایک طرف بنے ہوئے گیراجوں کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
عاصمہ اور اس کی باقی دو سہیلیاں ریوالور تھامے بڑے چوکنے انداز میں
بلیک ٹائیگر کے گرد کھڑی تھیں۔

چند لمحوں بعد ناہیدہ ایک بڑے گیراج سے نئی اسٹیشن ویگن نکال کر پورچ
کے سامنے لائی۔ اور پھر عاصمہ کے کہنے پر وہ سب اسٹیشن ویگن میں سوار ہو
گئیں۔ درمیان میں بلیک ٹائیگر کو بٹھایا گیا تھا۔ اس کے آگے عاصمہ اور فرخندہ
بیٹھی تھی جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر ناہیدہ اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر طاہرہ
تھی۔

" گلفشاں کالونی لے چلو"۔ عاصمہ نے ناہیدہ سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور ناہیدہ نے سرہلاتے ہوئے ویگن کوٹھی سے باہر نکالی اور اسے سڑک
پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑاتی چلی گئی۔ بلیک ٹائیگر بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا
اس لئے الفنٹ کے سارے ممبر بھی خاموش تھے۔
مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سٹیشن ویگن گلفشاں کالونی میں داخل
ہو گئی۔

" پہلے چوک سے بائیں طرف ذرا سا آگے کوٹھی نمبر چودہ ہے"۔ بلیک ٹائیگر
نے اس بار کہا۔ اور ناہیدہ نے چند لمحوں بعد ہی اسٹیشن ویگن کوٹھی نمبر چودہ
سے ذرا آگے کر کے روک دی۔

...و اترو"——— عاصمہ نے بلیک ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔
سنو——— جیگر میرا دوست ہے۔ میں نے صرف سودے کے لحاظ
...ں کا پتہ بتا دیا ہے لیکن میں اندر نہیں جاؤں گا۔ تم صرف جا کر اتنا پتہ
...کر واقعی جیگر اندر ہے۔ اس کے بعد تم مجھے علی عمران کا پتہ بتا دینا
...ں چلا جاؤں گا"۔
بلیک ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے عاصمہ ——— اسے اندر لے جانے کی کیا ضرورت
ویسے بھی اندر نہ جانے کیسے حالات پیش آئیں۔ اس لئے ایک ساتھی
...رہ جائے۔ اس کے ہاتھ بھی بندھے ہوئے ہیں اور ساتھی کے پاس
...ر بھی ہو گا۔ پھر یہ کہاں جا سکتا ہے۔ باقی تین اندر جا کر حالات دیکھیں۔
...و نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
"تو پھر کون یہاں رہے گا"۔ عاصمہ نے سرہلاتے ہوئے کہا۔
"میں رہ جاتی ہوں"۔ فرخندہ نے جلدی سے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ——— تم یہاں رہ جاؤ اور جب تک ہم واپس نہ آجائیں
...اسے ہلنے نہیں دینا"۔ عاصمہ نے کہا اور پھر وہ سٹیشن ویگن سے نیچے
...اتر گئی۔
ناہیدہ اور طاہرہ بھی اس کے ساتھ ہی نیچے اتری چلی گئیں۔ ناہیدہ اور وہ
...کوٹھی کی دیوار کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔
"میں نیچے بیٹھتی ہوں۔ تم میرے کاندھوں پر چڑھ کر دیوار پر پہنچ جاؤ اور

اندر اتر کر پھاٹک کھول دو۔" عاصمہ نے ناہیدہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر وہ دیوار کے ساتھ اکڑوں بیٹھ گئی۔ ناہیدہ اس کے دونوں کاندھوں پر چڑھ کر اچھلی اور دوسرے لمحے وہ دیوار پہ چڑھ گئی۔ دیوار پر چڑھتے ہی وہ تیزی سے نیچے کود گئی۔

عاصمہ اور طاہرہ اس کے اندر کودتے ہی پھاٹک کی طرف دوڑتی چلی گئیں اور چند لمحوں بعد پھاٹک کا بڑا کنڈا ایک کھٹکے سے کھل گیا۔ اور عاصمہ اور طاہرہ بھی اندر داخل ہو گئیں۔

"یہ کوٹھی تو خالی معلوم ہوتی ہے۔" عاصمہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— ادھر برآمدے کی راہداری میں روشنی ہو رہی ہے۔" ناہیدہ نے جواب دیا۔ اس نے شاید دیوار پر چڑھتے ہوئے راہداری میں روشنی دیکھ لی تھی۔

"اچھا ——— آؤ دیکھتے ہیں۔" عاصمہ نے کہا اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتیں برآمدے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

"ارے ——— یہاں تو لاش پڑی ہوئی ہے۔" ——— اچانک طاہرہ نے خوفزدہ لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— لگتی تو لاش ہے ——— مگر یہ جیگر کی تو نہیں۔" عاصمہ نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں بھی خوف کی لرزش تھی۔ لاش دیکھتے ہی وہ بھی چوکڑی بھول گئی تھی۔

"آجاؤ ——— آجاؤ ——— لاش تمہیں کاٹ نہیں کھائے گی۔" اچانک کمرے میں سے آواز سنائی نہیں دی۔

اور عاصمہ اور اس کی سہیلیاں بری طرح چونک پڑیں کیونکہ آواز ان کے

ہائیڈ علی عمران کی تھی۔

"ارے ——— علی عمران تو یہاں ہے ——— چلو اچھا ہے بلیک ٹائیگر اندر نہیں آیا۔" عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھیں اور پھر لاش کو پھلانگتی ہوئی کمرے میں داخل ہو گئیں۔

علی عمران واقعی کمرے میں موجود تھا۔

"تم یہاں کیسے آ گئے ——— بلیک ٹائیگر نے تو بتایا تھا کہ یہاں جیگر رہتا ہے۔" عاصمہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

"بلیک ٹائیگر ——— کہاں ہے وہ" ——— عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ عاصمہ کے منہ سے اس طرح بلیک ٹائیگر کا نام سن کر اس کی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں ابھر آئی تھیں۔

"باہر ویگن میں بیٹھا ہے۔" عاصمہ نے جواب دیا۔

"باہر بیٹھا ہے ——— کیا واقعی وہ بلیک ٹائیگر ہے؟"

عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی شدید حیرت ہو رہی تھی۔

وہ خود ہی اپنے آپ کو بلیک ٹائیگر کہتا ہے ورنہ ہے تو اچھا خاصا گرا پڑا۔ کہہ رہا تھا میں دنیا کا مشہور قاتل ہوں۔"

عاصمہ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اس کی بات سنتے ہی چھلانگ لگائی اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ارے ——— ارے ——— وہ جیگر" عاصمہ نے اس کے پیچھے

دوڑتے ہوئے کہا۔

"وہ غسلخانے میں بیہوش پڑا ہوا ہے۔" عمران نے مڑے بغیر جواب دیا اور پھاٹک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

پھاٹک تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ مگر اسٹیشن ویگن اسے باہر کہیں بھی نظر نہ آئی۔ تو وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

اس نے آگے بڑھ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے پھاٹک سے ذرا آگے سڑک پر لگے ہوئے مرکری بلب کی تیز روشنی کی وجہ سے اسٹیشن ویگن کے پہیوں کے نشانات واضح طور پر نظر آ گئے۔ انہیں تیزی سے موڑا گیا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ بلیک ٹائیگر اسٹیشن ویگن سمیت نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر دوڑتا ہوا پھاٹک سے گزر کر دوبارہ راہداری کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کی رفتار میں بے پناہ تیزی تھی اور چند ہی لمحوں میں وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

اس وقت طاہرہ اور ناہیدہ بے ہوش جیکر کو گھسیٹ کر غسلخانے سے باہر لے آنے میں مصروف تھیں۔

"بلیک ٹائیگر تو باہر نہیں ہے اور نہ ہی اسٹیشن ویگن ہے۔" عمران نے اندر داخل ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔" عاصمہ، ناہیدہ اور طاہرہ تینوں یہ بات سن کر یوں اچھلیں جیسے ان کے پیروں میں بم پھٹ پڑے ہوں۔

"ارے ـــــ وہ فرخندہ بھی تو اس کے ساتھ تھی۔ ان تینوں نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف دوڑیں۔

لیکن عمران نے عاصمہ کو بازو سے پکڑ لیا۔

"تم رک جاؤ ـــــ اب وہ اس طرح دوڑنے سے نہیں مل سکتا۔ جلدی سے اسٹیشن ویگن کا رنگ ماڈل اور نمبر بتاؤ۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اسٹیشن ویگن ہائی روف نیلا رنگ۔ نیا ماڈل نمبر ایم زیڈ کے چار صفر چار ہے ـــــ مگر وہ فرخندہ۔" عاصمہ نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ بھی مل جائے گی ـــــ ذرا اس بلیک ٹائیگر کا تفصیلی حلیہ بھی بتا دو۔" عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور عاصمہ نے اس کے لباس کے ساتھ ساتھ اس کا تفصیلی حلیہ بھی بتا دیا۔

اسی لمحے ناہیدہ اور طاہرہ بھی دوڑتی ہوئی واپس آ گئیں۔ ان کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے۔ اور آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"واقعی وہ غائب ہے ـــــ وہ فرخندہ کو قتل کر دے گا" ان دونوں نے شدید گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں ـــــ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم ایسا کرو پوری کوٹھی کی تلاشی لو۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مجرم دھوکہ دینے کے لئے کوٹھی میں گھس جاتے ہیں اور ہم انہیں باہر تلاش کرتے رہتے ہیں" عمران نے کہا۔

اور ان تینوں نے زور زور سے سر ہلائے اور پھر تیزی سے باہر کی طرف بھاگتی چلی گئیں۔

عمران نے صرف انہیں ٹالنے کے لئے یہ بات کہی تھی اور اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ گھبراہٹ میں ان کے ذہن میں یہ بات جلدی نہیں آئے گی کہ مجرم اسٹیشن ویگن سمیت بغیر پھاٹک کھولے کمرے میں کیسے چھپ سکتا ہے۔

بہر حال ان تینوں کے باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے دانش منزل کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ ایکسٹو کو فون کرنے کے لئے ہی اس نے تینوں کو بھگایا تھا۔

" بلیک زیرو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

" بلیک زیرو ——— میں عمران بول رہا ہوں ——— بلیک ٹائیگر کو میں نے ٹریس کر لیا ہے۔ وہ اس وقت نیلے رنگ کی ہائی روف اسٹیشن ویگن میں سوار ہے ——— اسٹیشن ویگن کا نمبر ایم زیڈ کے چار صفر چار صفر ہے اس ویگن میں ایک لڑکی بھی موجود ہے ——— فوراً ٹرانسمیٹر پر ممبروں کو ہدایات جاری کر دو کہ وہ شہر بھر میں اس اسٹیشن ویگن کی تلاش شروع کر دیں اگر ہنگامی صورت حال نہ ہو تو پھر مجھے میرے فلیٹ پر اطلاع کر دیں۔ ورنہ اسے زندہ یا مردہ گرفتار کر لیا جائے" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر عاصم کا بتایا ہوا بلیک ٹائیگر کا حلیہ اور لباس کی تفصیل بھی بتا دی۔

" بہتر جناب" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا، اور عمران نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

چند لمحے تو گھنٹی بجتی رہی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

" ہیلو" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ سلمیٰ بھابی نے فون اٹنڈ کیا ہے۔

" بھابی۔ ذرا اپنے سر تاج کو فون دو۔ اگر اس کے کان ہوں تو ویسے میں نے سنا ہے، تاج بے چارے سونے اور قیمتی پتھروں کے بنے ہوئے

ہوتے ہیں لیکن عورتوں کے سروں کے تاج .... " عمران کی زبان چلنی شروع ہو گئی۔

" ابھی بلاتی ہوں "۔ دوسری طرف سے فیاض کی بیوی نے اس کا فقرہ کاٹتے ہوئے کہا۔

اور ساتھ ہی رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی۔

" افسوس ——— ابھی میں نے اس کے سر کے تاج کا قصیدہ پڑھنا تھا۔ لیکن وہ تو بھاگ ہی گئی۔

" ہیلو ——— اب کوئی نیا مذاق سوجھا ہے تمہیں"۔ دوسری طرف سے فیاض کی آواز سنائی دی۔

اسے اس کی بیوی نے عمران کے متعلق بتا دیا تھا۔

" تم سے مذاق کر کے میں نے مزاح پسندوں سے جوتیاں کھانی ہیں ——— سنو فیاض ——— تم دنیا کے سب سے بڑے بلیک میلر کو گرفتار کرنا چاہتے ہو" عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

" دنیا کے سب سے بڑے بلیک میلر کو" ——— فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں ——— وہی تمہارا دوست جیگر رچرڈ" ——— عمران نے جواب دیا۔

" ارے ——— تو وہ بلیک میلر ہے"۔ فیاض کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" ہاں ——— وہ بہت بڑا بلیک میلر ہے ——— تم ایسا کرو کہ پولیس فورس لے کر کوٹھی نمبر ۱۴ گلستان کالونی میں پہنچ جاؤ۔ جیگر رچرڈ وہاں تمہیں بے ہوش ملے گا۔ اس کے بعد اس کے گروہ کو پکڑنا اور اس سے

بلیک میٹنگ اسٹف حاصل کرنا تمہارا کام ہے ——— اور سنو سلمیٰ بھابی تو قریب موجود نہیں ہیں" ——— عمران کا لہجہ آخری الفاظ پر سرگوشیانہ ہو گیا

"نہیں ——— کیوں ——— فیاض نے چونکتے ہوئے کہا

"تو اس کیس کا سہرا بھی اپنے سر باندھ لینا۔ میں نے سوچا شاید سہرے کا لفظ سن کر سلمیٰ بھابی کہیں بدک نہ جائے اور پھر سہرے کی بجائے تمہارے سر کے بال اس کی جوتیوں کے طفیل گرنا شروع ہو جائیں"

عمران نے جواب دیا اور فیاض کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"بائی ——— بائی ——— جلدی پہنچنے کی کوشش کرو" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے عاصمہ اور اس کی سہیلیاں بھی اندر داخل ہوئیں۔ ان کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔

"نہ ہی بلیک ٹائیگر کسی کمرے میں ملا ہے اور نہ ہی فرخندہ" عاصمہ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اور اسٹیشن ویگن بھی نہیں ملی"۔ ناہیدہ نے مغموم لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— اب تم جا کر اپنے گھروں پر آرام کرو۔ بلیک ٹائیگر اسٹیشن ویگن کی اوور ہالنگ کرانے گیا ہو گا اور ساتھ ہی تمہاری سہیلی فرخندہ کو بھی کسی بیوٹی پارلر سے مزید خوبصورت بنوا لائے گا" عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— الشن کی ایک ممبر قاتل کے قبضے میں ہے اور تم مذاق کر رہے ہو" عاصمہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— تو پھر چلو میرے ساتھ ——— میں اپنے فلیٹ پر چل

رحصار باندھ کر وظیفہ پڑھتا ہوں" بلیک ٹائیگر فرخندہ کو لئے وہاں خود ہی پہنچ جائے گا" عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— واہ واہ ——— تم یہ کام بھی جانتے ہو ——— پھر تو ٹھیک ہے" عاصمہ اور اس کی دونوں سہیلیوں کے چہروں پر رونق آ گئی اور عمران بے اختیار اپنے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔ واقعی یہ لڑکیاں اس سے دو جوتے آگے ہی تھیں۔

"مگر اس وظیفے کی شرط یہ ہے کہ میں وظیفہ پڑھتا رہوں اور تم میرے گرد ناچتی رہو" عمران نے کہا۔

"بالکل ناچیں گے ——— ضرور ناچیں گے" ان تینوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

اور اب ظاہر ہے عمران کے پاس اور کوئی شرط ہی باقی نہ رہی تھی۔ وہ خاموشی سے باہر نکلنے لگا۔

"ارے ——— یہ جیگر" عاصمہ کو اچانک فرش پر پڑے بیہوش جیگر کا خیال آ گیا۔

"اس کی فکر نہ کرو ——— اسے وظیفے کا جن خود ہی آ کر اٹھا لے گا" عمران نے کہا اور وہ تینوں سر ہلاتی ہوئی بڑے مطمئن انداز میں اس کے پیچھے چل پڑیں۔ پھاٹک سے باہر نکل کر وہ چوک پر پہنچے جہاں عمران کی کار موجود تھی اور چند لمحوں بعد ان کی کار ان سب کو اٹھائے عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

عاصمہ، ناہیدہ اور طاہرہ کے پھاٹک کے اندر جاتے ہی بلیک ٹائیگر اچانک کراہنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی وہ آگے کی طرف جھکتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے آثار ابھر آئے۔

"ارے —— ارے کیا ہو گیا" فرخندہ اس کی اچانک تیزی سے بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر بوکھلا گئی۔ اور پھر تیزی سے اس کی طرف پلٹی۔

"مم —— مم —— مجھے دل کا دورہ پڑا ہے —— میں مر جاؤں گا" بلیک ٹائیگر نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"اوہ —— اچھا —— تم مر گئے تو ہم پر قتل کا الزام آجائے گا" فرخندہ نے بوکھلاہٹ میں ناچتے ہوئے کہا۔

"میرے بازو کھول لو —— میری رگیں کھنچی ہوئی ہیں" بلیک ٹائیگر نے بری طرح سیٹ پر پھڑکتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— اچھا" —— فرخندہ نے کہا۔ اور پھر اس نے بڑی تیزی

سے بلیک ٹائیگر کی کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کھول دی تاکہ بلیک ٹائیگر کی کھنچی ہوئی رگیں ٹھیک ہو جائیں۔

مگر جیسے ہی بلیک ٹائیگر کے ہاتھ کھلے۔ اس نے انتہائی تیزی سے فرخندہ کی گردن پکڑ لی۔ پھر وہ اسے پوری قوت سے دباتا چلا گیا۔

فرخندہ بیچاری چیخ بھی نہ سکی اور اس کا جسم چند لمحے تڑپ کر ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

جب بلیک ٹائیگر کو یقین ہو گیا کہ فرخندہ بے ہوش ہو گئی ہے تو اس نے اسے سیٹوں کے درمیان بنی ہوئی جگہ پر پھینکا اور پھر اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ناہیدہ اترتے ہوئے بے خیالی میں چابی اگنیشن میں ہی چھوڑ گئی تھی۔ اس لئے بلیک ٹائیگر نے بڑی تیزی سے چابی گھمائی ویگن سٹارٹ کی اور پھر اسے تیزی سے موڑتے ہوئے سڑک پر لے آیا اور اس کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

جب ویگن گلفشاں کالونی سے باہر نکل گئی تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب وہ اطمینان سے ویگن چلا رہا تھا۔ ورنہ اسے خطرہ تھا کہ تیز رفتاری سے کہیں ٹریفک پولیس نہ اس کے پیچھے لگ جائے۔ اس طرح سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑی ہوئی فرخندہ کا مسئلہ سامنے آجائے گا اور پولیس نے اسے کسی صورت نہیں چھوڑنا۔ اس لئے وہ اطمینان سے ویگن چلا رہا تھا۔

وہ اگر چاہتا تو فرخندہ کو ہلاک کر کے اس کی لاش کسی بھی ویران سڑک پر پھینک سکتا تھا۔ لیکن اس کا پروگرام اور تھا۔ وہ کسی ویران اور کھلی جگہ پر ویگن روک کر فرخندہ سے علی عمران کے پتے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے فرخندہ کے بے ہوش ہوتے ہی اس

کی گردن سے ہاتھ ہٹا لیتے تھے۔

اب مسئلہ تھا ویران جگہ کا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ شہر سے باہر نکل جائے۔ اور اکیلی سڑک سے ہٹ کر رک جائے۔ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ رات ہوتے ہی شہر سے باہر سڑکوں پر پولیس کے خصوصی دستوں کی گشت شروع ہو جاتی ہے اور ویگن کو روکا بھی جا سکتا ہے چیک بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہ باہر نہ جا سکتا تھا۔

اسے شہر میں ہی کوئی ایسی جگہ ڈھونڈنی تھی لیکن وہ شہر سے زیادہ واقف نہ تھا۔ کوئی جگہ اس کے خیال میں نہ آ رہی تھی۔ اس لئے وہ ویگن کو لئے ہوئے مختلف سڑکوں پر چکراتا پھر رہا تھا۔

اور پھر اچانک ایک سڑک پر اسے ہالاجی جھیل کا بورڈ لگا نظر آ گیا۔ وہاں سے جھیل کا فاصلہ بیس کلومیٹر بتایا گیا تھا اور بلیک ٹائیگر نے ویگن جھیل کی طرف جانے والی سڑک پر ڈال دی۔

اسے یقین تھا کہ رات کے وقت جھیل کے ارد گرد کا علاقہ یقیناً تاریک ہو گا اور وہاں چونکہ محبت کرنے والے جوڑے کاروں میں جاتے رہتے ہوں گے اسلیئے اس کی ویگن کو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔

اس لئے وہ بڑے اطمینان سے ویگن چلاتا ہوا جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جھیل کو جانے والی سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ اکا دکا کاریں آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ جھیل پر پہنچ گیا۔ وہاں واقعی اس کے مطلب کی جگہیں موجود تھیں۔ جھیل کا صرف تھوڑا سا علاقہ روشن تھا۔ اور وہاں لوگ گھوم پھر رہے تھے۔ جبکہ باقی علاقہ ویران اور سنسان تھا۔ بلیک ٹائیگر سڑک سے ہٹ کر ایک

ویران سے میدان میں ویگن کو دوڑاتے لے گیا۔ وہاں اندھیرے میں کئی جگہوں پر کاریں موجود تھیں۔ اس لئے وہ ویگن کو آگے بڑھاتے لے گیا۔

اور پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ اب دور دور تک کوئی کار یا آدمی موجود نہیں ہے تو اس نے ویگن کو ایک طرف روکا۔ اس کا انجن بند کیا اور اس کے بعد اس نے ویگن کی اندرونی لائٹ بند کر دی۔

چند لمحے تو اس کی آنکھوں میں اندھیرا طاری رہا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں۔ اور اسے ہر چیز دھندلی دھندلی نظر آنے لگ گئی۔

جب وہ آسانی سے دیکھنے لگا تو اس نے سیٹوں کے درمیان بیہوش پڑی ہوئی فرخندہ کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور ویگن سے اتر کر وہ اسے ایک طرف لیتا چلا گیا۔

یہاں ہر طرف گھاس تھا۔ اس نے فرخندہ کو نیچے لٹایا اور پھر جیب سے رسی کا گچھا نکالا۔ جس سے اس کے ہاتھ باندھے گئے تھے۔ اور جو اس نے پہلے ہی اٹھا کر جیب میں رکھ لیا تھا۔ اس رسی سے اس نے فرخندہ کے بازو اس کی پشت پر باندھ دیئے۔ اور باقی رسی سے اس نے اس کے دونوں پیر بھی باندھ دیئے تاکہ وہ بھاگ نہ سکے۔ اور نہ ہی جوابی طور پر حملہ کر سکے کیونکہ وہ پہلے ہی ان کی لڑائی بھڑائی کا انداز اور مہارت دیکھ چکا تھا۔

فرخندہ کو اچھی طرح باندھنے کے بعد اس نے ایک ہاتھ سے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چند ہی لمحوں بعد فرخندہ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

بلیک ٹائیگر نے ہاتھ روکے اور پھر اس نے اپنی پنڈلی کے ساتھ بندھا

ہوا ایک خنجر کھینچ لیا۔ خنجر کا تیز اور چمکدار پھل اندھیرے میں بجلی کے کوندے کی طرح چمکنے لگا۔

"مم ——— مم ——— میں کہاں ہوں"۔ فرخندہ نے ہوش میں آتے ہی گھبرا کر کہا۔

اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے ہاتھ پیر بندھے ہونے کی وجہ سے اس کی یہ کوشش ناکام ہو گئی۔

"سنو فرخندہ ——— میرا خیال ہے تمہارا یہی نام ہے"۔ بلیک ٹائیگر نے خنجر اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"ہاں۔ ہاں ——— میرا نام فرخندہ ہے۔ مم ——— مم ——— مگر تم کون ہو"۔ فرخندہ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ شاید خنجر کی چمک اور ٹائیگر کے غراہٹ آمیز لہجے کی وجہ سے بری طرح سہم گئی تھی لیکن اندھیرے کی وجہ سے اسے پہچان نہ سکی تھی۔

"تو سنو ——— میں بلیک ٹائیگر ہوں ——— بلیک ٹائیگر اور یہاں ویران مقام پر تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے جو کچھ میں پوچھوں صحیح صحیح جواب دے دو۔ ورنہ اس خنجر سے میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا"۔ بلیک ٹائیگر کے لہجے میں موجود غراہٹ اور بڑھ گئی۔

اور ساتھ ہی اس نے خنجر کی تیز نوک سے فرخندہ کے گال پر خراش ڈال دی اور فرخندہ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"مت چیخو ——— ورنہ ایک ہی وار میں آنکھ نکال دوں گا۔ بتاؤ عمران کا پتہ بتاؤ"۔ بلیک ٹائیگر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"عمران ——— کون عمران"۔ فرخندہ نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خوف کی شدت کی وجہ سے دوبارہ بے ہوش ہونے والی ہو۔

"وہی تمہارا گائیڈ"۔ بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"مم ——— مم ——— مجھے نہیں معلوم ——— عاصمہ ہی مجھے وہاں لے گئی تھی"۔ فرخندہ نے خوف کی شدت سے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور بلیک ٹائیگر نے غراتے ہوئے خنجر کا وار کیا اور فرخندہ کے گلے پر خاصا گہرا زخم آ گیا۔

فرخندہ کے منہ سے دردناک چیخ نکل گئی۔ مگر بلیک ٹائیگر نے دوسرے ہاتھ سے پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔

"بتاؤ ——— ورنہ کاٹ کر رکھ دوں گا ——— بتاؤ جلدی"۔ بلیک ٹائیگر نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

مگر فرخندہ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

"بزدل ——— پھر بے ہوش ہو گئی"۔ بلیک ٹائیگر نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

اور ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش شروع کر دی۔ اس کا چہرہ غضب ناک ہو چکا تھا۔ وہ جلد از جلد جواب چاہتا تھا اور یہاں یہ بزدل لڑکی بار بار بے ہوش ہو جاتی تھی۔

فرخندہ ایک بار پھر کراہی۔ اسے دوبارہ ہوش ہو گیا تھا۔

"بتاؤ لڑکی ——— آخری بار کہہ رہا ہوں ورنہ اس بار میں تمہارا گلا کاٹ دوں گا"۔ بلیک ٹائیگر نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے کہا اور ساتھ

بھی اس کا خنجر والا ہاتھ اٹھا اور خنجر فرخندہ کے سینے کے اوپر ٹھہر گیا۔

"مم ——— مم" ——— فرخندہ نے کچھ کہنا چاہا اور بلیک ٹائیگر نے جھنجھلاہٹ میں غصے کے عروج پر خنجر والے ہاتھ کو تیزی سے حرکت دی۔

وہ غصے کی شدت میں اب اس کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ خنجر فرخندہ کے سینے میں گھستا اچانک ایک زوردار دھماکا ہوا اور خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دور جا گرا۔

بلیک ٹائیگر دھماکا ہوتے اور خنجر ہاتھ سے نکلتے ہی بڑی طرح اچھلا اور اس نے زمین پر گر کر جیب سے وہ ریوالور نکالنا چاہا جو فرخندہ کو بے ہوش کرنے کے بعد اس نے اٹھا کر جیب میں ڈال لیا تھا مگر اس سے پہلے کہ اس کا ریوالور والا ہاتھ باہر آتا۔ لگاتار دو دھماکے ہوئے اور بلیک ٹائیگر کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پہلو اور سینے میں انگارے سے اترتے چلے گئے ہوں۔ وہ بری طرح تڑپنے لگا۔

اسی لمحے ایک اور دھماکا ہوا اور تڑپتے ہوئے بلیک ٹائیگر کے بازو میں ایک اور انگارہ گھستا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکیوں نے یلغار کر دی۔ بس اس کا آخری احساس یہی تھا کہ اسے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دی تھی۔ اس کے بعد اس کا ذہن اتھاہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

جولیا اور کیپٹن شکیل بلیک ٹائیگر کی تلاش میں مختلف ہوٹلوں کی خاک چھانتے پھر رہے تھے۔ لیکن کسی بھی ہوٹل میں انہیں ایسی کوئی شکل نظر نہیں آئی تھی جس پر وہ بلیک ٹائیگر کا شک کرتے۔

"اب کیا کریں ——— سرکیس نا ہیں"۔ جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ساحل سمندر پر ایک دو ہوٹل ہیں ——— وہی دیکھ لیں"۔ کیپٹن شکیل نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— چلو" ——— جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے کار سٹارٹ کر دی۔

ابھی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکلی ہی تھیں کہ اچانک ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنے لگی اور جولیا نے پھرتی سے کار کی ایک سائیڈ روکی اور پھر ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹوں

ٹوں کی آواز نکلنی بند ہو گئی۔

"یس ــــــ جولیا۔ اوور"۔ جولیا نے مدہم لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو ــــــ اوور" دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"یس سر ــــــ اوور"۔ جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"جولیا ــــــ تمہارے ساتھ اور کون ہے اوور"۔ ایکسٹو نے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"میرے ساتھ کیپٹن شکیل ہے سر۔ اوور"۔ جولیا نے حیرت بھری نظروں سے ساتھ بیٹھے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو جولیا ــــــ عمران نے بلیک ٹائیگر کا پتہ چلا لیا ہے۔ وہ اس وقت نیلے رنگ کی ہائی روف اسٹیشن ویگن نیا ماڈل نمبر ایم زیڈ کے چار صفر چار صفر میں موجود ہے۔ اس نے ایک مقامی لڑکی کو بھی اغوا کر رکھا ہے۔ وہ اسے گلفشاں کالونی سے لے اڑا ہے۔ تم اس اسٹیشن ویگن کو تلاش کرو۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

اور ساتھ ہی اس نے بلیک ٹائیگر کا لباس اور حلیہ بھی بتا دیا۔

"صرف تلاش کرنا ہے سر۔ اوور"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"ہاں ــــــ لیکن اگر لڑکی کی جان خطرے میں ہو یا ایسی صورت حال پیدا ہو جائے جس سے بلیک ٹائیگر کی موت ضروری ہو تو اسے گولی بھی ماری جا سکتی ہے ــــــ لیکن ایک بات یاد رکھنا وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اسلئے تمام کام احتیاط سے ہونا چاہیئے اور اگر ہنگامی صورت حال نہ ہو تو پھر عمران کو اس کے فلیٹ پر اطلاع کر دی جائے۔ باقی کام وہ خود کرلے گا۔ اوور"۔ ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر ــــــ اوور"۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جیسی بھی صورت حال ہو مجھے فوراً رپورٹ کی جائے۔ اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی ڈیش بورڈ سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں جولیا نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ اور پھر کار کو آگے بڑھایا۔

"اب میرا خیال ہے ساحل سمندر پہ جانا فضول ہے۔ اب تو سڑکیں ہی ناپنی پڑیں گی۔" جولیا نے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"گلفشاں کالونی تو یہاں سے نزدیک ہی ہے۔ وہ نئی کالونی ہے۔ وہ وہاں سے کسی سنسان سڑک کے راستے ہی جائے گا۔ بھری سڑکوں پر چلنا تو اس کے لیے مسئلہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ایک لڑکی کو اغوا کئے ہوئے ہے"۔ کیپٹن شکیل نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

اب اندھیرے میں لڑکی کا بندھا ہوا منہ کیسے نظر آئے گا"۔ جولیا نے کہا۔

اور پھر اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ جب جھیل چوک پہ پہنچے تو ایک طرف سے نیلے رنگ کی اسٹیشن ویگن نکل کر جھیل کی طرف بڑھنے لگی۔

"ارے ــــــ یہ تو وہی ہے۔ ایم زیڈ کے چار صفر چار صفر" جولیا اور کیپٹن شکیل نے بیک وقت چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــــ ہم نے اسے تلاش کر لیا ہے۔ یہ تو جھیل کی طرف جا رہا ہے اور اندر کوئی لڑکی بھی نظر نہیں آ رہی"۔ جولیا نے اسٹیشن ویگن کے پیچھے کار دوڑاتے ہوئے کہا۔

"تم اسے کراس کرتی ہوئی آگے چلی جاؤ۔ یہ اب سیدھا جھیل کی طرف جا رہا ہے۔ وہاں علاقہ سنسان ہے اور میرا خیال ہے یہ سنسان علاقے کی

تلاش میں ہے۔ کیپٹن شکیل نے کہا

اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار تیز کر دی ۔ چند لمحوں بعد کار اسٹیشن ویگن کو کراس کرتی ہوئی اس سے آگے بڑھتی چلی گئی ۔

" بالکل وہی ہے ـــــــ میں نے اس کی شکل اچھی طرح دیکھی ہے لڑکی کو شاید باندھ کر نیچے رکھا گیا ہے " کیپٹن شکیل نے پُرجوش لہجے میں کہا ۔

" ہاں ـــــــ ایسا ہی ہوگا " جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ اسٹیشن ویگن کے آگے آگے چلتے ہوئے جھیل پر پہنچ گئے ۔

جولیا نے کار کا رخ پارکنگ کی طرف موڑ دیا ۔ لیکن اسٹیشن ویگن سنسان علاقے کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔

" بتیاں بند کر کے اس کا تعاقب کرو " کیپٹن شکیل نے کہا ۔

اور جولیا نے کار موڑی اور پھر بتیاں بند کر کے اس نے کار اسٹیشن ویگن کے پیچھے ڈال دی ۔ راستے میں کھڑی ہوئی کاریں کراس کرتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے ۔

جولیا نے اسٹیشن ویگن اور اپنی کار کا خاصا فاصلہ رکھا تھا تاکہ بلیک ٹائیگر کو شک نہ گزرے اور پھر کافی آگے نکل کر اچانک اسٹیشن ویگن ایک سائیڈ پر رک گئی ۔ اور دوسرے اس کی بتیاں بھی بجھ گئیں ۔

اب ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا تھا لیکن چند لمحوں بعد ہی انہیں اندھیرے میں ہلکا ہلکا ماحول نظر آنے لگ گیا ۔

وہ کار میں بیٹھے ہوئے فاصلے پر رکی ہوئی اسٹیشن ویگن کو دیکھتے رہے تھوڑی دیر بعد اسٹیشن ویگن کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا سایہ باہر نکل

اس کے کاندھے پر ایک اور جسم لدا ہوا صاف نظر آ رہا تھا ۔

" اوہ ـــــــ یہ لڑکی کو اٹھا کر لے جا رہا ہے " جولیا نے کہا ۔

" ہاں ـــــــ اسے آگے بڑھنے دو ۔ پھر باہر نکلیں گے ۔ " کیپٹن شکیل نے کہا

بلیک ٹائیگر چند لمحے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا ۔ پھر وہ آگے چلتا ہوا اندھیرے میں گم ہو گیا ۔

اسی لمحے جولیا اور کیپٹن شکیل بھی نیچے اتر آئے اور انہوں نے بڑی احتیاط سے کار کے دروازے بند کیے تاکہ ہلکی سی آواز پیدا نہ ہو ۔ وہ دونوں کار سے اتر کر رکوع کے بل جھکے ہوئے بڑی احتیاط سے آگے بڑھتے چلے گئے ۔

بلیک ٹائیگر اندھیرے میں غائب ہو چکا تھا ۔ جب وہ اسٹیشن ویگن کے پاس پہنچے تو اچانک انہیں دور اندھیرے میں سے چٹاخ چٹاخ کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی کو تھپڑ مارے جا رہے ہوں ۔ آگے چونکہ کھلا میدان تھا ۔ اس لیے وہ گھاس پر لیٹ کر بڑی احتیاط سے اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر سے آوازیں سنائی دے رہی تھیں وہ جگہ اسٹیشن ویگن سے تقریباً دو ڈھائی سو گز دور تھی ۔

ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھے تھے کہ انہیں کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی ۔ آواز نسوانی تھی ۔

اور جولیا اور کیپٹن شکیل وہیں رک گئے ۔ دوسرے لمحے انہیں اندھیرے میں بجلی کی سی چمک دکھائی دی ۔

" آپ یہیں رکیں ـــــــ میں ذرا سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھتا ہوں

یہ شاید لڑکی کو خنجر سے قتل کرنا چاہتا ہے" کیپٹن شکیل نے انتہائی دھیمے لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ جولیا کو چھوڑ کر گھاس پر کسی سانپ کی سی تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔ وہ شاید گھوم کر دوسری طرف جانا چاہتا تھا۔ لیکن اسی لمحے اس نے بلیک ٹائیگر کو چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے دیکھا۔ لیکن وہ وہیں زمین کے ساتھ چپک گیا

اب بلیک ٹائیگر اس کے ریوالور کی زد میں تھا۔ وہ لڑکی پہ جھکا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر صاف نظر آ رہا تھا۔

"سنو فرخندہ ——— میرا خیال ہے کہ تمہارا یہی نام ہے" بلیک ٹائیگر کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ہاں ——— میرا نام فرخندہ ہے۔ مم —— مم —— مگر تم کون ہو" لڑکی کی سہمی ہوئی خوفزدہ سی آواز سنائی دی

"تو سنو ——— میں بلیک ٹائیگر ہوں ——— بلیک ٹائیگر اور یہاں ویران مقام پر تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے جو کچھ میں پوچھوں۔ صحیح صحیح جواب دے دو۔ ورنہ اس خنجر سے میں تمہاری بوٹی بوٹی کر دوں گا" بلیک ٹائیگر کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔

ایک لمحے کے لئے کیپٹن شکیل کے ذہن میں خیال آیا کہ اس پر فائر کھول دے۔ لیکن وہ پھر رک گیا۔ کیونکہ ظاہر ہے ابھی لڑکی کے لئے فوری خطرہ نہ تھا وہ فی الحال پوچھ گچھ کر رہا تھا۔

اسی لمحے فرخندہ کے حلق سے تیز چیخ نکلی۔

"مت چیخو ——— ورنہ ایک ہی وار میں آنکھ نکال دوں گا۔ بتاؤ

بتاؤ۔ عمران کا پتہ بتاؤ" بلیک ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

اور اس کی بات سن کر جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں اپنی اپنی جگہ چونک پڑے کیونکہ بلیک ٹائیگر اس لڑکی فرخندہ سے عمران کا پتہ معلوم کر رہا تھا۔

"عمران ——— کون عمران" فرخندہ کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی

"وہی تمہارا گائیڈ" بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"مم —— مم —— مجھے نہیں معلوم ——— عاصمہ ہی ہمیں وہاں لے گئی تھی" فرخندہ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اسی لمحے روشنی تیزی سے حرکت میں آئی اور فرخندہ کے لہجے سے چیخ نکل گئی

کیپٹن شکیل ٹریگر دباتے دباتے رہ گیا۔ کیونکہ ٹائیگر دوبارہ فرخندہ کو تھپڑیا رہا تھا۔ ظاہر تھا کہ فرخندہ مری نہیں بلکہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

"بتاؤ ——— ورنہ کاٹ کر رکھ دوں گا ——— بتاؤ جلدی" بلیک ٹائیگر کی دھاڑ سنائی دی۔

وہ اس وقت شدید غصے اور جھنجھلاہٹ میں مبتلا تھا۔ اور کیپٹن شکیل جانتا تھا کہ اس حالت میں مبتلا شخص انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔

"بزدل پھر بے ہوش ہو گئی" ——— بلیک ٹائیگر کی آواز سنائی دی اسی لمحے کیپٹن شکیل کو اپنے پیچھے سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے مڑا لیکن پھر سنبھل گیا کیونکہ آنے والی جولیا تھی۔

"یہ تو خطرناک شخص ہے ——— اسے یہیں قتل کرنا ہوگا" جولیا نے کیپٹن شکیل کے کان کے ساتھ ہلکی سی سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

فرخندہ کے چہرے پر پھر تھپڑوں کی بارش ہو رہی تھی۔ اور اس کی کراہ ایک بار پھر سنائی دی۔ وہ دوبارہ ہوش میں آگئی تھی۔

"بتاؤ لڑکی ——— بتاؤ" آخری بار کہہ رہا ہوں۔ ورنہ اس بار میں تمہارا گلا کاٹ دوں گا" بلیک ٹائیگر کی جھنجھلاہٹ سے بھرپور آواز سنائی دی۔ اور اب خنجر فرخندہ کے سینے کے عین اوپر جھکا ہوا تھا۔

"مم ——— مم" فرخندہ کی ڈوبی اور سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور اسی لمحے کیپٹن شکیل نے بلیک ٹائیگر کے ہاتھ کو حرکت میں آتے دیکھا۔ اور اس نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ نشانہ وہ پہلے ہی باندھے ہوئے تھا۔

ایک زوردار دھماکا ہوا اور بلیک ٹائیگر کے ہاتھ سے خنجر نکل کر اندھیرے میں غائب ہو گیا

بلیک ٹائیگر دھماکا ہوتے ہی بری طرح اچھلا اور زمین پر لیٹ گیا۔ مگر اسی لمحے جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں نے بیک وقت ٹریگر دبا دیئے۔

دو دھماکے ہوئے اور بلیک ٹائیگر کی چیخ سنائی دی۔ وہ بری طرح تڑپ رہا تھا۔

"اسے ختم ہونا چاہیئے" ——— جولیا کی غصیلی آواز سنائی دی اور اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اور اس بار دھماکہ ہوتے ہی بلیک ٹائیگر تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

وہ دونوں اس کے ساکت ہوتے ہی اٹھے اور تیزی سے جھکے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگے ریوالور ابھی تک ان کے ہاتھوں میں تھے اور وہ پوری طرح محتاط تھے۔

ان دونوں کے قریب پہنچتے ہی کیپٹن شکیل تو بلیک ٹائیگر کی طرف متوجہ ہو گیا اور جبکہ جولیا فرخندہ کے پاس پہنچ گئی۔

کیپٹن شکیل نے بلیک ٹائیگر کو ہلا جلا کر دیکھا۔ اس کے جسم سے خون نکل رہا تھا لیکن وہ ابھی زندہ تھا اور اگر فوری طبی امداد مل جائے تو شاید بچ بھی جاتا۔ کیونکہ وہ خاصا صحت مند دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ ابھی زندہ ہے مس جولیا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا ——— بڑا ڈھیٹ ہے ——— چلو اب ایکس ٹو جانے اور یہ جانے۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ اسے مار ڈالوں"۔ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

وہ فرخندہ کے ہاتھوں اور پیروں میں بندھی ہوئی رسیاں کھولنے میں مصروف تھی۔

"میں اسے کار میں لے چلتا ہوں تاکہ ایکسٹو سے بات ہو جائے۔ تم اس لڑکی کو لے آؤ"۔ کیپٹن شکیل نے جھک کر بلیک ٹائیگر کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ہمارے آنے سے پہلے بات کر لو"۔ جولیا نے جواب دیا ظاہر ہے اب وہ فرخندہ کے سامنے تو ایکسٹو سے بات نہ کر سکتی تھی

کیپٹن شکیل بلیک ٹائیگر کو کاندھے پر اٹھائے دوڑتا ہوا کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے کار کی پچھلی سیٹ کے درمیان اسے لٹایا اور ایک بار پھر کار میں سوار ہو کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

اور چند لمحوں بعد ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"یس ——— ایکسٹو۔ اوور"

"شکیل بول رہا ہوں جناب ——— ہم نے جھیل چوک پر اسٹیشن ویگن چیک کر لی اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے جھیل کے سنسان علاقے میں پہنچ گئے۔

یہاں مجرم نے لڑکی کو اٹھا کر گھاس پر لٹایا اور اس کے ہاتھ پیر باندھ کر اس پر تشدد کرنے لگا۔ وہ اس سے عمران کا پتہ پوچھ رہا تھا۔ جب لڑکی نے بتانے سے انکار کر دیا۔ تو وہ اسے قتل کرنا چاہتا تھا۔ کہ میں نے اور مس جولیا نے لڑکی کو بچانے کے لئے اس پر فائر کھول دیئے۔ اسے تین گولیاں لگی ہیں لیکن وہ ابھی زندہ ہے۔ اگر اسے فوری طبی امداد مل جائے تو شاید بچ نکلے ——— اس وقت وہ ہماری کار کی پچھلی سیٹ پر پڑا ہوا ہے ——— اور مس جولیا اس لڑکی کے ہاتھ پیر کھول کر اسے لے آرہی ہے ——— اب مزید جو حکم ہو۔ اوور"

کیپٹن شکیل نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اسے زندہ رہنا چاہیئے ——— اس سے ہم نے اہم معلومات حاصل کرنی ہیں ——— تم اس کے زخموں پر کپڑا باندھ دو اور اسے فوری طور پر سپیشل ہسپتال میں لے جاؤ ——— میں انہیں ہدایات دے دیتا ہوں ——— اور سنو ——— جولیا کو کہو کہ وہ لڑکی کو اسٹیشن ویگن سمیت عمران کے فلیٹ پر لے جائے اور لڑکی کو وہاں پہنچا کر وہ واپس اپنے فلیٹ چلی جائے۔ اوور" ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر۔ اوور" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

جولیا اس لڑکی کا بازو پکڑے آہستہ آہستہ ادھر کو آرہی تھی۔

"مس جولیا ——— اس لڑکی کو اسٹیشن ویگن سمیت عمران کے فلیٹ پہنچا کر تم واپس اپنے فلیٹ جا سکتی ہو ——— میں اسے ہسپتال لے جا رہا ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور جولیا اس کی بات سنتے ہی واپس اسٹیشن ویگن کی طرف مڑ گئی۔

کیپٹن شکیل دوبارہ کار کی طرف لپکا۔ اس نے بلیک ٹائیگر کو باہر کی طرف کھینچا اور پھر اس کی قمیض پھاڑ کر اس نے پٹیاں بنائیں اور اس کے زخموں پر باندھ دیں۔

زخموں پر پٹیاں باندھ کر اس نے اسے دوبارہ سیٹ کے نیچے ڈالا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے موڑ کر جھیل کی طرف بڑھ گیا۔

اسی لمحے اس نے اسٹیشن ویگن کو بھی سٹارٹ ہو کر مڑتے دیکھا لیکن وہ ایکسیلیٹر دبائے چلا گیا۔ اسے ہسپتال پہنچنے کی جلدی تھی کیونکہ بلیک ٹائیگر کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی چلی جا رہی تھی۔

عمران جب عاصم، ناہیدہ اور طاہرہ سمیت واپس اپنے فلیٹ میں پہنچا تو سلیمان کہیں گیا ہوا تھا۔ عمران نے پائیدان کے نیچے سے چابی نکالی اور دروازہ کھول دیا۔

"میرا باورچی تو تعاقب میں گیا ہوا ہے۔ اس لئے کھانے پینے کی کوئی چیز آپ طلب کرنے کی کوشش نہ کریں۔

"کس کے تعاقب میں گیا ہوا ہے ——— کیا وہ بھی جاسوس ہے"۔ عاصم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— ظاہر ہے آجکل تعاقب کے بغیر کچھ نہیں ملتا۔ باورچی کے مجرم تو مرچیں، ہلدی، نمک، دھنیا، آٹا وغیرہ ہیں۔ وہ بے چارہ صبح سے ان کے تعاقب میں نکلتا ہے، تب کہیں جا کر شام کو یہ مجرم ہاتھ آتے ہیں"۔ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا ——— لیکن اب تو رات ہے۔ اب تک تو لے آنا چاہیئے"۔ طاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے مس الفنن ——— تمہیں نہیں معلوم خالص چیزیں رات کو ہی ملتی ہیں تاکہ خریدنے والا ان کی شکلیں نہ دیکھ سکے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ تینوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

"ارے وہ وظیفہ کرو جلدی ——— ہماری سہیلی فرخندہ نجانے کس حال میں ہے"۔ اچانک ناہیدہ نے اسے یاد دلاتے ہوئے کہا۔ اور باقی دونوں بھی سنجیدہ ہوگئیں۔

"وظیفہ ——— ارے ہاں وہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا۔ لیکن چائے پیئے بغیر وظیفہ ہو نہیں سکتا۔ اور باورچی غائب ہے اس لئے مجبوری ہے، اس کا انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر وہ آئے گا وہ چائے بنائے گا۔ اور میں وظیفہ شروع کروں گا" عمران نے منہ لٹکاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— تو تم خود بنا لو چائے ——— ہمیں فرخندہ چاہیئے۔ جلدی"۔ عاصم نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں بنا لوں ——— شرم نہیں آتی ——— تم لڑکیاں ہو۔ یہ بنانا تو تمہاری جنس کا کام ہے۔ ہمارا کام تو بگاڑنا ہے"۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی ——— اب ہم چائے بنائیں۔ ٹھیک ہے۔ ہم الفنن ہیں الفنن ——— بین الاقوامی مجرم۔ یہ تمہارا کام ہے۔ گائیڈ کا" عاصم نے بھی جواب دیا۔

"اب گائیڈ کا یہ کام باقی رہ گیا ہے کہ چائے بناتا پھرے اور گائیڈ بھی کس کا ——— الفنن جیسی بین الاقوامی تنظیم کا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن پھر فرخندہ کا کیا ہوگا" عاصمہ نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا۔

"فرخندہ فرخندہ بن جائے گی اور کیا ہوگا۔ گھبراؤ نہیں۔ کچھ نہ کچھ تو ہو ہی جائے گا لڑکا یا لڑکی" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ فرخندہ کو فوری تلاش کرنا ہے ورنہ وہ بلیک ٹائیگر اسے مار ڈالے گا۔ اسے تمہارے فلیٹ کا پتہ معلوم نہیں اور اس نے اس سے جبراً تمہارے فلیٹ کا پتہ پوچھنا ہے۔"

"ارے کیا کہہ رہی ہو ـــــ میرے فلیٹ کا پتہ ـــــ ارے غضب ہوگیا۔ اگر اس فرخندہ نے بتا دیا تو پھر کیا ہوگا۔ مجرم تو سیدھا یہیں آئے گا" عمران نے اچھل کر صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔ اور لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"اگر سیدھا یہاں آگیا تو کیا ہوگا۔ تم کیوں ڈر رہے ہو۔ ہم جو یہاں موجود ہیں" عاصمہ نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"ارے ـــــ تم سمجھ نہیں رہیں۔ مسئلہ سیدھے کا ہے۔ سیدھا چلنے والا آدمی کبھی مار نہیں کھاتا۔ اس کے قدم نہیں لڑکھڑاتے۔ سچ کہہ رہا ہوں کل ہی ایک محفل میں حضرت علامہ الدھر فرما رہے تھے کہ سیدھا چلنے والا کبھی ناکام نہیں رہتا" عمران نے بدستور خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے وہ اُلٹا چلتا ہوا تمہارے فلیٹ میں داخل ہو یعنی اباؤٹ ٹرن پوزیشن پر۔ اگر ایسا ہے تو گھبرانے کی کیا بات ہے جب وہ یہاں پہنچے گا تو ہم اسے الٹا کر دیں گے" عاصمہ نے جواب دیا۔

اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک عمران کے کانوں میں ایک آواز سنائی دی۔ یہ ایسی آواز تھی جیسے پاس والے فلیٹ میں

نیاں کڑکڑا رہی ہوں۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ یہ اندر کمرے میں رکھے ہوئے وص ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز ہے۔

"اب تو مجھے لازماً وظیفہ کرنا پڑے گا۔ اچھا میں وضو کر آتا ہوں۔ پھر کھینا یا ہوتا ہے" عمران نے تیزی سے کہا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ سیدھا اپنے خاص کمرے میں پہنچا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"عمران معتین حوروں کے بول رہا ہوں جو چوتھی کا انتظار ہے" عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"عمران صاحب ـــــ آپ کی چوتھی حور آرہی ہے اور اسے لانے والی جولیا ہے۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع کردوں" بلیک زیرو نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے بلیک ٹائیگر کے پکڑے جانے اور زخمی ہونے کے متعلق تفصیل بھی بتا دی۔

"ارے باپ رے ـــــ جولیا بھی ساتھ آرہی ہے" عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

اس کے بعد وہ بھاگتا ہوا واپس ڈرائنگ روم میں آگیا۔ وہ تینوں چہرے لٹکائے صوفوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

"چلو بھئی وظیفہ شروع" عمران نے صوفوں کے درمیان قالین پر آکر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم نے کیا کرنا ہے" ان تینوں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں وظیفہ پڑھوں گا اور تم میرے گرد ناچنا۔ جتنی تیز تم ناچو گی اتنی ہی جلدی فرخندہ یہاں پہنچ جائے گی" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر ہم میوزک کے بغیر کیسے ناچ سکتی ہیں" عاصمہ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ دظیفہ میں میوزک ——— کیوں شیطان کو میرے پیچھے لگواتا ہے۔ بس ایسے ہی ناچو" عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے اسے باہر کسی گاڑی کے رکنے کی آواز سنائی دی اور وہ سمجھ گیا کہ جولیا فرخندہ کو لے کر آگئی ہے۔

"اچھا سٹارٹ۔ ون۔ ٹو۔ تھری۔ گو" عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی تینوں نے اس کے گرد بڑی تیزی سے ناچنا شروع کر دیا۔

اب اتفاق ایسا تھا کہ انہوں نے رمبا سمبا ناچ شروع کر دیا جس میں دوسرے کے گلے میں بازو ڈالنے کا باقاعدہ اشارہ کیا جاتا ہے۔

چنانچہ جب جولیا اور فرخندہ دروازے پر نمودار ہوئیں تو رمبا سمبا اپنے عروج پر تھا۔ تینوں عمران کے گلے میں بازو حمائل کرنے کا اشارہ کرتیں اور پھر لہرا کر آگے بڑھ جاتیں اور دوسری اس کی جگہ لے لیتی۔

جولیا چند لمحے تو حیرت بھرے انداز میں یہ تماشا دیکھتی رہی۔ عمران کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی لیکن وہ کن انکھیوں سے جولیا کی حالت دیکھ رہا تھا۔ دوسرے لمحے جولیا کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمودار ہوئے اور وہ پیر پٹختی ہوئی واپس مڑ گئی۔

"ارے دیکھو فرخندہ آگئی" عمران نے اچانک چیخ کر کہا۔

اور پھر جیسے ہی وہ رُکیں عمران تیر کی طرح دروازے سے نکلا۔

"جولیا ——— ارے جولیا ——— بات تو سنو ——— یہ تو الفن ہی الفن تفن کے ڈبے ——— خالی ڈبے" عمران نے جولیا کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا۔

بڑی تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی جا رہی تھی۔

"شٹ اپ ——— میں نے دیکھ لیا ہے تمہارا کردار"۔ جولیا نے انتہائی

بیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر بھاگتی ہوئی اندھیرے میں گم ہو گئی اور عمران ایک طویل سانس

لے کر واپس مڑا۔ اس کے چہرے پر کھلنڈرانہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی

"تو یہ تمہاری بیوی تھی؟" دروازے پر کھڑی عاصمہ نے عمران کے واپس

آتے ہی کہا۔

"بیوی ——— کاش یہ بیوی بن جاتی۔ یہ تو بیوہ ہونے پر تیار نہیں۔

میں نے کئی بار کہا ہے کہ مجھ سے شادی کر لو میں فوراً ہی خودکشی کر لوں گا چلو

اس طرح میری روح کو سکون تو ملتا رہے گا کہ لوگ تمہیں عمران کی بیوہ کہیں گے

لیکن وہ مانتی ہی نہیں" عمران نے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تم اس مشن کا معاوضہ دو تو ہم یہ مشن شروع کر دیں" عاصمہ نے

کہا۔

"مشن ——— کونسا مشن"۔ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا

"یہی اسے تمہاری بیوہ بنانے کا۔" عاصمہ نے بڑی معصومیت سے کہا

"ارے۔ ارے۔ کیا غضب کرتی ہو۔ اگر تم نے اس کی کوشش بھی کی

تو الفن ایک لمحے میں کفن میں تبدیل ہو جائے گی" عمران نے خوف زدہ لہجے

میں کہا۔

"کفن میں ——— وہ کیسے"۔ عاصمہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے سیکرٹ سروس کا چیف بھی اس کا عاشق نامراد ہے۔ اور سیکرٹ

سروس کے چیف کو پتہ چلا تو پھر الفن کو کفن میں تبدیل ہوتے دیر نہیں لگے گی۔ اس

لیئے اس مشن سے باز آجاؤ اور کوئی دوسرا دروازہ ڈھونڈو " عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

" تمہاری مرضی ——— اگر تم ڈرتے ہو تو ڈرتے رہو۔ اور سنو ہمیں بزدل گائیڈ نہیں چاہیئے۔ ہم کوئی اور گائیڈ ڈھونڈ لیں گے۔ بہادر۔ جی دار " عاصمہ نے کہا۔ اس کے لہجے میں غصہ تھا اور پھر وہ اپنی سہیلیوں کو لے کر عمران کے فلیٹ سے باہر نکلتی چلی گئی

" الفتن کم فلیٹ پاک "۔ عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے خس کم جہاں پاک کے محاورے کا حلیہ بگاڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر اندرونی کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تاکہ بلیک ٹائیگر کے بارے میں بلیک زیرو سے تفصیلی بات چیت کر سکے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا دلچسپ ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

فاؤل پلے

- پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے درمیان انتہائی سنسنی خیز کرکٹ میچ کا انعقاد۔
- مجرموں کی تنظیم آرگنائزیشن جس نے پاکیشیا ٹیم کو ہرانے کے لئے سازشوں کا جال پھیلا دیا۔ کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے معروف ترین کھلاڑیوں نے بغیر کسی وجہ کے کھیلنے سے انکار کر دیا۔
- پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کے اعصاب مفلوج کر دیئے گئے۔ کیسے اور کیوں؟
- پاکیشیا ٹیم کے کپتان نے عین میچ کے موقعہ پر کھیل سے ریٹائر ہونے کی دھمکی دے دی۔ کیا کپتان مجرموں سے مل گیا تھا یا.....؟
- عمران اور سیکرٹ سروس کا مشن کیا تھا۔ کیا پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کی جگہ انہوں نے لے لی یا.......؟
- بین الاقوامی کھیلوں کے پس منظر میں ہونے والی حیرت انگیز اور سنسنی خیز کارروائی جس سے تماشائی ہمیشہ لاعلم رہتے ہیں۔
- انوکھا پس منظر۔ حیرت انگیز کہانی۔ دلچسپ واقعات۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی تحریر

ناشران:۔ **یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**